Al Numaan Social Media Services

حقیقت فدک

DifaAhleSunnat.com

ضیغم اسلام، قاطع بدمذہبیت
مناظر اسلام
حضرت علامہ مولانا علی شیر رحمانی صاحب

کمپوزنگ ایڈیٹر
عبدالقیوم

DifaAhleSunnat.com

علماء حق علماء دیوبند

دِفاعِ اہلِسنت

دفاعِ صحابہ کرامؓ و دفاعِ اہل سنت دیوبند
وقت کی اہم ترین ضرورت؟

- یوٹیوب کے اُردو بیانات
- نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- آن لائن دروس، نماز کے مسائل
- آن لائن پی ڈی ایف کتابیں
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موضوعات پر بیانات
- نماز کے مسائل پر کتابیں
- قرآن کریم کی تلاوتیں
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موضوعات پر کتابیں

DifaAhleSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمعصومین اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ ــــ الخ

صدق اللّٰہ علیّ العظیم۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال کے شروع میں فرمایا

آپ سے انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ ان کو فرما دیجئے انفا صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہے۔۔

دوسری آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔۔

وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر مال فئی کیا۔۔

مال فئی کیا ہے

کہ با اس پر گھوڑے دوڑائے گئے اور نا ہی لڑائی کا انتظام کیا گیا اس کو مال فئی کہتے ہیں (فما اوجفتم علیہ من خیل و لا رکاب) جس پر گھوڑے اور سوار نا دوڑائے گئے ہوں (و لکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشآءُ) لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلط کیا اپنے رسولؐ کو جس چیز پر چاہا اس طریقہ سے جو مال آئے اس کو مال فئی کہتے ہیں۔

انفال صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کا حق ہے۔

دوسرا مال فئی

اسی مال فئی کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا (ما افآء اللہ علٰی رسولہ من اہل القریٰ) جو فئی کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر گاؤں میں سے (فللہ و للرسولِ و لذی القربی و الیتمی و المسکین وابن السبیل) تو اس میں کس کس کا حق ہے

وہ مال اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے رسولؐ کے لئے ہے اور قریبی رشتہ داروں کے لئے ہے اور یتیموں کے لئے ہے اور مسکینوں کے لئے ہے اور مسافروں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنے حصے بنا دیے (کی لا یکون دولۃ بین الاغنیآء منکم) تاکہ یہ فئی کا مال صرف شاہکار لوگوں میں نا پھرے اس کو اللہ تعالیٰ نے خود تقسیم کرنے کے لئے حقدار یعنی مستحقین کو بیان فرمایا جس کے ھاتھ میں فئی کا مال ہو وہ گویا کہ اس کا متولی ہے تقسیم وہ کرے گا لیکن مستحقین کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا وہ کس طرح تقسیم کرے وہ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرے یتیموں میں مسکینوں میں مسافروں میں تقسیم کرے یہ اللہ رب العزت نے رسولؐ کے لئے حصہ دار واضح فرمائے کہ اللہ کا نبی بھی اس مال کو اسطرح تقسیم کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور آگے فرمایا (و ما اٰتکم الرسول فخذوہ) اللہ کا رسولؐ اس مال میں سے جو آپ کو دے دے وہ کو لے لو (ما نھٰکم عنہ فانتھوا) اس میں سے جس چیز کو اللہ کا رسولؐ مال سے روکے یا کم دے دے تو آپ بھی اسی پر رک جاؤ۔ خالق کائنات نے فئی کے مال کو اور انفال کے مال کو اسطرح بیان فرمایا نبی علیہ السلام کے پاس جو مال آتا تھا اس کے آنے کے دو طریقہ تھے ایک مال وہ جو غنیمت کہلاتا تھا جو لڑائیون کے بعد کفار کا مال سامان ھاتھ لگتا تھا اس کو مال غنیمت کہتے تھے اس مال غنیمت میں مجاھدین کا حصہ اللہ اور رسولؐ کے لئے خمس جدا نکالا جاتا تھا۔

خمس کس مال سے نکالنا ہے

(وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی)

یعنی غنیمت کے مال میں سے خمس نکالا جائے گا باقی مجاھدین میں تقسیم ہوگا اب جو دوسرا طریقہ ہے رسول اللہؐ کے پاس مال کے آنے کا وہ ہے انفال یا مال فئی جو بغیر لڑائی کے ھاتھ لگے اسے مال انفال کہتے ہیں دوسرا اس کو مال فئی کہتے ہیں۔

مال فئی اور مال انفال

اس مال فئی اور مال انفال سے خالق کائنات نے سب سے پہلے یوں فرمایا کہ یہ اللہ اور رسولؐ کا ہے یعنی مجاھدین کا اس میں حصہ نہیں ہے اب اللہ تعالی نے جو رسولؐ کے ھاتھ میں مال دیا جو اللہ اور رسولؐ کا تھا اللہ تعالی نے اس کے حصے خود رسولؐ کا سمجھائے کہ وہ مال انفال یا مال فئی ہو جس کا صرف رسولؐ ہی متصرف ہے اللہ تعالی نے ان کے حصے ظاھر فرمائے کہ فرمایا

(وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ)

یہ مال اللہ کا ہے اس کے رسولؐ کا ہے قریبی رشتہ داروں کا ہے اور یتیموں کا ہے اور مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے اور ان مسافروں اور مسکینوں اور یتیموں اور قرابت داروں کو بیان کر کے اللہ تعالی نے یوں فرمایا ہے۔

(کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ)

یہ اس لئے اللہ تعالی نے حصے مقرر کئے جو اس مال کا والی بنے متولی بنے اس مال کو اسطرح تقسیم نا کرے کہ وہ مال شاھوکاروں میں پھرتا رہے غریبوں کے پاس نا جائے یعنی اگر اس کا کوئی متعین وارث قرار دیا جائے گا اور آگے جا کر یہ اگر مال دار بن جاتا ہے پھر بھی یہ اسی کی ملکیت میں ہوتا تو اللہ تعالی نے فرمایا اسطرح نہیں جو آج مسکین ہیں کل وہ مالدار بن جائے تو پھر انفال اور فئی میں اس کا حصہ نہیں ہوگا اگر کوئی مسافر ہے وہ مسافری میں ہو تو اس کو پھر حصہ مل سکتا ہے اور اگر واپس گھر پہنچ گیا اور مالدار ہے تو اس کو پھر فئی اور انفال کے مال سے کچھ نہیں ملے گا اگر کوئی یتیم ہے تو اس جو تو فئی اور انفال کے مال میں سے تو حصہ ملے گا اگر وہ بڑا ہو گیا اور مالدار ہو گیا تو پھر اس کا حصہ ختم ہو جائے گا ذوی القربی میں بھی اسیطرح جو مالدار ہوگا شاہکار ہوگا اس کا حصہ نہیں ہوگا یہ خاص قرابت داروں کا ہوگا اور بحسب ضرورت ان کے لئے ہوگا یعنی ان کے جمع کرنے کے لئے نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَۃًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ)

تاکہ یہ مال شاہکاروں کے درمیان میں باقی نا رے خالق کائنات نے یہ وجہ بیان کی کہ فیٔ کا مال انفال کا مال جن کے مستحقین ہونگے وہ ذوی القربیٰ ضرورت مند جتنا لے سکتے ہیں یتیموں جس حسب ضرورت دیا جا سکتا ہے اور مسکینوں کو دیا جا سکتا ہے اور مسافروں کا دیا جا سکتا ہے یہ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے حصے مقرر کئے تاکہ یہ مال کسی ایک ملکیت میں نا آئے اور ہر دور میں یتیم ، مسکین ، ذوی القربیٰ، اور مسافر ان میں سے ضرورت کے ماتحت لیتے رہیں اللہ تعالیٰ نے خود وجہ یہ بیان فرمائی۔

ان دو آیات نے یہ بتا دیا کہ فیٔ کا مال ہو یا انفال کا مال ہو اس میں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سرِ دست اللہ اور رسولؐ کا ہے یعنی دوسروں کا اس میں کوئی حق نہیں ہے مجاھدین ہوں یا ان میں جو بھی رسول اللہؐ کے ساتھ ہوں کیونکہ بغیر لڑائی کے جو مال آتا ہے اس میں کسی کا حصہ نہیں یہ خالص اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہے اور اس کا متصرف صرف رسول ہے اور رسول بھی متصرف کس معنی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مستحقین کا ذکر کر کے فرما دیا کہ رسول صرف تصرف کرے گا یعنی تقسیم کرے گا اور تقسیم جن لوگوں میں کرے گا ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا رسول اس کو اپنی مرضی سے تقسیم نہیں کرے گا کیونکہ وہ خالص اللہ اور رسول کا ہے اس معنی میں کہ اس میں دوسروں کا حصہ نہیں اور اللہ اور رسولؐ کے مال میں جن کو مستحق بنایا وہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ رسولؐ کے ذوی القربیٰ ہونگے ضرورت جتنا ان کو رسولؐ دے گا جو یتیم ہونگے ضرورت جتنا رسولؐ ان کو دے گا جو مسکین ہونگے ضرورت جتنا رسولؐ ان کو دے گا اور جو مسافر ہونگے ضرورت جتنا اللہ کا رسولؐ ان کو دے گا یہ جو مال فیٔ کا ہے یا انفال کا ہے اس کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرے گا لیکن اپنی مرضی سے نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تقسیم کرتا رہے گا

اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد اب دیکھنا یہ ہے کہ مال فئی اور مال انفال یہ کس طرح ہے اس کے بارے میں یوں سمجھو کہ شیعہ مذہب کی طرف سے ہمیشہ اعتراض ہوتا رہتا ہے کہ فدک کا جو مال تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ھاتھ میں آیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فدک کا مطالبہ کیا اور حضر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ یہ مال مسلمانوں کا ہے میرا نہیں اور اس میں تقسیم بھی نہیں ہوگی ورثہ بھی نہیں چلے گا لہذا میرے ذاتی مال میں سے جو چاھے لے لیں باقی یہ مال جو ہے وہ مسلمانوں کا ملا جلا مال ہے اس کو میں اسیطرح تقسیم کروں گا جسطرح اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتا تھا حضرت ابوبکر رضہ نے یہ جواب دیا تو شیعہ مذہب والوں کا کہنا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضہ نے مطالبہ کیا تو ابوبکر رضہ کو وہ مال دینا چاہئے تھا فاطمۃ الزہرا رضہ کو خالی واپس کرنا نہیں چاہئے تھا کیونکہ اس کا مانگنا ہے حق رکھتا ہے تو اس وجہ سے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر شیعہ قوم ناراض ہے اگرچہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضہ ناراض نا ہوئی ہو لیکن شیعہ ضرور ناراض ہونگے کیونکہ ان کے دل کے اندر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دشمنی بھری گئ ہے اس لئے وہ جسطرح کوئی ایسا جملہ دیکھیں گے فورًا اپنے اندر سے دشمنی کا اظہار کریں گے ہم صحیح کہتے ہیں نعوذباللہ حضرت ابوبکر رضہ کے دشمنی ان کی دل میں ہے تو اس وجہ سے اس قصہ کو بھی انہوں نے بھانا بنا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو طعن کا نشانہ بنایا ہے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ مذہب میں اس مال کی حقیقت کیا ہے مطالبہ تو بعد کی بات ہے پہلے شیعہ مذہب میں اس مال کی حقیقت سمجھیں گے تو مسئلہ سمجھ میں آجائے گا ان شاءاللہ تعالی

1:-تفسیر التبیان

شیخ الطائفہ طوسی نے لکھی ہے اس کی 5 جلد ہے اور صفحہ 72 ہے سورۃ الانفال کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

(وروی ابی جعفر و عن ابی عبداللہ علیہم السلام

ان الانفال کل ما اخذ من دار الحرب بغیر قتالٍ)

"تفسیر التبیان ج 5 ص 72"

یعنی کہ انفال کا مال اس کو کہا جاتا ہے جو دارالحرب میں بغیر قتال کے حوالے کیا جائے اللہ کے نبی کے حوالے کیا جائے یا اللہ کے نبی کو ھاذتھ لگے بغیر قتال کے تو اس مال کو مال انفال کہا جاتا ہے۔۔

انفال کا مال

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ ...... الایۃ

فرما دیجئے کہ انفال کا مال اللہ اور رسول صہ کا ہے یعنی دوسروں کا اس میں ہوئی حصہ نہیں ہے

تو حضرت ابو جعفر اور ابو عبداللہ علیہما السلام یعنی امام باقر اور امام جعفر صادق دونوں سے روایت کرتا ہے کہ انفال اس کو مال کو کہتے ہیں جو دارالحرب میں سے حاصل ہو بغیر قتال کے اور آگے لکھتا ہے (ویسمہ الفقھاء فیئًا) اس فقہاء فئی کہتے ہیں

اللہ تعالی نے فئی کے مال کتنے حصے جمع کیے

اللہ وللرسول ولذی القربی ولیتمٰی وللمسٰکین وابن السبیل

کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَۃًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ

تاکہ یہ مال ایسے شخص کے ھاتھ میں لگ کر کسی کو غنی نا بنائے کیونکہ ہر دور میں ضرورت مند اس سے حصہ لیتے تھے

آگے شیعہ مصنف لکھتں ہے کہ یہ مال صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ھاتھ میں ہوگا

التبيان في تفسير القرآن

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي

٣٨٥-٤٦٠هـ

كتابخانه
بنياد دائرة المعارف اسلامي

تحقيق وتصحيح

أحمد حبيب قصير العاملي

المجلد الخامس

دار إحياء التراث العربي

الغنائم من الفرس والدرع والرمح . وفي رواية اخرى ـ أنه سلب الرجل وفرسه ينفل النبي صلى الله عليه وآله من شاء .

وقال قوم : هو الخمس ، روي ذلك مجاهد ، قال :قال المهاجرون : لم يرفع منا هذا الخمس ويخرج منا ؟ فقال الله : هو لله والرسول .

وروي عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام (أن الانفال كل ما اخذ من دار الحرب بغير قتال إذا انجلى عنها أهلها) . ويسميه الفقهاء فيئاً ، وميراث من لاوارث له ، وقطائع الملوك إذا كانت في أيديهم من غير غصب ، والآجام وبطون الأودية والموات وغير ذلك مما ذكرناه في كتب الفقه . وقالا : هو لله وللرسول وبعده للقائم مقامه يصرفه حيث يشاء من مصالح نفسه ومن يلزمه مؤنته ليس لاحد فيه شيء .

وقالا : إن غنائم بدر كانت للنبي صلى الله عليه وآله خاصة ، فسألوه أن يعطيهم .

وفي قراءة اهل البيت : « يسألونك الأنفال » فأنزل الله تعالى قوله « قل الأنفال لله والرسول » ولذلك قال « فاتقوا الله وأصلحوا ذات بينكم » ولو سألوه عن موضع الاستحقاق لم يقل لهم : اتقوا الله .

والانفال جمع نفل والنفل هو الزيادة على الشيء ، يقال : نفلتك كذا إذا زدته قال لبيد بن ربيعة :

إن تقوى ربنا خير نفل وباذن الله ريثي والعجل(١)

والنفل هو ما أعطيته المرء على البلاء ، والغناء على الجيش على غير قسمة . وكل شيء كان زيادة على الأصل فهو نفل ونافلة ، ومنه قيل لولد الولد : نافلة ، ولما زاد على فرائض الصلاة نافلة .

واختلفوا في سبب نزول هذه الآية ، فقال قوم : نزلت في غنائم بدر ، لأن النبي صلى الله عليه وآله كان نفل أقواماً على بلاء ، فأبلى اقوام وتخلف آخرون مع النبي صلى الله عليه وآله فلما انقضى الحرب اختلفوا ، فقال قوم : نحن اخذنا ، لأنا قتلنا . وقال آخرون:

(١) تفسير القرطبي ٨/٣٦١ واللسان (نفل) ومجاز القرآن ١/ ٢٤٠ .

اور لیس لاحد فیہ شئی اللہ کا رسول جس پر تقسیم کرے اس میں کسی ایک کا بھی ذرا برابر حصہ نہیں ہوگا یہ امام جعفر صادق اور امام باقر کا قول نقل کیا ہے اس شیخ طوسی نے اپنی تفسیر التبیان ج 5 صہ 72 سورۃ الانفال کی تفسیر میں لکھا ہے

2۔ تفسیر نور الثقلین:

اس کا مصنف علامۃ الکبیر الشیخ عبد علی بن جمعہ عروسی نے اپنی تفسیر نورالثقلین ج 2 میں سورۃ الانفال کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:-

مال فئی و انفال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

لیس "للناس فیہ سہمٌ"

اس میں لوگوں کے لیے حصہ نہیں ہے

اور لکھتا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام یعنی امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ...... الایۃ

اس کا مطلب کیا ہے تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ قال سہم للہ و سہم لرسول یہ حصہ ہے اللہ کا اور اللہ کے رسول کا قال قلت فلمن سہم اللہ میں نے عرض کیا کہ اللہ کا حصہ پھر کس کے لئے ہے فقال المسلمین تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور تمام مسلمانوں میں سے کس کے لئے ولذی القربی والیتامٰی والمسٰکین وابن السبیل یہ حصے اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیے۔

تفسیر نورالثقلین جلد 2 صفحہ 120 اور 121 پر یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ یہ مسلمانوں کا مال ہے اللہ اور رسول کا ہے یعنی ان میں کسی کا حصہ نہیں ہے۔۔

باقی جو مال بچے گا اس مال کے مستحقین کون ہونگے۔ فرمایا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور یہ کل مسلمانوں میں تقسیم ہوگا اور مسلمانوں میں کن لوگوں میں تقسیم ہوگا

التبيان

في تفسير القرآن

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي

٣٨٥-٤٦٠هـ

تحقيق وتصحيح

أحمد حبيب قصير العاملي

المجلد التاسع

دار احياء التراث العربي

كتابخانه — شماره — بنياد دايرة المعارف اسلامي

المسلمين . والفيء كل ما اخذ من الكفار بغير قتال او انجلاء اهلها وكان ذلك للنبي ﷺ خاصة يضعه في المذكورين في هذه الآية، وهو لمن قام مقامه من الأئمة الراشدين . وقد بين الله تعالى ذلك . ومال بني النضير كان للنبي خاصة، وقد بينه الله بقوله «وما أفاء الله» يعني ما رجعه الله ورده «على رسوله منهم» يعني من بني النضير . ثم بين فقال «فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب» أي لم توجفوا على ذلك بخيل ولا ركاب . والايجاف الايقاع، وهو تسيير الخيل والركاب وهو من وجف يجف وجيفاً، وهو تحرك باضطراب، فالايجاف الازعاج للسير، والركاب الابل «ولكن الله يسلط رسله على من يشاء» من عباده حتى يقهروهم ويأخذوا ما لهم «والله على كل شيء قدير» .

ثم قال مبيناً من استحق ذلك، فقال «ما أفاء الله على رسوله من اهل القرى» يعني بني النضير «فلله وللرسول ولذي القربى» يعني اهل بيت رسول الله «واليتامى والمساكين وابن السبيل» من أهل بيت رسول الله لان تقديره ولذي قرباه ويتامى أهل بيته، وابن سبيلهم، لان الألف واللام تعاقب الضمير، وظاهره يقتضي أنه لهؤلاء سواء كانوا أغنياء او فقراء . ثم بين لم فعل ذلك فقال «كيلا يكون دولة بين الاغنياء منكم» فالدولة - بضم الدال - نقلة النعمة من قوم إلى قوم وبفتح الدال المرة من الاستيلاء والغلبة . ثم قال «وما آتاكم الرسول فخذوه» أي ما اعطاكم رسوله من الفيء فخذوه وارضوا به . وما أمركم به فافعلوه «وما نهاكم عنه فانتهوا» عنه فانه لا يأمر ولا ينهى إلا عن أمر الله .

ثم قال «واتقوا الله» في ترك معاصيه وفعل طاعاته «إن الله شديد العقاب» لمن عصاه وترك أوامره .

ثم قال «للفقراء» يعني الذين لا مال لهم «المهاجرين» الذين هاجروا من

۱۱ ـ علی بن ابراهیم عن ابیه عن ابن ابی عمیر عن حماد بن عثمان عن الحلبی عن ابی عبدالله عليه السلام قال : من مات ولیس له مولی فماله من الانفال .

۱۲ ـ عدة من اصحابنا عن سهل بن زیاد ومحمد بن یحیی عن أحمد بن محمد جمیعاً عن ابن محبوب عن العلا عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر عليه السلام قال : من مات و لیس له وارث من قرابته ولا مولی عتاقه جریرته فماله من الانفال .

۱۳ ـ فی تفسیر علی بن ابراهیم حدثنی ابی عن فضالة بن ایوب عن ابان بن عثمان عن اسحق بن عمار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الانفال فقال : هی القری التی قد خربت وانجلی أهلها فهی لله و للرسول، وما كان للملوك فهو للامام ، وما كان من أرض خربة لم یوجف علیها بخیل ولا ركاب و كل أرض لارب لها ، و المعادن ، ومن مات ولیس له مولی فماله من الانفال.

وقال : نزلت یوم بدر لما انهزم الناس كان اصحاب رسول الله صلی الله عليه وآله علی ثلث فرق : فصنف كانوا عند خیمة النبی صلی الله عليه وآله ، وصنف اغاروا علی النهب ، وفرقة طلبت العدو واسروا وغنموا ؛ فلما جمعوا الغنایم و الاساری تكلمت الانصار فی الاساری فأنزل الله تبارك وتعالی : «ما كان لنبی ان یكون له اسری حتی یثخن فی الارض» فلما أباح الله لهم الاساری والغنایم تكلم سعد بن معاذ و كان ممن قام عند خیمة النبی صلی الله عليه وآله فقال : یارسول الله مامنعنا ان نطلب العدو زهادة فی الجهاد ، ولا جبناً من العدو ، ولكنا خفنا ان یعری موضعك فتمیل علیك خیل المشركین ، وقد اقام عند الخیمة وجوه المهاجرین و الانصار ولم یشك احد منهم والناس كثیر یا رسول الله والغنایم قلیلة ، ومتی تعطی هؤلاء لم یبق لاصحابك شیء ، و خاف ان یقسم رسول الله صلی الله عليه وآله الغنایم واسلاب القتلی بین من قاتل ، ولایعطی من تخلف علی خیمة رسول الله صلی الله عليه وآله شیئاً ، فاختلفوا فیما بینهم حتی یسئلوا رسول الله فقالوا : لمن هذه الغنائم فأنزل الله : «یسئلونك عن الانفال قل الانفال لله وللرسول» فرجع الناس ولیس لهم فی الغنیمة شیء ثم انزل الله بعد ذلك « واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه و للرسول و لذی القربی والیتامی والمساكین وابن السبیل» فقسمه رسول الله صلی الله عليه وآله بینهم ، فقال

تفسیر نور الثقلین جلد2

ابن ابى وقاص : يا رسول الله أتعطى فارس القوم الذى يحميهم مثل ماتعطى الضعيف؟ فقال النبى صلى الله عليه وآله: ثكلتك امك وهل تنصرون الا بضعفائكم ؟ قال : فلم يخمس رسول الله صلى الله عليه وآله ببدر وقسم بين اصحابه ، ثم استقبل يأخذ الخمس بعد البدر ، فأنزل الله قوله : «ويسئلونك عن الانفال» بعد انقضاء حرب بدر ، فقد كتب ذلك فى اول السورة و كتب بعده خروج النبى صلى الله عليه وآله الى الحرب .

١٤ ـ فى تفسير العياشى عن زرارة عن ابى جعفر عليه السلام :قال الانفال مالم يوجف عليه بخيل ولا ركاب .

١٥ ـ عن عبدالله بن سنان عن ابى عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الانفال ؟ قال : هى القرى التى جلى أهلها وهلكوا فخربت فهى لله وللرسول .

١٦ ـ عن ابى اسامة بن زيد عن أبيعبدالله عليه السلام قال :سألته عن الانفال قال : هو كل أرض خربة و كل ارض لم يوجف عليها خيل ولا ركاب .

١٧ ـ عن ابى بصير قال : سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول : لنا الانفال ، قلت: وما الانفال ؟ قال : منها المعادن ، والاجام (١) و كل ارض لارب لها ، و كل ارض باد اهلها (٢) فهو لنا .

١٨ ـ عن ابى حمزة الثمالى عن ابى جعفر عليه السلام قال : سمعته يقول فى الملوك الذين يقطعون الناس هو من الفىء و الانفال واشباه ذلك .

١٩ ـ وفى رواية اخرى عن الثمالى قال : سألت أباجعفر عليه السلام عن قول الله : «يسئلونك عن الانفال»[قال يسئلونك الانفال] (٣) قال : ما كان للملوك فهو للامام.

٢٠ ـ عن سماعة بن مهران قال : سألته عن الانفال ؟ قال : كل ارض خربة واشياء كانت تكون للملوك فذلك خاص للامام عليه السلام ،ليس للناس فيه سهم ، قال: ومنها البحرين

(١) الاجام جمع الاجمة ـ محركة ـ : الشجر الملتف الكثير و يقال له بالفارسية «بيشه» .

(٢) اى هلكوا او انقرضوا .

(٣) ما بين العلامتين غير موجود فى المصدر .

تفسير نور الثقلين جلد2

لم يوجف عليها بخيل ولا ركاب .

۲۱ ـ عن داود بن فرقد قال : قلت لابی عبدالله عليه السلام : ما الانفال ؟ قال: بطون الاودية و رؤس الجبال والآجام و المعادن ، و كل أرض لم يوجف عليها خيل ولا ركاب ، و كل أرض ميتة قد جلی أهلها وقطايع الملوك .

۲۲ ـ عن أبی مريم الانصاری قال : سألت اباعبدالله عليه السلام عن قوله : «يسئلونك عن الانفال قل الانفال لله وللرسول» قال : سهم لله وسهم للرسول قال : قلت : فلمن سهم الله؟ فقال: للمسلمين.

۲۳ ـ فی تفسير علی بن ابراهيم قوله: لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم فانها نزلت فی أمير المؤمنين عليه السلام وأباذر وسلمان و المقداد رضی الله عنهم .

۲٤ ـ فی اصول الكافی علی بن ابراهيم عن أبيه عن بكر بن صالح عن القاسم بن يزيد قال : حدثنا أبوعمرو الزبيری عن أبی عبدالله عليه السلام انه قال : بتمام الايمان دخل المؤمنون الجنة ، وبالزيادة فی الايمان تفاضل المؤمنون بالدرجات عندالله ، و بالنقصان دخل المفرطون النار .

۲٥ ـ فی مجمع البيان: كما اخرجك ربك من بيتك فی حديث أبی حمزة فالله ناصرك كما أخرجك من بيتك .

۲٦ ـ فی تفسير علی بن ابراهيم ثم ذكر بعد ذلك الانفال وقسمة الغنايم [و] خروج رسول الله صلی الله عليه وآله الی الحرب فقال : كما اخرجك ربك من بيتك بالحق وان فريقا من المؤمنين لكارهون يجادلونك فی الحق بعد ما تبين كانما يساقون الی الموت وهم ينظرون و كان سبب ذلك ان عير القريش (۱) خرجت الی الشام فيها خزاينهم، فأمر النبی صلی الله عليه وآله بالخروج ليأخذوها ، فأخبرهم الله ان الله وعده احدی الطائفتين اما العير أو قريش ان ظفر بهم ، فخرج فی ثلثمأة و ثلثة عشر رجلا فلما قارب بدراً كان أبوسفيان فی العير ، فلما بلغه ان رسول الله صلی الله عليه وآله قد خرج يتعرض للعير خاف خوفاً

(۱) العير : قافلة الحمير مؤنثة ، ثم كثرت حتی سميت بها كل قافلة .

تفسير نور الثقلين جلد2

عذاب دینے والا ہے۔ تم اس تکلیف کا مزہ چکھو اور کافروں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے"۔

"انفال" کی حقیقت اور جنگِ بدر کے تناظر میں اس پر اختلاف

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

"لوگ آپ سے "انفال" کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیں کہ انفال اللہ اور رسول کی ملکیت ہیں۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح صفائی قائم رکھو اور اگر تم مومن ہو تو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"۔

لفظ "انفال" "نفل" (نون کے فتحہ کے ساتھ) کی جمع ہے اور نفل اضافی چیز کو کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ واجب نمازوں کے علاوہ جو مستحبی نمازیں پڑھی جاتی ہیں چونکہ وہ اضافی ہوتی ہیں اس لیے انھیں "نفل" کہا جاتا ہے۔

"انفال" کو لفظ "فیئی" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور "انفال" اور "فیئی" اس مال کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی مالک نہ ہو، مثلاً پہاڑوں کی چوٹیاں، وادیوں کے بطن، اجڑے ہوئے شہر، ایسی آبادی جہاں کے رہائشی وہاں سے چلے گئے ہوں اور بے وارث شخص کا ترکہ وغیرہ کیونکہ ایسے مال کا کوئی شخص وارث اور مالک نہیں ہوتا اسی لیے ایسا تمام مال انفال کہلاتا ہے اور یہ خدا اور اس کے رسول کی ملکیت ہے۔ جنگ سے حاصل ہونے والے مالِ غنیمت کو بھی "انفال" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی اضافی چیز ہوتا ہے۔ جنگ کا اصل مقصد دشمن کی تباہی اور اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور جب کوئی گروہ دوسرے گروہ پر غلبہ پالیتا ہے تو اس کی جنگ کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ پھر غلبہ کے بعد مغلوب گروہ کے جس مال و ترکہ پر قبضہ کیا جاتا ہے تو وہ ایک اضافی مال ہوتا ہے اس لیے اس مالِ غنیمت کو بھی "انفال" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر مغلوب دشمن کے سپاہی قید ہو جائیں اور ان سے رہائی کے لیے فدیہ لیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم بھی انفال کہلاتی ہے۔ اب اس سلسلہ کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔

تہذیب الاحکام میں مرقوم ہے کہ خمس پانچ چیزوں پر واجب ہے: ۱- خزانہ و دفینہ' ۲- معادن' ۳- دریا اور سمندر کی غواصی سے جو مال حاصل ہو' ۴- دشمن سے حاصل ہونے والا مال جو جنگ کے ذریعہ سے حاصل ہو۔ اور جو مال یا علاقہ جنگ کے بغیر حاصل ہو اور مصالحت کے ذریعہ سے ہاتھ آئے تو وہ مال خدا اور رسول کا ہے۔ اس میں وادیوں کے بطون' پہاڑوں

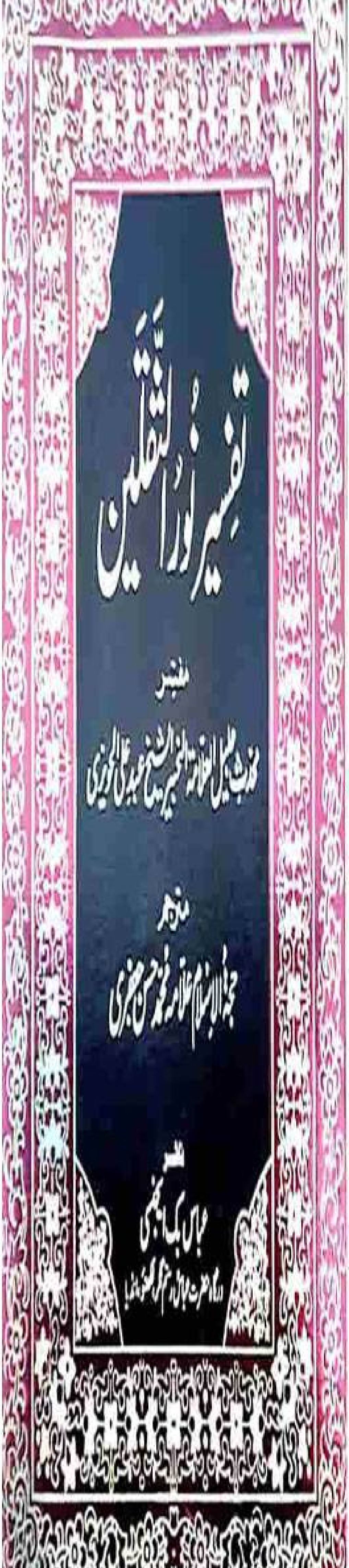

کا کوئی وارث نہ ہو تو ایسا تمام اموال "انفال" میں شامل ہیں۔

آیت کا شانِ نزول

جنگِ بدر میں مجاہدین کے تین گروہ بن گئے تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جو آنحضرتؐ کے خیمہ کی محافظت کرتا رہا تا کہ دشمن آنحضرتؐ پر حملہ نہ کردے۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو دشمنوں کو مار بھگانے میں مصروف رہا اور تیسرا گروہ وہ تھا جس نے مالِ غنیمت جمع کیا تھا۔ جنگ ختم ہوگئی۔ بعد میں مجاہدین کا مالِ غنیمت کے متعلق اختلاف پیدا ہوا۔ جس گروہ نے مالِ غنیمت جمع کیا تھا ان کا موقف یہ تھا کہ یہ اموال چونکہ ہم نے جمع کیے ہیں لہٰذا اس کے مالک ہم ہیں۔ ہمارے علاوہ اس کا کوئی مالک نہیں ہے۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ دشمنوں کو ہم نے بھگایا تھا۔ اگر ہم دشمنوں کو نہ مار بھگاتے تو تم مالِ غنیمت کیسے جمع کرتے؟ لہٰذا اس مال میں ہمارا بھی حصہ ہے۔

تیسرے گروہ کا موقف یہ تھا کہ ہم نے رسولِ خدا کی حفاظت کی تھی۔ اگر ہم آنحضرتؐ کی حفاظت نہ کرتے تو اسلام و مسلمان ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتے۔ پھر کہاں سے یہ فتح نصیب ہوتی اور یہ مالِ غنیمت کہاں سے آتا؟ لہٰذا اس مال میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ یہ اختلاف کافی بڑھا اور تو تکار تک نوبت پہنچ گئی۔ پھر انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مالِ غنیمت کے متعلق دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○ کی آیت مجیدہ نازل فرمائی۔ اور اس آیت کے تحت مالِ غنیمت کو خدا اور رسول کا مال قرار دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ تم میں سے کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ تم خدا سے ڈرتے رہو اور باہمی صلح صفائی کو قائم رکھو اگر تم مومن ہو تو اس مسئلہ میں خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ اس حکمِ الٰہی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت خمس نازل کی اور فرمایا: وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ "جان لو تمھیں جو بھی غنیمت حاصل ہوئی ہے اس میں پانچواں حصہ اللہ، رسول اور رسول کے قرابت داروں اور یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے لیے ہے"۔ چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرتؐ نے اس مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ علیحدہ کرلیا اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کردیے۔

سعد بن ابی وقاص نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ گھوڑا سوار کو بھی پیدل کے برابر حصہ دیں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: تیری ماں تیرے غم میں روئے کیا تمھاری مدد انھی کمزور افراد کی وجہ سے نہیں ہوتی؟

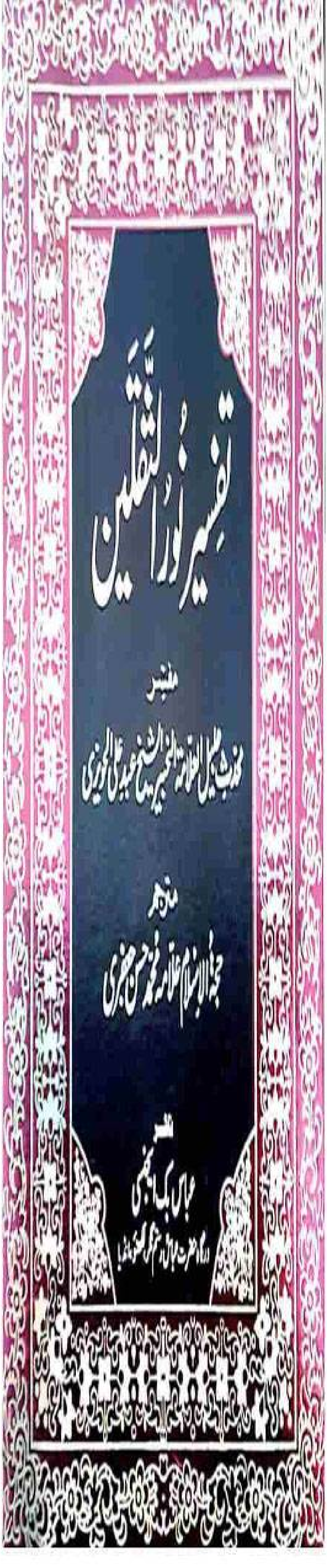

ان کا نام خالق کائنات نے خود فرمایا ہے" ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل "
یہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرے گا لیکن ان حضرات میں تقسیم کرے گا۔ کسی کے ورثہ میں یا کسی کی ملکیت میں یہ مال نہیں آئے گا کیونکہ اگر ملکیت میں مال آگیا تو "کی" لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم "" پر عمل نہیں ہوگا۔ پھر اس کیلیے ہو کر وہ مالدار بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان مستحقین غرباء ان مسکینوں، یتیموں، مسافروں اور ذوی القربی حصہ ہے حسب ضرورت ان میں خرچ کیا جائے گا۔ تاکہ اگر مالدار بن جائیں تو ان کو نہیں ملے گا اور دوسرا مستحق ہوگا ان کو کال ملے گا اللہ تعالیٰ نے اس کے حصے خود مقرر فرمائے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی اسیطرح تقسیم کیا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کہا کہ جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتا تھا تو ابوقحافہ کے بیٹے کو طاقت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کے خلاف ورزی کرے (کیا ابو بکر صدیق رضہ نے صحیح کہا یا غلط کہا).

3-تفسیر نور الثقلین:

تفسیر نور الثقلین جلد 5 سورۃ الحشر کے فئی کے مال کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

یہ مال (فئی) کے بارے کہتا ہے اصول کافی میں روایت ہے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے وہ کہتا ہے کہ یہ جو مال ہے فئی کا وہ "لرسول اللہ" مال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یعنی مال فئی کو تقسیم اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مال تقسیم کن میں کرے گا " للمسلمین" تمام مسلمانوں میں سے مستحقین پر تقسیم کرے گا اور آگے لکھتا ہے "وھو امام من بعدہ" نبی کے بعد یہ مال امام کے لئے ہوگا رسول کی زندگی میں رسول تقسیم کرے گا رسول کے جانے بعد امام تقسیم کرے گا "وھو للامام من بعدہ" رسول کے بعد امام کے لئے ہوگا "یصنع حیث یشاء"

فحديها لك و لولدك فهذه الخامسة .

١٣ـ في اصول الكافي علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن أبي عمير عن حفص بن البختري عن أبي عبدالله (ع) قال : الانفال مالم يوجف عليه بخيل ولا ركاب

تفسیرنور الثقلین
جلد5

اوقوم صالحوا أوقوم اعطوا بايديهم و كل ارض خربة وبطون الاودية فهو لرسول الله وهو للامام من بعده يضعه حيث يشاء .

١٤ـعلي بن محمد عن بعض اصحابنا أظنه السيارى عن علي بن أسباط قال: لماورد ابو الحسن الموسى (ع) على المهدي رآه يرد المظالم فقال : يا اميرالمؤمنين ما بال مظلمتنا لاترد؟ فقال له وما ذاك يا ابا الحسن ؟ قال : ان الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه ﷺ فدك وما والاها لم يوجف عليه بخيل ولاركاب ، فأنزل الله على نبيه ﷺ «و آت ذا القربى حقه » فلم يدر رسول الله ﷺ من هم ، فراجع في ذلك جبرئيل وراجع جبرئيل (ع) ربه فأوحى الله اليه : ان ادفع فدك الى فاطمة (ع) فدعاها رسول الله ﷺ فقال لها : يا فاطمة ان الله امرني ان أدفع اليك فدك ، فقال : قد قبلت يارسول الله من الله ومنك ، فلم يزل و كلائها فيها حياة رسول الله ﷺ فلما ولي أبوبكر اخرج منها و كلائها ، فأتته وسئلته أن يردها عليها فقال لها ائتني بأسود أو أحمر يشهد لك بذلك ، فجائت أمير المؤمنين (ع) وام ايمن ، فشهدا لها فكتب لها بترك التعرض ، فخرجت والكتاب معها فلقيها عمر ، فقال:ما هذا

جسطرح چاھے گا اسطرح اودھر رکھے گا۔
فیٔ اور انفال کا مال فقھاء کی اصطلاح میں جس کو فدک اور فیٔ کا مال کہتے ہیں اور فیٔ کے مال کے حصے مقرر اللہ تعالٰی نے کیے اور تقسیم اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد " للامام من بعدہ " امام کے ھاتھ میں وہ مال آئے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام ہو اور اس کے ھاتھ میں آیا تو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کے مطابق تقسیم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کرے گا کوئی اور نہیں کرے گا۔
اور آگے لکھا ہے حضرت ابوجعفر علیہ السلام (باقر) سے کہ یہ جو فیٔ کا مال ہے وہ ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "**سھم رسول وسیم ذی القربی**" ان میں تقسیم ہوگا اور "**ان مال الفئی**" یعنی فیٔ کا جو مال ہے وہ ہے "**للفقراء من قرابت رسول**" جو قرابت رسولؐ میں سے فقراء ہونگے ان کے لئے ہوگا سب کے لئے نہیں کیونکہ اللہ تعالٰی نے بھی فرمایا کہ فقراء کے لئے ہے اور آگے فرمایا قرابت رسول میں سے فقراء کن کن کے خاندان میں سے ہونگے کہتا ہے "وھو بنی ھاشم و بنی المطلب" یعنی ھاشم اور مطلب کی اولاد میں سے جو فقراء ہونگے یتیم ، مسکین اور مسافر ہونگے۔ ان میں خرچ کیا جائے گا باقی مساکین عام یتیم عام مسافر عام ہیں۔ ذوی القربیٰ میں سے بنو ھاشم اور بنو مطلب کے اولاد میں سے ان کو ملے گا جو مستحق ہونگے۔
اور حسب ضرورت ان کی ضرورت پوری کی جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اسیطرح کیا جسطرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی آپ کی عزت اپنی جگہ آپ کائنات کے بھترین شخص کی بیٹی ہیں نبی علیہ السلام جسطرح تقسیم کرتے تھے ابن قحافہ (سیدنا ابوبکر رضہ) اسیطرح

تقسیم کرے گا ابو قحافہ رضہ کے بیٹے کو طاقت نہیں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کے خلاف تقسیم کرے۔

4:-تفسیر صافی:-

شیعہ مصنف محمد محسن فیض کاشانی اپنی کتاب تفسیر صافی جلد 2 صفحہ 270 پر لکھتے ہیں کہ :- یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ......الایة (سورة الانفال)

سورة الانفال کی شروع والی آیت کی تفسیر کرتے ہوے لکھتا ہے کہ حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادق رحمہا اللہ دونوں سے روایت ہے کہ فئی اور انفال کا مال جو ہے یہ وہی ہے جو"قوم صلحوا واوتوا بایدیھم" جو قوم صلح کرے اور اپنے ھاتھوں سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دے یہ فئی اور انفال کا مال ہے آگے کہتا ہے"فھو کلھم من الفئی والانفال" سوری چیزیں جو غیر آباد زمین ہو یا پانی کے نیچے زمین ہو قوم اپنی مرضی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دے تو یہ سارے کا سارا مال فی اور انفال ہے آگے لکھتا ہے کہ ان کا مستحق کون ہے "وھذا کلہ للہ ولرسولہ" سارا مال اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس میں دوسرے مسلمانوں مجاھدین کا حصہ نہیں ہے"وما کان للہ ولرسولہ" اور جو اللہ کا حصہ ہے وہ بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے"یضع حیث یشاء" اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح چاھے گا اس طرح اس کو خرچ کرے گا آگے لکھتا ہے"وھو للامام بعد رسولہ" مال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا امام کا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور امام باقر رحمہ اللہ دونوں فرما رہے ہیں کہ یہ فئی اور انفال کا مال اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اللہ کا حصہ ہے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ھاتھ میں ہے یعنی اس کو تقسیم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے گا لیکن۔

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَأَصْلِحُواْ ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١﴾

سورة الأنفال: هي مدنية عن ابن عباس وقتادة غير سبع آيات نزلت بمكّة «وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ ٱلَّذِينَ»[1] إلى آخرهنّ، وقيل: نزلت بأسرها في غزاة بدر[2]، عدد آيها ست وسبعون آية.

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ﴾: عن حكمها، وهي غنائم خاصّة، والنّفل: الزيادة على الشيء، سمّيت به الغنيمة لأنّها عطيّة من الله وفضله.

في المجمع: قرأ السّجاد، والباقر، والصادق عليهم السلام: «يسألونكَ الأنفال[3]»، يعني أن تعطيهم.

﴿قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾: مختصّة بهما يضعانها حيث شاءا.

في التهذيب: عن الباقر والصّادق عليهما السلام الفيء، والأنفال: ما كان من أرض لم تكن فيها هراقة دم، أو قوم صولحوا وأُعطوا بأيديهم، وما كان من أرض خربة أو بطون أودية فهو كلّه

---

١ ـ الأنفال: ٣٠.

٢ ـ مجمع البيان: ج ٣ ـ ٤ ص ٥١٦.

٣ ـ مجمع البيان: ج ٣ ـ ٤ ص ٥١٦ ـ ٥١٧.

من الفيء والأنفال، فهذا كلّه لله ولرسوله، وما كان لله فهو لرسوله يضعه حيث شاء، وهو للإمام بعد الرسول[1].

وفي الكافي: عن الصّادق عليه السلام الأنفال ما لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب، أو قوم صالحوا، أو قوم اعطوا بأيديهم، وكلّ أرض خربة، وبطون الأودية فهو لرسول الله صلى الله عليه وآله وهو للإمام من بعده يضعه حيث يشاء[2].

وعنه عليه السلام في عدّة أخبار من مات وليس له وارث فماله من الأنفال[3].

وعنه عليه السلام نحن قوم فرض الله طاعتنا لنا الأنفال، ولنا صفو المال[4].

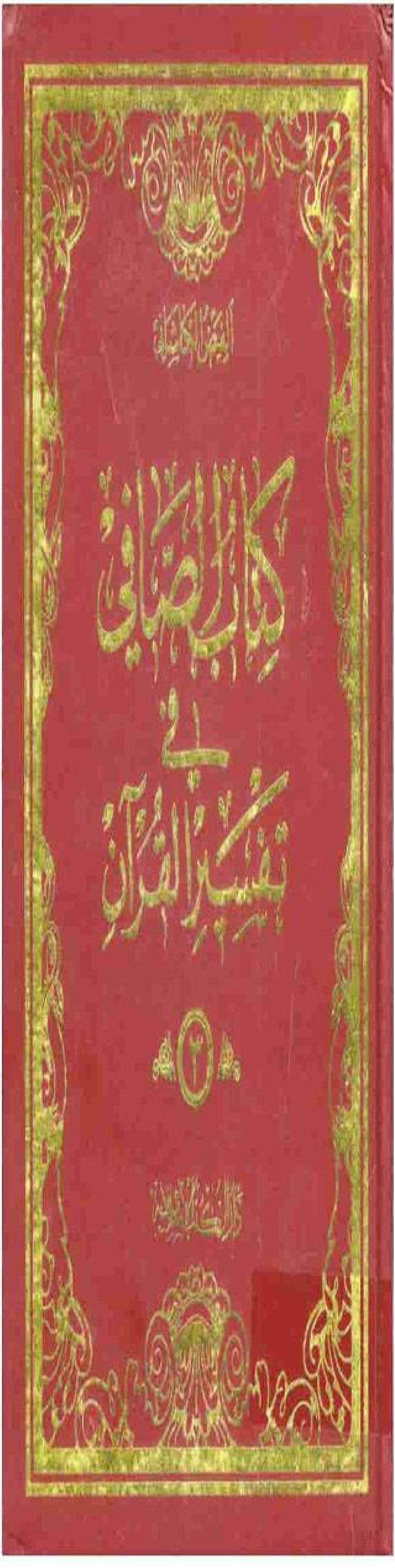

سورۃ انفال

سورۂ انفال ابن عباس اور قتادہ کے قول کے مطابق مدنی ہے سوائے سات آیتوں کے جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں وَاِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا (انفال ۳۰) سے آخر تک اور ایک قول کے مطابق مکمل سورہ غزوات بدر کے دوران نازل ہوا۔ ۱

اس میں ۷۶ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۪ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ①

بے حد مہربان اور نہایت مشفق اللہ کے نام سے

۱۔ اے نبیؐ یہ لوگ آپ سے انفال (مال غنیمت) کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ انفال تو اللہ اور رسول کا حق ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور باہمی معاملات درست رکھو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

۱۔ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ۔

یہ لوگ آپ سے انفال کے حکم کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں اور اس سے مراد خاص مال غنیمت ہے۔ نفل کا مفہوم ہے الزیادۃ علی الشی کسی چیز کو بڑھا دینا۔ غنیمت کو انفال سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عطیہ اور اس کا فضل ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام سجادؑ اور باقرؑ اور امام صادقؑ سے مروی ہے کہ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ یعنی یہ لوگ آپ سے مال غنیمت طلب کر رہے ہیں کہ آپ انھیں عطا کر دیں۔ ۱

قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ ۚ۔

اے رسولؐ آپ فرما دیجئے کہ انفال تو اللہ اور رسول کا حق ہے یہ تو ان کے لیے مخصوص ہے یہ اسے جس جگہ چاہیں رکھ دیں۔

کتاب تہذیب میں امام باقرؑ اور امام صادقؑ سے فے اور انفال کے بارے میں مروی ہے کہ: اگر کوئی زمین ہو جہاں کسی کا خون نہ بہایا گیا ہو، یا ایسی قوم جس نے صلح کی اور اپنے ہاتھوں سے مال دیا ہو اور وہ زمین جو غیر آباد

---

(۱) مجمع البیان ج ۳۔ ۴ ص ۵۱۶۔ ۵۱۷

act : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ented by: Rana Jabir Abbas

ہو یا وادی کا اندرونی حصہ وہ سب کا سب فے اور انفال ہے اور یہ سب کا سب اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے اور جو کچھ اللہ کا ہے وہ اس کے رسول کا ہے وہ اسے جس طرح چاہے رکھے اور رسول کے بعد وہ امام کا حق ہے۔ ۱

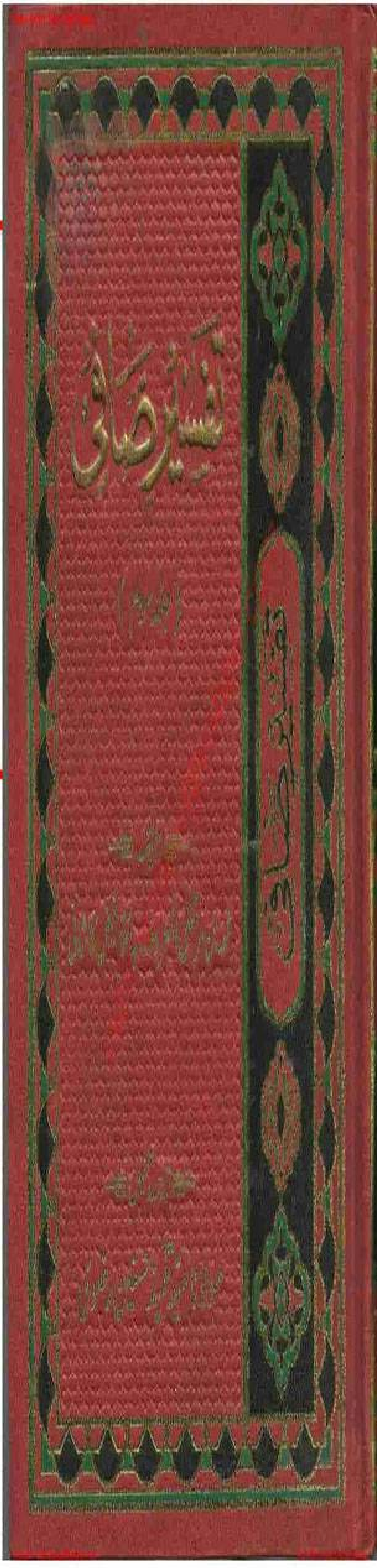

"وهو للامام بعد رسولہ" رسول کے بعد یہ مال امام کا ہے اب حضرت جعفر صادقؒ اور حضرت باقر رحمہ اللہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ جو مال فئی اور انفال ہے وہ اللہ کا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور رسول کے بعد وہ مال امام کا ہے اب آپ خود سوچیں دنوں حضرات (جعفر صادقؒ و باقرؒ) کے قول کے مطابق سیدہ فاطمہ رضہ کا اس مال میں سے حصہ مانگنا لگتا ہے؟ کیوں امام فرما رہا ہے کہ فئی اور انفال کا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور فئی کے کال کے حصے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیے ہیں "ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم" تاکہ کسی ایک کے ھاتھ پر یہ مال کا آکر جمع نا ہو بلکہ ہر دور کے مسکین ہر دور کے یتیم ہر دور کے مسافر اس میں سے حصہ لیتے رہیں جب اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح تقسیم کرے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو خلیفہ ہوگا وہ اس کو تقسیم کرے گا اب خود سوچیں ان دونوں اماموں کے قول کے مطابق سیدہ فاطمہ رضہ کا حصہ مانگنا امام کے قول کے مطابق صحیح ہو سکتا ہے؟ کیوں سیدہ فاطمہ رضہ نا رسول ہے نا امام ہے تو نا رسول ہے نا امام ہے دونوں معصومین کے مطابق سیدہ فاطمہ رضہ کا مانگنا ہی مناسب نہیں تھا کیونکہ یہ رسول کا ہوگا اور رسول کے بعد امام کا ہوگا سیدہ فاطمۃ الزہرا رضہ رسول بھی نہیں ہے نا ہی رسول کے بعد امام ہے تو اس کا مانگنا بھی مناسب نہیں ہے۔ "تفسیر" صافی ج 2 ص 266 تا 267""

آگے لکھتا ہے کہ فئی کا مال "وھی للہ ولرسولہ ولمن قام مقامہ بعدہ" یہ اللہ اور رسول ﷺ کا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد جو اس کا قائم مقام ہوگا وہی تقسیم کرے گا

اور آگے لکھتا ہے انفال کا مال یہ ہے "ھی القراء التی قد خرجت من جلی اھلھا" جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی)

حضرت صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ "**وھی للہ ولرسولہ**" یہ فیٔ اور انفال کا مال اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے "**وماکان للملوک**" جو بادشاہوں کے ھاتھ میں تھا وہ بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ھاتھ میں آیا "**وھو للامام**" رسول کے بعد امام کے لئے ہوگا۔

جب امام خود فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مال فیٔ امام کے پاس ہوگا تو اس میں کیا سیدہ فاطمہ رضہ کا ورثہ مانگنا مناسب لگتا ہے یا نہیں ؟؟

5:-تفسیر صافی:-

تفسیر صافی جلد 5 صفحہ 156 پر لکھتا ہے کہ:-

یہ جو فیٔ کا مال سورۃ الحشر کی تفسیر میں کہہ رہے ہیں کہ "**ولقد افاء اللہ علی رسولہ**" اس آیت کے تحت تفسیر کر رہے ہیں کہ یہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ھاتھ میں مال آیا ہے جو فیٔ کا مال ہے لکھتا ہے کہ سورۃ الانفال میں بھی اس کا ذکر گذر چکا ہے "**کَیۡ لایَکُوۡنَ فئی شیأً یتداولہ الاغنیاء ویدولہ بینھم کما کان فی الجاھلیۃ**" امام فرماتا ہے کہ یہ فیٔ کا مال اللہ تعالیٰ نے یتیموں ، مسکینوں ، مسافروں اور ذو القربیٰ کے مستحقین میں اس لئے تقسیم کروایا "**کَیۡ لایَکُوۡنَ فئی شیأً**" تاکہ فیٔ کا مال ایسی چیز نا بنے کہ "**یتداولہ الاغنیاء ویدولہ بینھم**" تاکہ شاہوکار آپس میں ایک دوسرے کے وارث نا بنتے رہے "**کما کان فی الجاھلیۃ**" جیسے کہ جاھلیت کے زمانے میں ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جاھلیت کے زمانے کی تقسیم کو ختم کر دیا کہ اس وقت ملوک اور بادشاہوں کے ھاتھ میں جو چیز ہوتی تھی وہ ان کے ورثاء میں تقسیم ہوجاتی تھی اللہ تعالیٰ نے جاھلیت کی تقسیم کو ختم کر کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ فرمایا کہ فیٔ کا مال اور غنیمت کا مال کے جو مستحقین ہونگے ان میں تقسیم کیا جائے گا ان میں سے ذوی القربیٰ میں مسکین ہوگا اس کو دیا جائے گا اگر وہ مسکین مالدار بن گیا تو بعد میں اس کو نہیں دیا جائے گا دوسرے کو دیا جائے گا اسیطرح یتیموں میں مسکینوں

میں اور مسافروں میں تقسیم کیا جائے گا اللہ تعالٰی نے جاھلیت کے تقسیم کو رد کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے بھی یہی کہا کہ ابوقحافہ رضہ کے بیٹے کو طاقت نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کے خلاف تقسیم کرے۔

(تفسیر صافی جلد 2 صفحہ 156)

(شیعہ مذھب کے ائمہ معصومین کے قول کے مطابق
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا ہے)

6:- ضمیمہ مقبول:-

ضمیمہ مقبول میں شیعہ مصنف مقبول احمد دھلوی نے لکھا ہے کہ:-

جو فیئ کا مال ہے اور انفال کا مال ہے وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے۔ **(ضمیمہ مقبول صفحہ 156)**

اسی کتاب ضمیمہ مقبول میں سوۃ الانفال کی تفسیر میں اصول انہوں نے یہ لکھا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے اور جو اللہ کا حصہ ہے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ جس مصرف میں چاھے اس کو خرچ کرے اور بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام کو بھی وہی حق حاصل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول کا قائم مقام خلیفہ ہوگا وہ بھی رسول کی طرح کرے گا

آگے لکھا ہے کہ اصول کافی میں جناب جعفر صادق رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ فیئ کا مال جو ہے وہ سب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے اور ان کے بعد امام وقت کی جھاں چاھے وہ اپنے اختیار سے خرچ کریں اختیار سے خرچ کرنے کا مطلب ہے کہ خود اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کرنے کا متعین کیا ہے "**ولذی القربی والیتمٰی والمسٰکین وابن السبیل**" اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے جس کو جتنا چاھتے گا اس کو اتنا عطا کرے گا یعنی جس کے لئے جتنی ضرورت خود محسوس کرے گا اس کو اتنا دے گا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ جس طرح چاھے

[illegible] اگرچہ [illegible] بدون تقیہ بھی اقتدا کرنا ممدوح ہے لیکن ایسی صورت میں [illegible] کا حکم وارد ہوا ہے۔

قولِ مترجم۔ یہاں تقیہ سے مراد خاص ایسا تقیہ ہے جو جان کے خوف سے کیا گیا ہو۔

ضمیمہ متعلق صفحہ ۲۸۱ نوٹ نمبر ۲ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اے رسولؐ تم کہدو کہ مالِ غنیمت اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا ہے اُن دونوں کو اختیار ہے جس طرح چاہیں صرف کریں۔ تہذیب الاحکام میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے انفال کے بارے میں منقول ہے کہ جو زمین اس طرح ہاتھ آئے کہ اسمیں نہ خون بہایا گیا ہو (اور نہ اُس میں جہاد کی نیت سے گھوڑے دوڑائے گئے ہوں) بلکہ کسی قوم سے مصالحت کی گئی ہو اور اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے [illegible] دیا ہو۔ اور جو زمین غیر آباد پڑی ہو یا پانی کی تہ میں ہو یا پانی کے راستے میں ہو یہ سب کی سب [illegible] میں داخل ہے اور اللہ اور رسول اللہ کے رسولؐ کی ملکیت ہے اور اللہ کا حصہ بھی اُسکے رسولؐ ہی کے اختیار [illegible] ہے کہ جس مصرف میں چاہے اُسکو صرف کرے۔ اور بعد رسولؐ کے امام کو بھی وہی حق حاصل ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ انفال وہ زمینیں ہیں جنکے اوپر گھوڑے اور اونٹ دوڑائے گئے ہوں یعنی اُنکے حاصل کرنے میں کد و کوشش نہ کی گئی ہو یا جس قوم سے مصالحت ہو گئی ہو یا جس قوم نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو اور ہر زمین ویران اور پانی کے راستے کہ یہ سب جناب رسولِ خدا کی ملکیت ہیں اور اُنکے بعد امام وقت کی کہ جہاں چاہیں وہ اپنے اختیار سے خرچ کریں۔ نیز اُنہی حضرت سے کئی حدیثوں میں منقول ہے کہ جو شخص بغیر وارث چھوڑے مر جائے اُسکا مال داخلِ انفال ہے۔ اُنہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہماری اطاعت اللہ نے فرض کی ہے انفال بھی ہمارے لیے ہیں اور چیدہ مال بھی ہمارے لیے ہے۔

تفسیرِ عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ انفال ہمارا حق ہے کسی نے عرض کی کہ انفال کیا ہیں؟ فرمایا کہ معدنیات بھی اُنہیں سے ہے اور جنگلات بھی اور ہر وہ زمین بھی جس کا کوئی مالک نہ ہو اور ہر وہ زمین بھی جسکے رہنے والے مر گئے ہوں یہ سب ہمارا حق ہے۔ نیز فرمایا کہ مفتوحہ ممالک میں سے جو جاگیر کہ بادشاہوں کا حق ہو وہ داخلِ انفال ہے۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ انفال میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بغیر لڑائی کے کفار کے ملک سے ہاتھ آئے اور ہر وہ زمین جس سے اُسکے رہنے والے بغیر لڑائی کے نکل جائیں جسکو فقہا کی اصطلاح میں فے کہتے ہیں نیز غیر آباد زمینیں جنگلات پانی کے راستے بادشاہوں کی خاص جاگیریں اور ہر اُس شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہ ہو یہ سب اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا مال ہے اور بعد رسول اللہ کے اُس شخص کا جو منجانب اللہ رسول اللہ کا قائم مقام ہو۔ تفسیرِ قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے انفال کے بارے میں سوال کیا گیا تھا

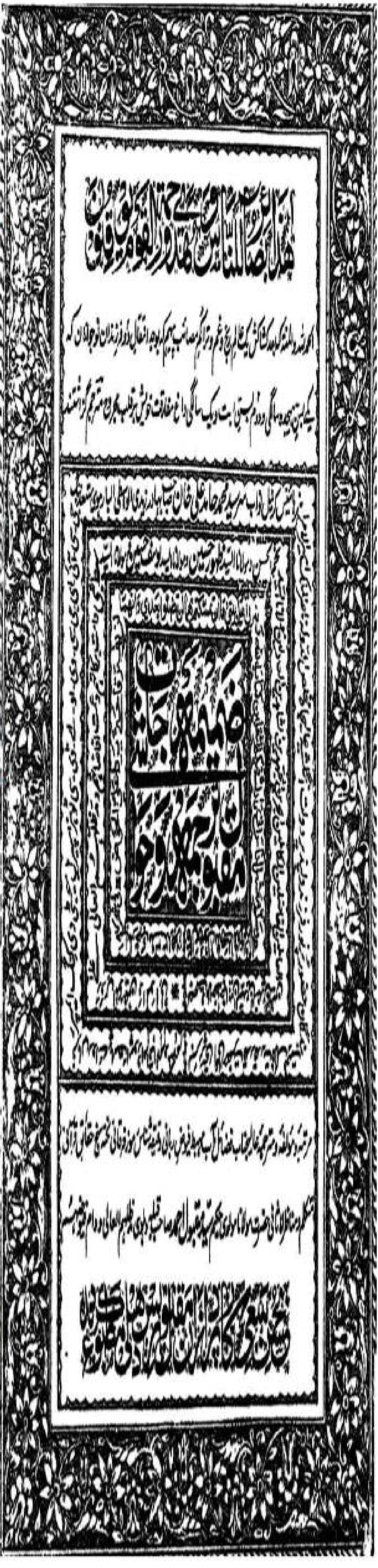

اس میں تصرف کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم نہیں کرے گا۔

اس کے بعد اس نے لکھا ہے (الجوامع) میں جناب امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جو بغیر لڑائی کے کفار کے ملک میں سے رسول کے ھاتھ لگے وہ فیئ کا مال اور انفال کا مال ہے لکھتا ہے جس کو فقہاء کی اصطلاح میں فیئ کہتے ہیں لکھتا ہے کہ یہ سارے کے سارے وہ ہیں کہ یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مال ہے اور بعد رسول اس شخص کا جو اللہ اور رسول کا قائم مقام ہو یعنی اس میں وراثت تقسیم نہیں ہوگی بلکہ جو رسول کا قائم مقام بیٹھ کر کام چلائے گا وہ اسی کے ھاتھ میں آئے گی۔

الجوامع کی تفسیر سے جو قول نقل کیا گیا ہے اس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مال میں وراثت نہیں ہوگی اور جو قائم مقام ہوگا اس کو وہی تقسیم کرے گا اور کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کرے گا۔

اور آگے اس میں لکھا ہے کہ تفسیر قمی میں جناب جعفر صادق علیہ السلام سے انفال کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ آبادیاں ہیں جو ویران ہوگئی ہوں اور ان کے باشندے جلاوطن ہوگئے ہوں کہ اب وہ اللہ کی ملکیت ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رسول خدا کے بعد امام کی ملکیت ہے۔

تو اتنی روایات جو جعفر صادق اور امام باقر رحمہ اللہ سے منقول ہیں کہ فیئ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہوگا کسی دوسرے کا اس میں حصہ نہیں ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وقت کے امام کے ھاتھ میں آئے گی

تو صدیق اکبرؓ نے بھی تو یہی کہا تھا کہ مال ایسا ہے جس میں وراثت تقسیم نہیں ہوگی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتا تھا ابو بکرؓ بھی اسیطرح تقسیم کرے گا ابن قحافہؓ کو طاقت نہیں ہے کہ رسول کے خلاف تقسیم کرے۔

تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کو جواب دیا بقول امام جعفر صادقؒ اور امام باقرؒ کے صحیح دیا یا نہیں؟؟

اس بات کو سامنے رکھیں تو سیدہ فاطمہؓ کا شیعہ مذہب کے مطابق حضرت ابو بکر صدیقؓ سے حصہ مانگنا مناسب ہی نہیں ہے

7:-جاگیر فدک:-

شیعہ مصنف غلام حسین نجفی نے لکھا ہے کہ:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فدک ، فئی اور انفال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام وقت کے ھاتھ میں آئے گی اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔
(جب کوئی حصہ نہیں ہوگا تو اس میں سے وراثت مانگنا ہی مناسب نہیں ہے)

تبصرہ

ان کتابوں کی عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جو جواب دیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں سے یہ مال جو ہے فدک کا مال فئی کا مال اور انفال کا مال اس میں سے کسی کو وارث نہیں بنایا جائے گا جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتا تھا ابو بکر رضہ بھی اسی طرح تقسیم کرے گا۔

8:-حق الیقین:-

شیعہ مصنف علامہ باقر مجلسی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ:-

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں اپنے باپ کی میراث مانگتی ہوں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس مال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث نہیں ہے۔

اب ابو بکر صدیقؓ نے تو یہ کہا لیکن امام جعفر صادقؒ اور امام باقرؒ نے بھی یہی کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال رسول خدا ﷺ جب تک ہو گا تقسیم کرے گا اس کے بعد یہ امام کے تصرف میں آئے گا وہ بھی اسیطرح تقسیم کرے گا جسطرح رسول اللہ ﷺ تقسیم کرتا تھا تو امام جعفر صادقؒ اور امام باقرؒ کے فتوی کے مطابق بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو جواب صحیح دیا تھا اور اس کے بارے کی ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب حق الیقین میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر رضہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو جو جواب دیا اس مال کی بارے میں کہ میں یہ مال نہیں دے سکتا اس کو یوں ذکر کیا ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا کہ:-

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی آپ کے پدر بزرگوار مومنوں پر رحیم، مشفق، کریم اور مہربان تھے اور کافروں کے لیے شدید عقاب اور دردناک عذاب تھے۔ ہم ان کو کس سے نسبت دے سکتے ہیں۔ وہ آپ کے پدر تھے دوسری عورتوں کے نہیں۔ وہ آپ کے شوہر کے بھائی تھے، دوسروں کے نہیں۔ خدا نے ان کو ہر قرابت مند پر اختیار کیا اور ہرا امر عظیم میں ان کی مدد کی۔ آپ کو دوست نہیں رکھتا مگر سعادت مند اور دشمن نہیں رکھتا مگر ہر بدقسمت۔ آپ رسول خدا ﷺ کی پاکیزہ عترت ہیں اور ہمارے نیک و برگزیدہ اور خیر و سعادت اور جنت کی طرف ہماری رہنمائی کرنے والے لوگ ہیں اور تمام عورتوں میں

برگزیدہ آپ ہیں اور بہترین انبیاء کی بیٹی ہیں۔ اپنے کلام میں سچی ہیں۔ اور اپنی عقل کی زیادتی میں سب پر سبقت کرتی ہیں کوئی آپ کے حق سے آپ کو الگ نہیں کر سکتا۔ خدا کی قسم میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے تجاوز نہیں کیا ہے اور جو کچھ کیا ہے ان کی اجازت سے کیا ہے میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۔ آپ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء ترکہ نہیں چھوڑتے نہ سونا نہ چاندی ، نہ گھر نہ گھر کے سامان - ہماری میراث کتاب و حکمت اور علم پیغمبری ہے اور جو کچھ ہمارے کھانے پینے کا ذریعہ ہے ،ہمارے بعد ولی امر خلافت اُس میں اپنی رائے اور اختیار سے حکم کرتا ہے اور میں نے ایسا ہی حکم (فیصلہ) کیا ہے کہ جو کچھ آپ ہم سے طلب کرتی ہیں وہ گھوڑوں اور اسلحوں کی خریداری پر صرف ہوگا ۔ جس سے مسلمان کافروں سے جنگ کریں گے ۔ اور یہ فیصلہ میں نے مسلمانوں کی رائے سے کیا ہے۔ میں اس رائے میں تنہا اور منفرد نہیں ہوں۔ میں اپنا مال اسباب آپ سے دریغ نہیں کرتا جو چاہیئے لے لیجئے۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کی امت کی سردار ہیں۔ اور اپنے فرزندوں کے لیے شجرہ طیبہ ہیں۔ میں آپ کے فضل وشرف سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ آپ کا حکم میرے مال میں جاری ہے۔ لیکن مسلمانوں کے مال میں آپ کے پدر کے ارشاد کی مخالفت میں نہیں کر سکتا۔ **(حق الیقین مترجم اردو جلد 1 صفحہ 227)**

تبصرہ:-

ملا باقر مجلسی نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب نقل کر کے بلکل واضح کر دیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہیں کر سکتا اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور امام محمد باقر رحمہ اللہ کے قول کے

آنچه می‌خواهید، ما می‌کنیم آنچه حق می‌دانیم، شما منتظر باشید، و ما انتظار می‌کشیم روزی را که حق و باطل ظاهر شود.

پس ابوبکر گفت: ای دختر رسول خدا! پدر تو نسبت به مؤمنان مشفق وکریم و مهربان و رحیم بود و بر کافران عذاب الیم و عقاب عظیم بود، و او را که نسبت می‌دهیم پدر تو است نه زنان دیگر، و برادر شوهر توست نه دوستان دیگر، او را اختیار کرد بر هر خویشی و او یاری نمود در هر امر عظیمی، دوست نمی‌دارد شما را مگر هر سعادتمندی و دشمن نمی‌دارد شما را مگر هر بدبختی، پس شما عترت پاکیزهٔ رسولید و نیکان و برگزیدگان و راهنمایان مائید به سوی خیر و سعادت و جنت، و تویی برگزیدهٔ زنان و دختر بهترین پیغمبران، راستگویی در گفتار خود، سبقت داری بر همه به سبب وفور عقل خود، وکسی تو را از حقّ خود بر نمی‌گرداند، به خدا سوگند که من از رأی رسول خدا صلی‌الله‌علیه‌وآله تجاوز نکرده‌ام و آنچه کرده‌ام به اذن او کرده‌ام و خدا را گواه می‌گیرم که شنیده‌ام از رسول خدا صلی‌الله‌علیه‌وآله که گفت: «ما گروه انبیاء میراث نمی‌گذاریم نه طلا و نه نقره و نه خانه و نه عقار، و نیست میراث ما مگر کتابها و حکمت و علم پیغمبری، و آنچه طعمهٔ ما است ولیّ امر خلافت بعد از ما حکم می‌کند در آن به حکم خود»، و من چنان حکم کردم که آنچه تو از ما طلب می‌کنی صرف اسبان و اسلحه شود که مسلمانان با کفار قتال کنند، و این را به اتفاق مسلمانان کرده‌ام، و در این امر منفرد و تنها نبوده‌ام، و اموال و احوال خود را از تو مضایقه ندارم، آنچه خواهی بگیر، تو سیدهٔ امّت پدر خودی و شجرهٔ طیبه از برای فرزندان خود، انکار فضل تو کسی نمی‌تواند کرد، و حکم تو نافذ است در مال من، امّا در اموال مسلمانان مخالفت گفتهٔ پدر تو نمی‌توانم کرد.

حضرت فاطمه علیهاالسلام فرمود: سبحان الله! هرگز پدر من مخالفت احکام کتاب خدا نمی‌کرد و پیوسته پیروی آیات و سور قرآنی می‌نمود، آیا با مکرهایی که می‌کنید افترا بر پدر من می‌بندید؟ و این حیله بعد از وفات او شبیه است به آن مکرها که در هلاک او کردید در ایام حیات او، اینک کتاب خدا حاکم عادلی است میان ما و شما، میراث یحیی و سلیمان در قرآن مذکور است و قسمت مواریث در میان ذکور و اناث در کتاب الهی

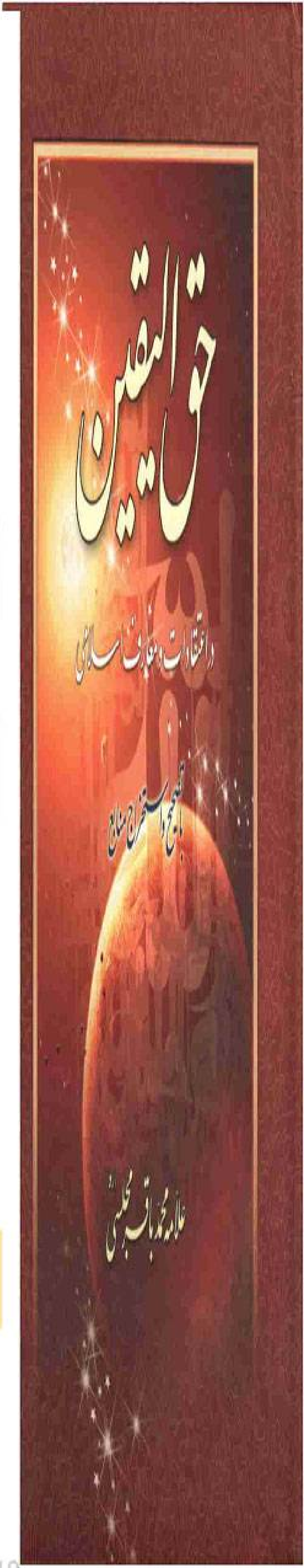

گلے کے اندر ڈالا گیا تھا تم نے وہ سب دہن سے نکال پھینکا۔ تو اگر تم اور جو لوگ زمین میں کافر ہو جائیں تو (خدا کو کیا پروا کیونکہ) خدا تمام عالمین سے بے نیاز ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ مکر اور غداری کرو گے اور میری مدد نہ کرو گے لیکن میرے سینے میں درد و غم جمع ہو گئے تھے اور میں نے چاہا کہ حجت تم پر تمام کر دوں۔ تاکہ روزِ قیامت تمھارے پاس کچھ عذر نہ رہے۔ لہٰذا ابدی ذلت اور خدا کے غضب اور روزِ جزا کے عذاب کے ساتھ میرا حق لے جاؤ۔ خدا جانتا ہے اور دیکھتا ہے جو کچھ کرتے ہو۔ اور وہ لوگ بہت جلد دیکھ لیں گے جنھوں نے ستم کیے ہیں کہ ان کی بازگشت کہاں ہوگی۔ میں اُس کی بیٹی ہوں جو تم کو عذابِ الٰہی سے ڈراتا تھا۔ لہٰذا جو چاہو کرو اور ہم تو وہی کریں گے جو حق سمجھیں گے۔ تم بھی منتظر رہو، اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں اُس روز کا جس روز حق و باطل ظاہر ہوگا۔ یہ سن کر ابوبکر نے کہا۔ اے رسولؐ کی بیٹی آپ کے پدرِ بزرگوار مومنوں پر رحیم، مشفق، کریم اور مہربان تھے اور کافروں کے لیے شدید عقاب اور دردناک عذاب تھے۔ ہم ان کو کس سے نسبت دے سکتے ہیں۔ وہ آپ کے پدر تھے، دوسری عورتوں کے نہیں۔ وہ آپ کے شوہر کے بھائی تھے، دوسروں کے نہیں۔ خدا نے ان کو ہر قرابت مند پر اختیار کیا اور ہر امرِ عظیم میں ان کی مدد کی۔ آپ کو دوست نہیں رکھتا مگر سعادت مند اور دشمن نہیں رکھتا مگر ہر بدقسمت۔ آپ رسولِ خداؐ کی پاکیزہ عترت ہیں اور ہمارے نیک و برگزیدہ اور خیر و سعادت اور جنت کی طرف ہماری رہنمائی کرنے والے لوگ ہیں اور تمام عورتوں میں برگزیدہ آپ ہیں اور بہترینِ انبیاء کی بیٹی ہیں۔ اپنے کلام میں سچی ہیں۔ اور اپنی عقل کی زیادتی میں سب پر سبقت رکھتی ہیں۔ کوئی آپ کے حق سے آپ کو الگ نہیں کر سکتا۔ خدا کی قسم میں نے رسولِ خدا کی رائے سے تجاوز نہیں کیا ہے اور جو کچھ کیا ہے ان کی اجازت سے کیا ہے۔ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے رسولِ خداؐ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا ترکہ نہیں چھوڑتے۔ نہ سونا نہ چاندی، نہ گھر نہ گھر کے سامان۔ ہماری میراث کتاب و حکمت اور علم پیغمبری ہے اور جو کچھ ہمارے کھانے پینے کا ذریعہ ہے، ہمارے بعد ولی امر خلافت اُس میں اپنی رائے اور اختیار سے حکم کرتا ہے اور میں نے ایسا ہی حکم (فیصلہ) کیا ہے کہ جو کچھ آپ ہم سے طلب کرتی ہیں وہ گھوڑوں اور ہتھیاروں کی خریداری پر صرف ہوگا جس سے مسلمان کافروں سے جنگ کریں گے۔ اور یہ فیصلہ میں نے مسلمانوں کی رائے سے کیا ہے۔ میں اس رائے میں تنہا اور منفرد نہیں ہوں۔ میں اپنا مال اسباب آپ سے دریغ نہیں کرتا جو چاہیے لے لیجیے۔ آپ اپنے پدرِ بزرگوار کی امت کی سردار ہیں۔ اور اپنے فرزندوں کے لیے شجرۂ طیبہ ہیں آپ کے فضل و شرف سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آپ کا حکم میرے مال میں جاری ہے لیکن مسلمانوں کے مال میں آپ کے پدر کے ارشاد کی مخالفت میں

مطابق کہ فئی کا مال اللہ کے رسول ﷺ کا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کو تقسیم کرے گا مستحقین اللہ نے بتائے باقی رسول اللہ ﷺ جتنا محسوس کر کے جتنا دے گا رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کسی کو زیادہ دے کسی کو کم دے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ امام کی ملکیت میں آئے گا تو امام جعفر صادقؒ اور امام محمد باقرؒ کے بقول حضرت سیدہ فاطمہؓ کا مانگنا مناسب ہی نہیں تھا کیونکہ نا حضرت فاطمہؓ رسول ہیں اور نا ہی امام ہیں تو مانگنا بھی مناسب نہیں تھا حقیقت یہ ہے اور اگر حقیقت کا کوئی انکار کرتا ہے پھر بھی ابوبکر صدیقؓ کی مخالفت کرے تو وہ عنداللہ اس کی پکڑ کی جائے گی اللہ تعالٰی اس سے پوچھے گا کہ تو نے اسطرح کا طریقہ کیوں اختیار کیا تھا جب یہ اللہ کا اور اللہ کے رسول ﷺ کا حق تھا اللہ نے خود رسول اللہ ﷺ کو مستحقین بتا دیے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان میں سے اپنی مرضی سے جس کو جتنا ضرورت مند سمجھتا تھا اس کو اتنا دیتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح تقسیم کیا جسطرح حضرت رسول خدا ﷺ کرتا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس میں کیا جرم تھا اللہ کے قول کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس میں کوئی جرم نہیں تھا حضرت مصطفی ﷺ کے طریقے کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے ہیں اس کی اس کا کوئی جرم نہیں تھا حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور امام محمد باقر رحمہ اللہ قول کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مانگنا ہی مناسب نہیں

تھا کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے رسول کے بعد امام کی ملکیت ہے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نا رسول تھی نا ہی امام تھی تو اس کا مناسب ہی نہیں تھا مانگنا تو لھذا اگر مانگا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب صحیح دیا ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی سچا ہے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی سچی ہے امام جعفر صادق رحمہ اللہ بھی سچا ہے اور امام محمد باقر رحمہ اللہ بھی سچا ہے جو ان کا قول نا مانے پھر بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرے تو جھوٹا وہی ہے اور جھوٹے کو اللہ ہی پوچھے گا۔

تمت بالخیر

باغ فدک سکین

۴- بله از تمام آنچه آسمان سایه بر آن افکنده است (از مال دنیا) فدک در دست ما بود که گروهی (خلیفه) بر آن بخل ورزیدند (بغصب از دست ما گرفتند) و دیگران (امام علیه السلام و اهل بیتش) بخشش نموده از آن گذشتند، و خداوند نیکو داوری است (که بین حق و باطل حکم خواهد فرمود)! و فدک نام یکی از قریه‌های یهود بوده که مسافت بین آن و مدینه دو منزل و بین آن و خیبر کمتر از یک منزل بوده، و داستان غصب فدک و تظلّم حضرت فاطمه علیها السلام و شکایت آن معصومه از ستمی که باو روا داشتند در کتابهای تازی و فارسی بیان شده و ما برای روشن شدن مطلب شمّه‌ای از آنچه شارح بحرانی در اینجا نگاشته گوشزد مینمائیم: فدک مخصوص حضرت رسول صلّی الله علیه و آله بود، زیرا چون «خیبر» نام شهری که تا مدینه از سمت شام سه منزل راه بود» فتح شد اهل فدک نصف آنرا و بقولی تمام آنرا بصلح و آشتی تسلیم نمودند، و رسول خدا صلّی الله علیه و آله آن قریه را در حیات خود بفاطمه علیها السلام بخشید، و از طرق مخالفین اخبار و روایات رسیده، از جمله از ابی سعید خدری «که مورد وثوق و اطمینان رجال دانان است» روایت شده که چون آیه وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ «س ۱۷ ی ۲۶ یعنی حقّ خویشاوند و بی چیز و رهگذر را ادا کن» از جانب خدا به پیغمبر اکرم رسید آنحضرت فدک را بفاطمه علیها السلام داد، و ابوبکر که خلیفه شد خواست آنرا بگیرد فاطمه علیها السلام باو پیغام داد که فدک ملک من است که پدرم بمن بخشیده، و امیرالمؤمنین علیه السلام و امّ ایمن «مربّیه و آزاد شده پیغمبر اکرم» بر آن گواهی دادند، ابوبکر گفت: رسول خدا صلّی الله علیه و آله فرمود ما گروه پیغمبران باهل خود میراث نمیدهیم، آنچه باقی گذاریم صدقه و بخشش است، و فدک مال مسلمانان بود در دست آنحضرت که در کار امّت و راه خدا صرف مینمود من نیز در همان راه صرف مینمایم، پس فاطمه علیها السلام چادر بر سر انداخته با بعضی از خدمتکاران و زنان خویشاوند خود بمسجد رسول خدا صلّی الله علیه و آله آمد و ابوبکر و بسیاری از مهاجرین و انصار حاضر بودند، در میان پرده‌ای آویختند، آنگاه بنالید و زاری بطوری که همه گریستند، پس زمانی دراز خاموش ماندند تا جوش و خروش مردم آرام گردید، پس خطبه‌ای دراز بیان فرمود از جمله: ای پسر ابی قحافه تو از پدرت میراث میبری و من از پدرم ارث نبرم، بعد رو بقبر مقدّس پدر بزرگوار خود نموده از امّت اظهار رنجش و درد دل نمود، راوی گوید: هیچ روزی دیده نشده بود که زن و مرد مدینه بیش از آن روز گریسته باشند، پس بمسجد انصار توجّه نموده با آنان هم سخنانی فرمود، از جمله: [illegible]

975/1338

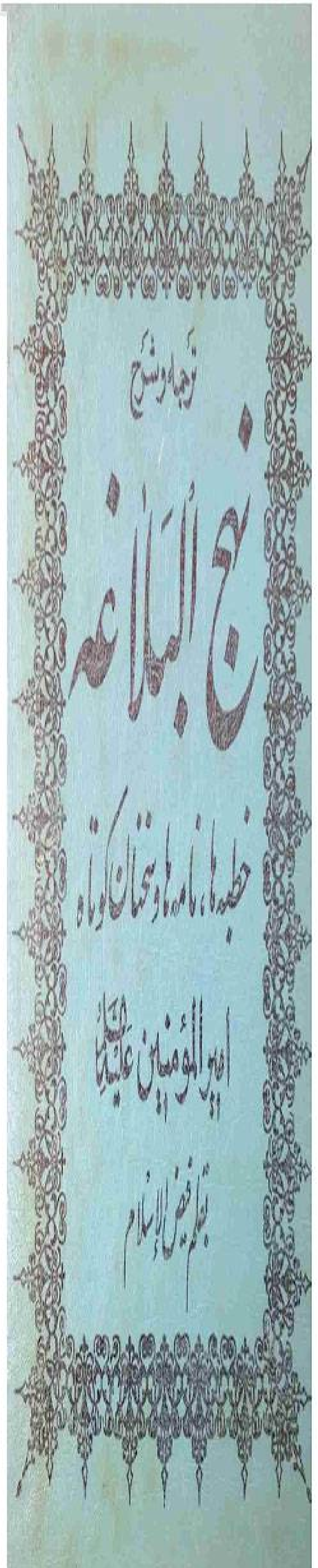

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجت　　　　کتاب الایمان والکفر

ترجمہ **اصول کافی** جلد سوم

حضرت ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن علامہ سید ظفر حسن صاحب

باہتمام جماعت اہل بیت کراچی

مستند درسی کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

وہ سب امام کا حق ہوگا۔ ایسے ہی حکم ہے اس کا جو کسی جگہ کو آباد کرے یا اس کی اصلاح کرے یا پڑتی کو قابل کاشت بنائے بغیر اذن صاحب زمین، اس سے چاہے تو کل لے اور چاہے اس کے پاس باقی رکھے۔

١ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ : نَحْنُ وَاللهِ الَّذِينَ عَنَى اللهُ بِذِي الْقُرْبَى ، الَّذِينَ قَرَنَهُمُ اللهُ بِنَفْسِهِ وَنَبِيِّهِ صلى الله عليه وآله ، فَقَالَ : «مَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ» مِنَّا خَاصَّةً وَلَمْ يَجْعَلْ لَنَا سَهْماً فِي الصَّدَقَةِ ، أَكْرَمَ اللهُ نَبِيَّهُ وَأَكْرَمَنَا أَنْ يُطْعِمَنَا أَوْسَاخَ مَا فِي أَيْدِي النَّاسِ.

۱۔ سلیم بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے امیرالمومنین کو فرماتے سنا۔ واللہ ہم ہی وہ ہیں جن کو اللہ نے ذوی القربیٰ فرما کر اپنی ذات اور نبی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے پھر مال فئے میں اللہ نے جو اہل قریہ سے حاصل ہو حق قرار دیا ہے اپنا اور رسول کا اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور ہمارے مسکینوں کا اور ہمارے لئے صدقہ میں کوئی حصہ نہیں رکھا۔ خدا نے اپنے نبی کو مکرم اور ہم کو مکرم سمجھ کر بچایا ہے۔ جو لوگوں کے ہاتھوں میں میل کچیل ہے۔

٢ ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْوَشَّاءِ ، عَنْ أَبَانٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : «وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى» قَالَ : هُمْ قَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَالْخُمُسُ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلَنَا.

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ واعلموا انما غنمتم کے متعلق فرمایا کہ خمس اللہ کا ہے اور رسول کا اور ذوی القربیٰ کا۔ فرمایا اس سے مراد قرابت رسول اللہ ہے اور خمس اللہ کا اور رسول کا اور ہمارا۔

٣ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ : الْأَنْفَالُ مَا لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ ، أَوْ قَوْمٌ صَالَحُوا ، أَوْ قَوْمٌ أَعْطَوْا بِأَيْدِيهِمْ ، وَكُلُّ أَرْضٍ خَرِبَةٍ وَبُطُونُ الْأَوْدِيَةِ فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَهُوَ لِلْإِمَامِ مِنْ بَعْدِهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے انفال وہ ہے جو بغیر جنگ حاصل ہو یا کسی قوم نے صلح کرنے پر دیا ہو یا عطا کیا ہو اس میں تمام بنجر زمین اور وادیاں شامل ہیں یہ سب رسول کا حق ہے اور ان کے بعد امام کا وہ جیسے چاہے اسے صرف کرے۔

باغ فدک کی آمدن کا مصرف

السَّبِيلِ﴾ [الأنفال: ٤١]. فَهُوَ للهِ ولِلرَّسُولِ ولِقَرَابَةِ الرَّسُولِ، فَهَذَا هُوَ الْفَيْءُ الرَّاجِعُ، وإِنَّمَا يَكُونُ الرَّاجِعُ مَا كَانَ فِي يَدِ غَيْرِهِمْ، فَأُخِذَ مِنْهُمْ بِالسَّيْفِ، وأَمَّا مَا رَجَعَ إِلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُوجَفَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ ولَا رِكَابٍ فَهُوَ الْأَنْفَالُ، هُوَ للهِ ولِلرَّسُولِ خَاصَّةً، لَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهِ الشِّرْكَةُ وإِنَّمَا جُعِلَ الشِّرْكَةُ فِي شَيْءٍ قُوتِلَ عَلَيْهِ، فَجُعِلَ لِمَنْ قَاتَلَ، مِنَ الْغَنَائِمِ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ ولِلرَّسُولِ سَهْمٌ، والَّذِي لِلرَّسُولِ (صلى الله عليه وآله) يَقْسِمُهُ عَلَى سِتَّةِ أَسْهُمٍ: ثَلَاثَةٌ لَهُ وثَلَاثَةٌ لِلْيَتَامَى والْمَسَاكِينِ وابْنِ السَّبِيلِ، وأَمَّا الْأَنْفَالُ فَلَيْسَ هَذِهِ سَبِيلَهَا، كَانَ لِلرَّسُولِ (عليه السلام) خَاصَّةً، وكَانَتْ فَدَكُ لِرَسُولِ اللهِ (صلى الله عليه وآله) خَاصَّةً، لِأَنَّهُ (صلى الله عليه وآله) فَتَحَهَا وأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام)، لَمْ يَكُنْ مَعَهُمَا أَحَدٌ فَزَالَ عَنْهَا اسْمُ الْفَيْءِ ولَزِمَهَا اسْمُ الْأَنْفَالِ، وكَذَلِكَ الْآجَامُ والْمَعَادِنُ والْبِحَارُ والْمَفَاوِزُ، هِيَ لِلْإِمَامِ خَاصَّةً، فَإِنْ عَمِلَ فِيهَا قَوْمٌ بِإِذْنِ الْإِمَامِ فَلَهُمْ أَرْبَعَةُ أَخْمَاسٍ ولِلْإِمَامِ خُمُسٌ، والَّذِي لِلْإِمَامِ يَجْرِي مَجْرَى الْخُمُسِ، ومَنْ عَمِلَ فِيهَا بِغَيْرِ إِذْنِ الْإِمَامِ فَالْإِمَامُ يَأْخُذُهُ كُلَّهُ، لَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهِ شَيْءٌ، وكَذَلِكَ مَنْ عَمَرَ شَيْئاً أَوْ أَجْرَى قَنَاةً أَوْ عَمِلَ فِي أَرْضٍ خَرَابٍ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِ الْأَرْضِ فَلَيْسَ لَهُ ذَلِكَ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَهَا مِنْهُ كُلَّهَا وإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا فِي يَدِهِ.

١ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) يَقُولُ: نَحْنُ واللهِ الَّذِينَ عَنَى اللهُ بِذِي الْقُرْبَى، الَّذِينَ قَرَنَهُمُ اللهُ بِنَفْسِهِ ونَبِيِّهِ (صلى الله عليه وآله)، فَقَالَ: ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ﴾ [الحشر: ٧] مِنَّا خَاصَّةً، ولَمْ يَجْعَلْ لَنَا سَهْماً فِي الصَّدَقَةِ، أَكْرَمَ اللهُ نَبِيَّهُ وأَكْرَمَنَا أَنْ يُطْعِمَنَا أَوْسَاخَ مَا فِي أَيْدِي النَّاسِ.

٢ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى﴾ [الأنفال: ٤١]. قَالَ: هُمْ قَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) والْخُمُسُ للهِ ولِلرَّسُولِ ولَنَا.

٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ (عليه السلام) قَالَ: الْأَنْفَالُ مَا لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ ولَا رِكَابٍ، أَوْ قَوْمٌ صَالَحُوا، أَوْ قَوْمٌ أَعْطَوْا بِأَيْدِيهِمْ، وكُلُّ أَرْضٍ خَرِبَةٍ وبُطُونُ الْأَوْدِيَةِ فَهُوَ لِرَسُولِ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) وهُوَ لِلْإِمَامِ مِنْ بَعْدِهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ.

٤ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ (عليه السلام) قَالَ: الْخُمُسُ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ مِنَ الْغَنَائِمِ والْغَوْصِ ومِنَ الْكُنُوزِ ومِنَ الْمَعَادِنِ والْمَلَّاحَةِ يُؤْخَذُ مِنْ كُلِّ هَذِهِ الصُّنُوفِ الْخُمُسُ، فَيُجْعَلُ لِمَنْ جَعَلَهُ اللهُ تَعَالَى لَهُ، ويُقْسَمُ الْأَرْبَعَةُ الْأَخْمَاسِ بَيْنَ مَنْ قَاتَلَ عَلَيْهِ ووَلِيَ ذَلِكَ، ويُقْسَمُ بَيْنَهُمُ الْخُمُسُ عَلَى سِتَّةِ أَسْهُمٍ: سَهْمٌ للهِ وسَهْمٌ لِرَسُولِ اللهِ وسَهْمٌ لِذِي الْقُرْبَى وسَهْمٌ لِلْيَتَامَى وسَهْمٌ لِلْمَسَاكِينِ وسَهْمٌ لِأَبْنَاءِ السَّبِيلِ.

فَسَهْمُ اللهِ وسَهْمُ رَسُولِ اللهِ لِأُولِي الْأَمْرِ مِنْ بَعْدِ رَسُولِ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) وِرَاثَةً، فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ: سَهْمَانِ

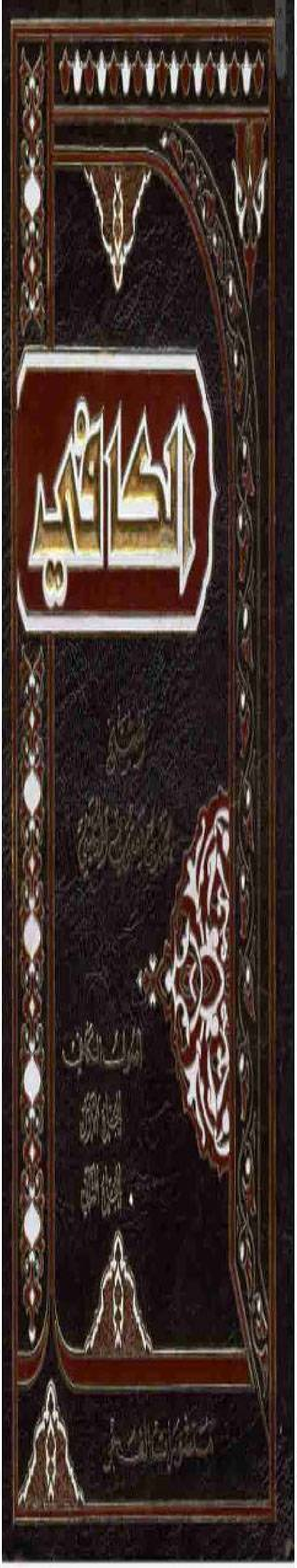

وہ سب امام کا حق ہوگا۔ ایسے ہی حکم ہے اس کا جو کسی جگہ کو آباد کرے یا اس کی اصلاح کرے یا پڑتی کو قابلِ کاشت بنائے بغیر اذن صاحبِ زمین، اس سے چاہے تو کل لے اور چاہے اس کے پاس باقی رکھے۔

١ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: نَحْنُ وَاللهِ الَّذِينَ عَنَى اللهُ بِذِي الْقُرْبَى، الَّذِينَ قَرَنَهُمُ اللهُ بِنَفْسِهِ وَنَبِيِّهِ صلى الله عليه وآله، فَقَالَ: «مَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ» مِنَّا خَاصَّةً وَلَمْ يَجْعَلْ لَنَا سَهْماً فِي الصَّدَقَةِ، أَكْرَمَ اللهُ نَبِيَّهُ وَأَكْرَمَنَا أَنْ يُطْعِمَنَا أَوْسَاخَ مَا فِي أَيْدِي النَّاسِ.

۱۔ سلیم بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے امیرالمومنین کو فرماتے سنا۔ واللہ ہم ہی وہ ہیں جن کو اللہ نے ذوی القربیٰ فرما کر اپنی ذات اور نبی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے پھر مال فئے میں اللہ نے جو اہلِ قریہ سے حاصل ہو حق قرار دیا ہے اپنا اور رسول کا اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور ہمارے مسکینوں کا اور ہمارے لئے صدقہ میں کوئی حصہ نہیں رکھا۔ خدا نے اپنے نبی کو مکرم اور ہم کو مکرم سمجھ کر بچایا ہے۔ جو لوگوں کے ہاتھوں میں میل کچیل ہے۔

٢ ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: «وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى» قَالَ: هُمْ قَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَالْخُمُسُ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلَنَا.

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ واعلموا من غنمتم کے متعلق فرمایا کہ خمس اللہ کا ہے اور رسول کا اور ذوی القربیٰ کا۔ فرمایا اس سے مراد قرابت رسول اللہ ہے اور خمس اللہ کا اور رسول کا اور ہمارا۔

٣ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: الْأَنْفَالُ مَا لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، أَوْ قَوْمٌ صَالَحُوا، أَوْ قَوْمٌ أَعْطَوْا بِأَيْدِيهِمْ، وَكُلُّ أَرْضٍ خَرِبَةٍ وَبُطُونُ الْأَوْدِيَةِ فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَهُوَ لِلْإِمَامِ مِنْ بَعْدِهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے انفال وہ ہے جو بغیر جنگ حاصل ہو یا کسی قوم نے صلح کرنے پر دیا ہو یا عطا کیا ہو اس میں تمام بنجر زمین اور وادیاں شامل ہیں پس یہ سب رسول کا حق ہے اور ان کے بعد امام کا وہ جیسے چاہے اسے صرف کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجت — کتاب الایمان والکفر

ترجمہ اصول کافی جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام ... الشیخ محمد یعقوب کلینی ...

مترجمہ

مفسر قرآن ... سید ظفر حسن صاحب ...

[illegible]

[illegible]

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ ... ناظم آباد ... کراچی

٥٥٨٢ ١٣ ـ وروى عاصم بن حميد عن أبي بصير قال قال أبو جعفر عليه السلام «ألا أحدّثك بوصيّة فاطمة عليها السلام ؟ قلت : بلى ، فأخرج حقّاً أو سفطاً فأخرج منه كتاباً فقرأه « بسم الله الرّحمن الرّحيم هذا ما أوصت به فاطمة بنت محمّد صلى الله عليه وآله أوصت بحوائطها السّبعة : العواف ، والدّلال ، والبُرقة ، والمَيثَب ، والحسنى ، والصافية ، ومال أمّ إبراهيم (٢) إلى عليّ بن أبي طالب عليه السلام ، فإن مضى عليٌّ فإلى الحسن ، فإن مضى الحسن فإلى الحسين فإن مضى الحسين فإلى الأكبر من ولدي ، شهد الله على ذلك والمقداد بن الأسود الكنديُّ والزّبير بن العوّام ، وكتب عليُّ بن أبي طالب عليه السلام » .

وروي أنّ هذه الحوائط كانت وقفاً وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يأخذ منها ما ينفق على أضيافه ومن يمرّ به ، فلمّا قُبض جاء العبّاس يخاصم فاطمة عليها السلام فيها ، فشهد عليٌّ عليه السلام وغيره أنّها وقف عليها .

وهما الاختلاف وخوف الخراب ، ومنهم من اكتفى بأحدهما ، والاقوى العمل بما دلت عليه ظاهراً من جواز بيعه اذا حصل بين أربابه خلف شديد ، وأن خوف الخراب معذلك أو منفرداً ليس بشرط لعدم دلالة الرواية عليه ، وأما مجوز بيعه مع كون بيعه أنفع للموقوف عليهم وان لم يكن خلف فاستند فيه الى رواية جعفر بن حنان ومال الى العمل بمضمونها من المتأخرين الشهيد فى شرح الارشاد والشيخ على ، مع أن فى طريقها ابن حنان وهو مجهول ، فالعمل بخبره فيما خالف الاصل والاجماع فى غاية الضعف .

(١) أى يقام له مجلس تذكار فى المواسم.

(٢) فى الكافى فى غير موضع « ما لام ابراهيم » والمراد مشربة أم ابراهيم ـ أعنى مارية القبطية ـ وهى بعوالى المدينة بين النخيل ، وهذه الحوائط السبعة من أموال مخيريق اليهودى الذى أوصى بأمواله الى النبى صلى الله عليه وآله على قول وعلى آخر هى من أموال بنى النضير مما أفاء الله على رسوله صلى الله عليه وآله وقيل غير ذلك راجع وفاء الوفاء للسمهودى.

245/

المسموع من ذكر أحد الحوائط المَيثَب ولكنّي سمعت السيّد أبا عبدالله محمّد ابن الحسن الموسويّ ـ أدام الله توفيقه ـ (١) يذكر أنّها تعرف عندهم بالميثم .

٥٥٨٣ ١٤ ـ وروى محمّد بن عليّ بن محبوب ، عن محمّد بن الفرج ، عن عليّ بن معبد

اردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی

ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر

الکساء پبلشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

(۵۵۷۸) عباس بن معروف نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے مہران بن محمد سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ سات سال حج کے موقع پر ان کے لئے نوحہ و تذکرہ کیا جائے اور ہر موقع پر جو کچھ خرچ ہوگا اس کے لئے کچھ وقف کر دیا۔

(۵۵۷۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو کیا میں تم کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت بتاؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ علیہ السلام نے ایک ڈبیہ یا ایک صندوقچہ نکالا اور اس میں سے ایک تحریر نکالی اس کو پڑھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے اپنے سات باغات (۱) عواف (۲) دلال (۳) برقہ (۴) مبیثب (۵) حسنی (۶) صافیہ اور (۷) مال ام ابراہیم (مشربہ ام ابراہیم یعنی ماریہ قبطیہ کا مکان) کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اگر وہ دنیا سے گزر جائیں تو امام حسن علیہ السلام کے لئے ہے اور اگر وہ بھی گزر جائیں تو امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے اگر وہ بھی گزر جائیں تو میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے یہ وصیت ہے اور اس پر گواہ اللہ تعالیٰ اور مقداد بن اسود کندی اور زبیر بن العوام ہیں اور علی ابن ابی طالب نے لکھا ہے۔

اور روایت کی گئی یہ مندرجہ بالا باغات وقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پیداوار اور آمدنی میں سے کچھ اپنے مہمانوں اور اپنے یہاں آنے جانے والوں کے لئے لیا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو عباسؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) اس کے مدعی ہو کر حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام وغیرہ نے گواہی دی کہ یہ سب حضرت فاطمہ علیہا السلام پر وقف ہے۔ اور ان باغات میں ایک کا نام مبیثب سنا گیا ہے لیکن میں نے سید ابو عبداللہ محمد ابن الحسن موسوی ادام اللہ توفیقہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ وہ باغ ہم لوگوں کے یہاں میثم کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(۵۵۸۰) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن فرج سے انہوں نے علی بن معبد سے روایت کی ہے کہ محمد بن احمد بن ابراہیم نے ۲۳۲ھ میں حضرت امام علی النقی ہادی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک عورت اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں اور ان سب کے لئے ایک غلام چھوڑا جس کو اس نے ان لوگوں پر دس سال کے لئے وقف کر دیا اس کے بعد وہ غلام دس سال بعد آزاد ہو جائے گا۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان کیا ان ورثاء کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ مجبور ہوں اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو اس غلام کو فروخت کر دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مدت معینہ (یعنی دس سال) کے لئے جو مشروط ہے فروخت نہ کریں مگر یہ کہ وہ لوگ انتہائی مجبور ہوں تو ان کے لئے جائز ہے۔

ننگ دین شده‌اید، و لقمه گوارا را از حلق بیرون انداختید، و اگر شما و هر که در روی زمین است کافر شوید خدا بی‌نیاز است. پس بخانه بازگشت و سوگند یاد کرد که با ابوبکر سخن نگوید و بر او نفرین نمود، و بر این حال از دنیا رفت، و وصیّت کرد ابوبکر بر او نماز نخواند، و عبّاس بر او نماز گزارد و در شب دفن گردید، خلاصه ابوبکر فدک و سود آنرا گرفته مقدار کفایت باهل بیت علیهم السّلام میداد و خلفای بعد از او هم بر آن اسلوب رفتار نمودند تا زمان معاویه که ثلث آن را بعد از امام حسن علیه السّلام بمروان داد، و مروان در خلافت خود تمام آنرا تصرّف کرد و فرزندانش دست بدست میبردند تا زمان عمر ابن عبد العزیز که او باولاد فاطمه علیها السّلام برگردانید، و شیعه گوید: اوّل مظلمه و چیزیکه از روی ظلم و ستم گرفته شده بود ردّ کرد فدک بود، و سنّی گوید: اوّل آنرا ملک خود گردانید، و بعد باولاد فاطمه علیها السّلام بخشید، و پس از او باز غصب کردند تا در دولت بنی عبّاس ابو العبّاس سفّاح برگردانید، و منصور گرفت، و پسرش مهدی برگردانید، و دو پسرش موسی و هارون گرفته و مأمون برگردانید تا زمان متوکّل و او خود آنرا بعبد الله ابن عمر بازیار واگذاشت، و گویند: در آنجا یازده نخله بود که حضرت رسول صلّی الله علیه و آله بدست مبارک خود نشانده، فرزندان فاطمه علیها السّلام خرمای آنها را برای حاجّ ارمغان میفرستادند و مالهای بسیاری دریافت مینمودند، بازیار کس فرستاد آن درختها را برید و چون ببصره برگشت فالج گردید، ابن ابی الحدید در شرح نامه نهم بمناسبتی مینویسد: ابو العاص شوهر زینب دختر رسولخدا صلّی الله علیه و آله که مشرک بود «و تا در مکّه بود پیغمبر اکرم نمیتوانست بین او و زینب جدائی اندازد و اگر چه اسلام آوردن زینب بین او و شوهرش را جدا ساخته بود» در جنگ بدر اسیر و دستگیر گردید، و اهل مکّه فدیه و مال میفرستادند تا اسیرانشان را رها سازند، زینب قلاده‌ای که مادرش خدیجه باو داده بود فرستاد، رسولخدا صلّی الله علیه و آله چون آن قلاده را دید سخت برقّت آمد، و بمسلمانان فرمود: اگر اسیر زینب را رها کنید و فدیه او پس دهید شایسته است، گفتند: آری یا رسول الله جانها و مالهای ما فدای تو، پس فدیه زینب را باز گردانیده ابو العاص را بدون فدیه رها کردند، پس از آن مینویسد: این خبر را بر نقیب ابو جعفر یحیی ابن ابو زید بصری علوی که خدایش رحمت کند میخواندم، گفت: گمان میکنی ابوبکر و عمر در این واقعه حاضر نبودند؟! آیا مقتضی نبود که دل فاطمه علیها السّلام را خوشنود کنند و از مسلمانان بخواهند که حقّ خود را باو واگذارند، آیا مقام و منزلت او نزد رسولخدا صلّی الله علیه و آله از زینب کمتر بود و حال آنکه سیّده زنان جهانیان است، و این در صورتی است که برای او در باره فدک حقّی ثابت نشده باشد نه بنحله و بخشش

976/1348

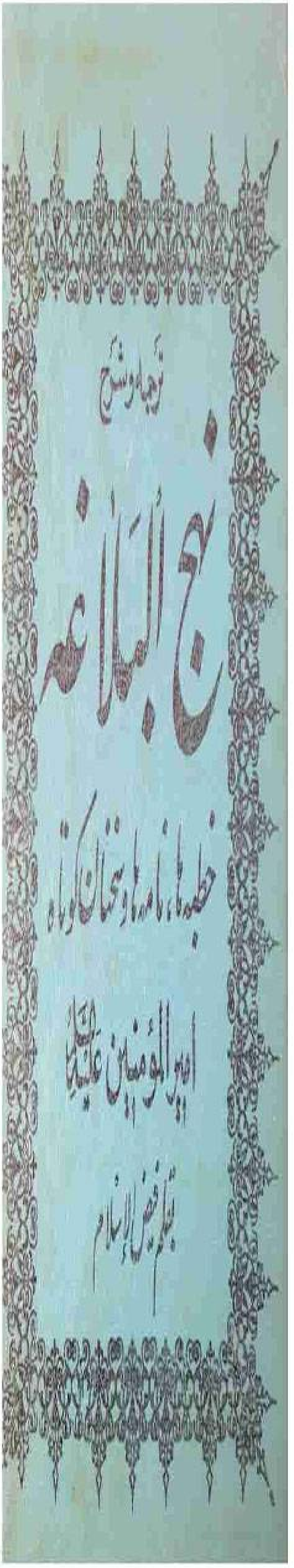

ثم رجعت إلى بيتها وأقسمت أن لا تكلّم أبا بكر ولتدعون الله عليه .

ولم تزل كذلك حتى حضرتها الوفاة فأوصت أن لا يصلي عليها فصلّى عليها العباس ودفنت ليلاً، وروي انه لما سمع كلامها حمد الله واثنى عليه وصلى على رسوله، ثم قال: يا خيرة النساء وابنة خير الآباء والله ما عدوت رأي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ، ولا عملت إلّا بأمره ، وإن الرائد لا يكذب أهله قد قلت فأبلغت وأغلظت فأهجرت فغفر الله لنا ولك أما بعد فقد دفعت آلة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ودابته وحذاه إلى علي عليه السلام ، وأما ما سوى ذلك فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول : إنّا معاشر الأنبياء لا نورث ذهباً ولا فضة ولا أرضاً ولا عقاراً ولا داراً ولكنا نورث الإيمان والحكمة والعلم والسنة ، وقد عملت بما أمرني وسمعت . فقالت : إن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد وهبها لي .

قال : فمن يشهد بذلك . فجاء علي بن أبي طالب وأم أيمن فشهدا لها بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمٰن بن عوف فشهدا أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقسمها . فقال أبو بكر : صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علي وصدقت أم أيمن وصدق عمر وصدق عبد الرحمٰن ، وذلك أن لك ما لأبيك كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يأخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله ، ولك عليّ الله أن أصنع بها كما كان يصنع . فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه به .

وكان يأخذ غلتها فيدفع إليهم منها ما يكفيهم . ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك إلى أن ولّى معاوية فأقطع مروان ثلثها بعد الحسن عليه السلام . ثم خلصت له في خلافته وتداولها أولاده إلى أن انتهت إلى عمر بن عبد العزيز فردّها في خلافته على أولاد فاطمة عليها السلام قالت الشيعة : فكانت أول ظلامة ردّها . وقالت السنة : بل استخلصها في ملكه ثم وهبها لهم . ثم أخذت منهم بعده إلى أن انقضت دولة بني أمية فردها عليهم أبو العباس السفاح . ثم قبضها المنصور. فردها ابنه المهدي. ثم قبضها ولداه موسى وهارون. فلم تزل في ايدي بني العباس الى زمن المأمون فردها اليهم وبقيت الى عهد المتوكل فأقطعها عبد الله بن عمر البازيار، وروي أنه كان فيها إحدى عشرة نخلة غرسها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بيده فكان بنو فاطمة يهدون ثمرها إلى

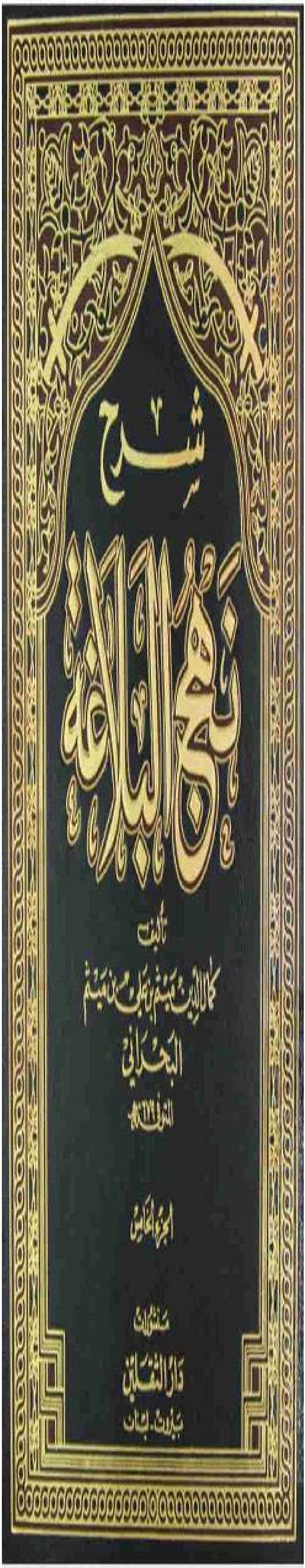

لقد جئت شيئاً فريا فدونكها مخطومة مرحولة. تلقاك يوم حشرك فنعم الحكم الله والزعيم محمد والموعد القيامة، وعند الساعة يخسر المبطلون، ولكل نبأ مستقر وسوف تعلمون من يأتيه عذاب مقيم قال: ثم التفتت إلى قبر أبيها فتمثّلت بقول هند بنت أمامة:

قد كان بعدك أنباء وهنبثة
لو كنت شاهدها لم تكثر الخطب
أبدت رجال لنا نجوى صدورهم
لما قضيت وحالت دونك الترب.
تجهمتنا رجال واستخف بنا
إذ غبت عنّا فنحن اليوم مغتصب

قال فلم ير الناس أكثر باكياً وباكية منهم يومئذ. ثم عدلت إلى مسجد الأنصار، وقالت: يا معشر الأنصار وأعضاد الملة وحضنة الإسلام ما هذه الفترة عن نصرتي، والونية عن معونتي والغميزة في حقي والسنة عن ظلامتي، أما قال رسول الله ﷺ: المرء يحفظ في ولده. سرعان ما أحدثتم، وعجلان ما آتيتم. الآن مات رسول الله ﷺ أمتم دينه. ها إن موته لعمري خطب جليل استوسع وهيه واستنهر فتقه، وفقد راتقه، وأظلمت الأرض له، وخشعت الجبال، وأكدت الآمال. أضيع بعده الحريم وهتكت الحرمة وأزيلت المصونة، وتلك نازلة أعلن بها كتاب الله قبل موته وأنبأكم بها قبل وفاته فقال: وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئاً وسيجزي الله الشاكرين.

أيهاً بني قيلة، أأهضم تراث أبي وأنتم بمرأى ومسمع تبلغكم الدعوة وتشملكم الصوت، وفيكم العدّة والعدد، ولكم الدار والجنن، وأنتم نجبة الله التي انتجب، وخيرة الله التي اختار. فأديتم العرب، وناطحتم الأمم، وكافحتم البهم حتى دارت بكم رحى الإسلام، ودر حلبه وخبت نيران الحرب، وسكنت فورة الشرك، وهدأت دعوة الهرج، واستوثق نظام الدين. أفتأخرتم بعد الإقدام، وجبنتم بعد الشجاعة عن قوم نكثوا أيمانهم من بعد إيمانهم وطعنوا في دينكم. فقاتلوا أئمة الكفر إنهم لا إيمان لهم لعلهم ينتهون. ألا وقد أرى أن قد أخلدتم إلى الخفض وركنتم إلى الدعة وجحدتم الذين ودسعتم الذي سوغتم. وإن تكفروا أنتم ومن في الأرض جميعاً فإن الله غني حميد. ألا وقد قلت ما قلت على معرفة مني بالخذلة التي خامرتكم وخور القنا وضعف اليقين فدونكموها فاحتقبوها مدبرة الظهور ناقبة الخفّ باقية العار موسومة الشنار موصولة بنار الله الموقدة التي تطلع على الأفئدة فبعين الله ما تعملون. وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون.

ثم رجعت إلى بيتها وأقسمت أن لا تكلّم أبا بكر ولتدعونّ الله عليه. ولم تزل كذلك حتى حضرتها الوفاة فأوصت أن لا يصلي عليها فصلّى عليها العباس ودفنت ليلاً، وروي أنه لما سمع كلامها حمد الله واثنى عليه وصلى على رسوله، ثم قال: يا خيرة النساء وابنة خير الآباء والله ما عدوت رأي رسول الله ﷺ، ولا عملت إلا بأمره، وإن الرائد لا يكذب أهله قد قلت فأبلغت وأغلظت فأهجرت فغفر الله لنا ولك. أما بعد، فقد دفعت آلة رسول الله ﷺ ودابته وحذاءه إلى علي عليه السلام، وأما ما سوى ذلك فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: إنّا معاشر الأنبياء لا نورث ذهباً ولا فضة ولا أرضاً ولا عقاراً ولا داراً ولكنا نورث الإيمان والحكمة والعلم والسنة، وقد عملت بما أمرني وسمعت. فقالت: إن رسول الله ﷺ قد وهبها لي.

قال: فمن يشهد بذلك. فجاء علي بن أبي طالب وأم أيمن فشهدا لها بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف فشهدا أن رسول الله ﷺ يقسمها. فقال أبو بكر: صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علي وصدقت أم أيمن وصدق عمر وصدق عبد الرحمن، وذلك أن لك ما لأبيك كان رسول الله ﷺ يأخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله، ولك عليّ الله أن أصنع بها كما كان يصنع. فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه به.

وكان يأخذ غلتها فيدفع إليهم منها ما يكفيهم. ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك إلى أن ولّيَ معاوية فأقطع مروان ثلثها بعد الحسن عليه السلام. ثم خلصت له في خلافته وتداولها أولاده إلى أن انتهت إلى عمر بن عبد العزيز

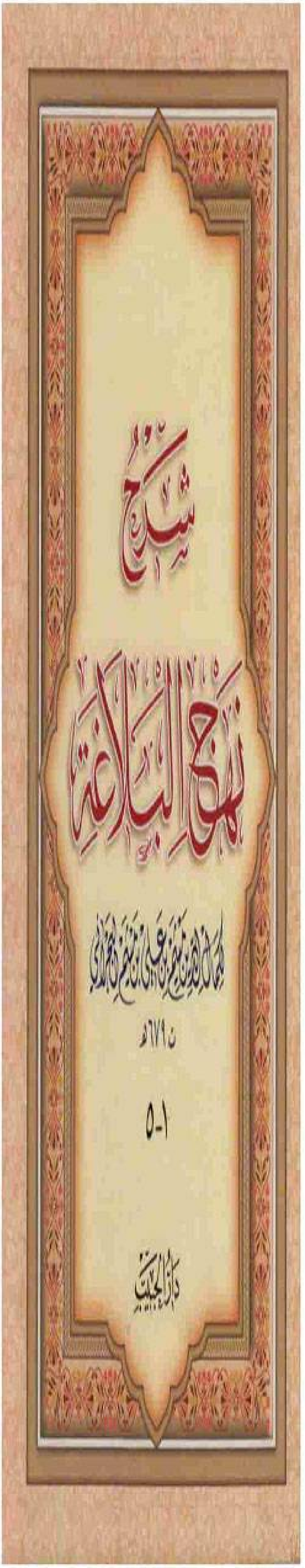

خاتون جنت سیدہ
فاطمہ زہرا رضی
اللہ عنہ کی گواہی
باغ فدک وقف
نہیں تھا ہبہ

شرح نهج البلاغة

ابن أبي الحديد

تحقيق

محمد أبو الفضل إبراهيم

المجلد الثامن

١٥ - ١٦

وجئتماني الآن تختصمان، يقول هذا: أريد نصيبي من ابن أخي، ويقول هذا: أريد نصيبي من امرأتي! ولا الله لا أقضي بينكما إلّا بذلك.

قلتُ: وهذا أيضاً مُشكِل، لأن أكثر الروايات أنّه لم يَروِ هذا الخبر إلّا أبو بكر وحده، ذكر ذلك أعظم المحدّثين، حتّى أنّ الفقهاء في أصول الفقيه أطبقوا على ذلك في احتجاجهم في الخبر برواية الصحابيّ الواحد. وقال شيخنا أبو عليّ: لا تقبل في الرواية إلا رواية اثنين كالشهادة، فخالفه المتكلّمون والفقهاء كلّهم، واحتجوا عليه بقبول الصحابة رواية أبي بكر وحده: «نحن معاشرَ الأنبياء لا نُورَث»، حتى أنّ بعض أصحاب أبي عليّ تكلّف لذلك جواباً، فقال: قد رُوي أنّ أبا بكر يوم حاجّ فاطمة ﷺ قال: أنشُد الله امرأً سمعَ مِن رسول الله ﷺ في هذا شيئاً! فرَوَى مالك بن أوس بن الحدثان، أنّه سمعه من رسول الله ﷺ، وهذا الحديث ينطق بأنه استَشهد عمرَ وطلحةَ والزبيرَ وعبدَ الرحمن وسعداً، فقالوا: سمعناه من رسول الله ﷺ، فأين كانت هذه الروايات أيّام أبي بكر! ما نقل أنّ أحداً من هؤلاء يوم خصومة فاطمةَ ﷺ وأبي بكر رَوَى من هذا شيئاً.

قال أبو بكر: وأخبرنا أبو زيد عمر بن شَبة، قال: حدّثنا محمد بن يحيى، عن إبراهيم بن أبي يحيى، عن الزُّهريّ، عن عروة، عن عائشة أن أزواج النبيّ ﷺ أرسلنَ عثمان إلى أبي بكر، فذكر الحديث، قال عروة: وكانت فاطمة قد سألتْ ميراثَها من أبي بكر ممّا تركه النبيّ ﷺ، فقال لها: بأبي أنتِ وأمّي، وبأبي أبوكِ وأمّي ونفسي، إن كنتِ سمعتِ من رسول الله ﷺ شيئاً، أو أمركِ بشيء لم أتّبع غير ما تقولين، أعطيتكِ ما تبتغين، وإلّا فإني أتبع ما أُمِرتُ به!

قال أبو بكر: وحدّثنا أبو زيد قال: حدّثنا عمرو بن مرزوق، عن شعبة، عن عمرو بن مرّة، عن أبي البَختري قال: قال لها أبو بكر لمّا طلبتْ فَدَك: بأبي أنتِ وأمّي! أنت عندي الصادقة الأمينة، إن كان رسول الله ﷺ عَهِد إليك في ذلك عهداً، أو وَعَدَكِ به وعداً، صدَّقتُكِ، وسلّمت إليك! فقالت: لم يعهد إليّ في ذلك بشيء، ولكن الله تعالى يقول: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾[1]، فقال: أشهد لقد سمعت رسول الله ﷺ يقول: «إنّا معاشر الأنبياء لا نُورَث»[2].

---

(١) سورة النساء، الآية: ١١.

(٢) تقدم تخريجه.

بأنه استشهد عمرَ وطلحةَ والزبيرَ وعبدَ الرحمن وسعدا ، فقالوا : سمعناه من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ، فأين كانت هذه الروايات أيام أبي بكر ! ما نقل أنّ أحداً من هؤلاء يوم خصومة فاطمةَ عليها السلام وأبي بكر رَوَى من هذا شيئاً .

قال أبو بكر : وأخبرنا أبو زيد عمر بن شبّة ، قال : حدّثنا محمّد بن يحيى[1] ، عن إبراهيم بن أبي يحيى ، عن الزُّهريّ ، عن عروة ، عن عائشة أنّ أزواج النبيّ صلّى الله عليه وآله أرسلنَ عثمان إلى أبي بكر ، فذكر الحديث ، قال عروة : وكانت فاطمة قد سألتْ ميراثَها من أبي بكر ممّا تركه النبيّ صلّى الله عليه وآله ، فقال لها : بأبي أنتِ وأمّى ، وبأبي أبوكِ وأمّى ونفسى ، إن كنتِ سمعتِ من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم شيئاً ، أو أمرك بشيء لم أتّبع غير ما تقولين ، وأعطيتكِ ما تبتغين ، وإلّا فإنى أتبع ما أُمِرتُ به !

قال أبو بكر : وحدّثنا أبو زيد قال : حدّثنا عمرو بن مرزوق ، عن شعبة ، عن عمرو ابن مرّة ، عن أبي البَختريّ قال : قال لها أبو بكر لمّا طلبتْ فَدَكَ : بأبى أنتِ وأمّى! أنت عندى الصادقة الأمينة ، إن كان رسولُ الله صلّى الله عليه وسلم عَهِد إليك فى ذلك عهدا ، أو وَعَدكِ به وعدا ، صدّقتُكِ ، وسلَّمتُ إليك ! فقالت: لم يعهد إلىّ فى ذلك بشىء ، ولكنّ الله تعالى يقول : ﴿ يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ﴾[2] ، فقال : أشهد لقد سمعت[3] رسولَ الله صلّى الله عليه وسلم يقول : « إنّا معاشر الأنبياء لا نُورَث » .

***

قلت : وفى هذا من الإشكال ما هو ظاهر ، لأنّها قد ادّعت أنه عَهِد إليها رسولُ الله صلى الله عليه وآله فى ذلك أعظم العهد ، وهو النِّحلة ، فكيف سكتت عن ذكر هذا لمّا سألها أبو بكر ! وهذا أعجبُ من العجب .

---

(١) ب : « عيسى » . (٢) سورة النساء ١١ . (٣) كذا فى : ا ، وفى ب : « كان » .

شرح نهج البلاغة
لابن أبي الحديد
تحقيق
محمد أبو الفضل إبراهيم
جلدنمبر16
دار إحياء الكتب العربية
عيسى البابي الحلبي وشركاه

فدک کا حدود

اربعہ

فقيرٍ محتاجٍ، ولكِنْ عليهِمْ أشياءُ تنوبُهُمْ مِنْ وجوهٍ ولهُمْ مِنْ تِلكَ الوُجُوهِ كَمَا عَلَيْهِمْ.

٥ - عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا أَظُنُّهُ السَّيَّارِيَّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ قَالَ: لَمَّا وَرَدَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى ﵇ عَلَى الْمَهْدِيِّ رَآهُ يَرُدُّ الْمَظَالِمَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: مَا بَالُ مَظْلِمَتِنَا لَا تُرَدُّ؟ فَقَالَ لَهُ: وَمَا ذَاكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ؟ قَالَ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمَّا فَتَحَ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ فَدَكاً وَمَا وَالَاهَا لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ ﴿وَءَاتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ﴾ [الإسراء: ٢٦]. فَلَمْ يَدْرِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ هُمْ، فَرَاجَعَ فِي ذَلِكَ جَبْرَائِيلَ وَرَاجَعَ جَبْرَائِيلُ ﵇ رَبَّهُ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنِ ادْفَعْ

فَدَكاً إِلَى فَاطِمَةَ ﵂، فَدَعَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا: «يَا فَاطِمَةُ: إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَدْفَعَ إِلَيْكِ فَدَكاً»، فَقَالَتْ: قَدْ قَبِلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مِنَ اللهِ وَمِنْكَ.

فَلَمْ يَزَلْ وُكَلَاؤُهَا فِيهَا حَيَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا وَلِيَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَ عَنْهَا وُكَلَاءَهَا، فَأَتَتْهُ فَسَأَلَتْهُ أَنْ يَرُدَّهَا عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهَا: ائْتِينِي بِأَسْوَدَ أَوْ أَحْمَرَ يَشْهَدُ لَكِ بِذَلِكِ، فَجَاءَتْ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ﵇ وَأُمِّ أَيْمَنَ فَشَهِدَا لَهَا، فَكَتَبَ لَهَا بِتَرْكِ التَّعَرُّضِ، فَخَرَجَتْ وَالْكِتَابُ مَعَهَا فَلَقِيَهَا عُمَرُ فَقَالَ: مَا هَذَا مَعَكِ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ؟ قَالَتْ كِتَابٌ كَتَبَهُ لِيَ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَ: أَرِينِيهِ فَأَبَتْ، فَانْتَزَعَهُ مِنْ يَدِهَا وَنَظَرَ فِيهِ، ثُمَّ تَفَلَ فِيهِ وَمَحَاهُ وَخَرَقَهُ، فَقَالَ لَهَا: هَذَا لَمْ يُوجِفْ عَلَيْهِ أَبُوكِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ؟ فَضَعِي الْحِبَالَ فِي رِقَابِنَا. فَقَالَ لَهُ الْمَهْدِيُّ: يَا أَبَا الْحَسَنِ حُدَّهَا لِي، فَقَالَ: حَدٌّ مِنْهَا جَبَلُ أُحُدٍ، وَحَدٌّ مِنْهَا عَرِيشُ مِصْرَ، وَحَدٌّ مِنْهَا سِيفُ الْبَحْرِ، وَحَدٌّ مِنْهَا دُومَةُ الْجَنْدَلِ، فَقَالَ لَهُ: كُلُّ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا كُلُّهُ، إِنَّ هَذَا كُلَّهُ مِمَّا لَمْ يُوجِفْ عَلَى أَهْلِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَقَالَ: كَثِيرٌ، وَأَنْظُرُ فِيهِ.

٦ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ﵇ يَقُولُ: الْأَنْفَالُ هُوَ النَّفْلُ وَفِي سُورَةِ الْأَنْفَالِ جَدْعُ الْأَنْفِ.

٧ - أَحْمَدُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنِ الرِّضَا ﵇ قَالَ: سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ﴾ [الأنفال: ٤١]. فَقِيلَ لَهُ: فَمَا كَانَ للهِ فَلِمَنْ هُوَ؟ فَقَالَ: لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَا كَانَ لِرَسُولِ اللهِ فَهُوَ لِلْإِمَامِ. فَقِيلَ لَهُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ صِنْفٌ مِنَ الْأَصْنَافِ أَكْثَرَ وَصِنْفٌ أَقَلَّ، مَا يُصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: ذَاكَ إِلَى الْإِمَامِ أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ أَلَيْسَ إِنَّمَا كَانَ يُعْطِي عَلَى مَا يَرَى؟ كَذَلِكَ الْإِمَامُ.

٨ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ﵇ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْحَدِيدِ وَالرَّصَاصِ وَالصُّفْرِ، فَقَالَ: عَلَيْهَا

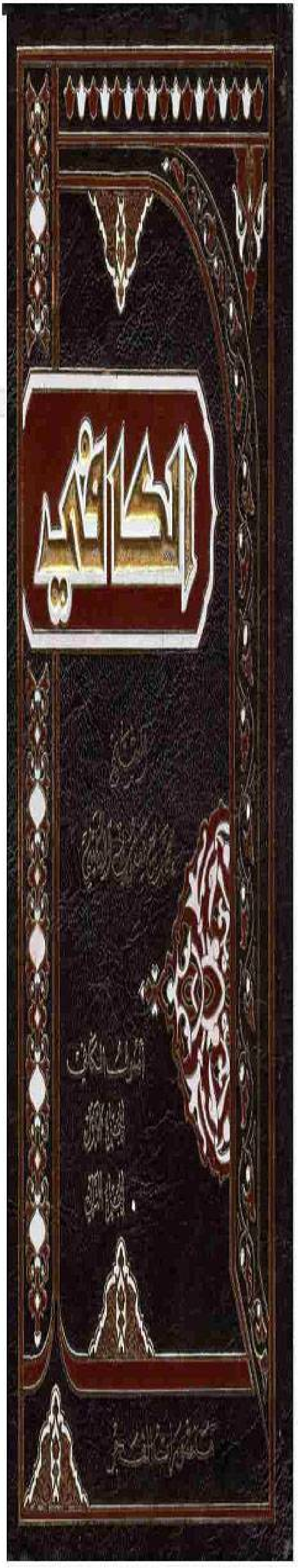

يَزَلْ وُكَلاؤُهَا فِيهَا حَيَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا وُلِّيَ أَبُوبَكْرٍ أَخْرَجَ عَنْهَا وُكَلاءَهَا، فَأَتَتْهُ فَسَأَلَتْهُ أَنْ يَرُدَّهَا عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهَا: ائْتِينِي بِأَسْوَدَ أَوْ أَحْمَرَ يَشْهَدُ لَكِ بِذَلِكَ، فَجَاءَتْ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَأُمِّ أَيْمَنَ فَشَهِدَا لَهَا، فَكَتَبَ لَهَا بِتَرْكِ التَّعَرُّضِ، فَخَرَجَتْ وَالْكِتَابُ مَعَهَا فَلَقِيَهَا عُمَرُ فَقَالَ: مَا هَذَا مَعَكِ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ؟ قَالَتْ: كِتَابٌ كَتَبَهُ لِي ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَ: أَرِينِيهِ فَأَبَتْ، فَانْتَزَعَهُ مِنْ يَدِهَا وَنَظَرَ فِيهِ، ثُمَّ تَفَلَ فِيهِ وَمَحَاهُ وَخَرَقَهُ، فَقَالَ لَهَا: هَذَا لَمْ يُوجِفْ عَلَيْهِ أَبُوكِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَضَعِي الْحِبَالَ (۲) فِي رِقَابِنَا، فَقَالَ لَهُ الْمَهْدِيُّ: يَا أَبَا الْحَسَنِ حُدَّهَا لِي، فَقَالَ: حَدٌّ مِنْهَا جَبَلُ أُحُدٍ، وَحَدٌّ مِنْهَا عَرِيشُ مِصْرَ، وَحَدٌّ مِنْهَا سِيفُ الْبَحْرِ، وَحَدٌّ مِنْهَا دُومَةُ الْجَنْدَلِ، فَقَالَ لَهُ: كُلُّ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا كُلُّهُ، إِنَّ هَذَا كُلَّهُ مِمَّا لَمْ يُوجِفْ عَلَى أَهْلِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَقَالَ: كَثِيرٌ، وَأَنْظُرُ فِيهِ.

۵۔ علی بن اسباط سے مروی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مہدی عباسی کے پاس آئے تو وہ لوگوں کے غصب شدہ مال واپس کر رہا تھا حضرت نے فرمایا ہمارے غصب شدہ کو بھی واپس دے دو۔ اس نے کہا وہ کیا ہے فرمایا جب اللہ نے اپنے نبی کو فدک پر فتح دی۔ اور بغیر جنگ حاصل ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اے رسولؐ ذوی القربیٰ کا حق اسے دے دو، جبرئیل سے حضرت نے پوچھا یہ کون ہیں جبرئیل نے خدا سے پوچھا۔ خدا نے وحی کی فدک فاطمہ کو دے دو۔ پس حضرت نے ان کو بلایا اور فرمایا۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باغ فدک تم کو دے دوں۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ جو خدا اور رسولؐ نے عطا کیا ہے میں نے اسے قبول کیا۔ پس حضرت فاطمہ کے وکلاء حیات رسولؐ تک اس کی آمدنی وصول کرتے رہے جب ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے وکلاء فاطمہ کو فدک سے نکال باہر کیا۔ وہ ابوبکر کے پاس آئیں اور واپسی کا سوال کیا۔ انھوں نے کہا تم کوئی کالا گورا گواہ لاؤ وہ امیرالمومنین اور امّ ایمن کو لے کر گئیں انھوں نے گواہی دی۔ ابوبکر نے واگذاشت کے لئے ایک تحریر لکھ دی وہ اس تحریر کو لے کر نکلیں، راہ میں عمر ملے انھوں نے کہا یہ کیا ہے۔ سیدہ نے فرمایا۔ یہ تحریر ابوبکر نے مجھے لکھ کر دی ہے انھوں نے کہا مجھے دکھاؤ۔ انھوں نے انکار کیا۔ عمر نے ان کے ہاتھ سے وہ تحریر چھین لی اور اس کو پڑھ کر تھوک سے مٹایا اور پھاڑ ڈالا اور کہا اس علاقہ پر تمہارے باپ نے فوج کشی نہیں کی تھی۔ تم ہماری گردن میں رسی ڈال رہی ہو۔ مہدی نے کہا اس علاقہ کی حدود کیا ہیں فرمایا ایک کوہ اُحد ہے دوسری عریش مصر تیسری سیف البحر اور چوتھی دومۃ الجندل، اس نے کہا یہ ہے کل علاقہ، فرمایا ہاں اس علاقہ پر لڑائی نہیں ہوئی۔ اس نے کہا یہ تو بہت بڑا علاقہ ہے میں غور کروں گا

۶۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: الْأَنْفَالُ هُوَ النَّفْلُ وَفِي سُورَةِ الْأَنْفَالِ جَدْعُ الْأَنْفِ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجت — کتاب الایمان والکفر

ترجمہ اصول کافی جلد سوم

حضرت ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن ... سید ظفر حسن صاحب قبلہ ... امروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف درسی کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ ... ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

خواست که بر سر قلعه‌های فدک بفرستد، پس رایت ظفر آیت را بست و فرمود: کیست این رایت را به حقیّت بگیرد؟ زبیر برخاست و گفت: من می‌گیرم.

حضرت فرمود: دور شو.

و سعد برخاست و باز چنین جواب شنید.

پس فرمود: یا علی! برخیز که حق توست.

پس حضرت امیر ﷺ علم را گرفت و متوجه فدک شد و با ایشان صلح کرد که خون ایشان محفوظ باشد و مالشان از حضرت رسول باشد، پس قلعه‌ها و شهرها و باغها و مزرعه‌های فدک مخصوص حضرت رسول ﷺ شد و مسلمانان در آنها حق نداشتند.

پس جبرئیل نازل شد و گفت: حق تعالی تو را امر می‌فرماید که به ذی‌القربی بدهی حق او را.

حضرت فرمود: قربای من کیست و حق چیست؟

جبرئیل گفت: قربای تو فاطمه ﷺ است و حقّ او جمیع فدک است.

پس حضرت رسول ﷺ جناب فاطمه را طلبید و نامه‌ای نوشت و فدک را به او داد[1]. و چون آن جناب از دنیا رفت ابوبکر و عمر فدک را از فاطمه ﷺ غصب کردند.

ابن شهرآشوب روایت کرده است: حضرت رسول چون متوجه فتح قلعه‌های فدک شد ایشان به قلعه‌ای از قلعه‌های حصین خود متحصن شدند، آن جناب ایشان را طلبید و فرمود: چه خواهید کرد اگر شما را در این قلعه بگذارم و جمیع قلاع شما را بگشایم و اموال شما را متصرف شوم؟

گفتند: ما در آن قلعه‌ها حافظان داریم و کلیدهای آنها نزد ماست.

حضرت فرمود: بلکه کلیدهای آنها را خدا به من داده است و در دست من است و کلیدها را درآورد و به ایشان نمود.

ایشان متهم کردند آن مردی را که کلیدها را به او سپرده بودند که او کلیدها را به

۱. اعلام الوری ۱۰۰.

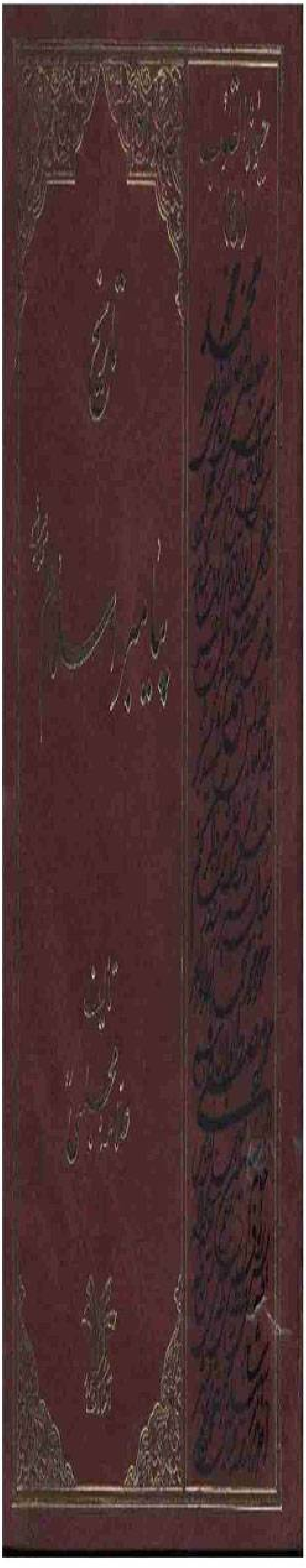

اور اہلِ فدک نے انہی شرطوں پر اقرار کیا۔ لہٰذا خیبر تو تمام مسلمانوں کا مال قرار پایا، چونکہ جنگ کر کے حاصل ہوا تھا؛ اور فدک آنحضرتؐ کے لیئے مخصوص ہوا اس لیئے کہ بغیر جنگ کے حاصل ہوا تھا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی مہم سے فارغ ہوئے تو چاہا کہ خیبر کے قلعوں پر کسیکو بھیجیں لہٰذا علم ظفر شیم کو لے کر فرمایا کہ کون ہے جو اس کو اپنے حق سے اُٹھائے۔ زبیر کھڑے ہوئے اور کہا میں لیتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا دُور ہو۔ پھر سعد اُٹھے اور حضرتؐ نے اُن سے بھی یہی فرمایا۔ پھر فرمایا اے علیؑ تم اُٹھو کہ یہ تمہارا حق ہے۔ حضرت علیؑ نے عَلم کو لے لیا اور فدک کی طرف روانہ ہوئے، اور اُن سے صلح کی اس شرط کے ساتھ کہ اُن کی جانیں محفوظ رہیں گی اور اُن کے مال حضرتؐ کے ہوں گے اس لیئے فدک کے تمام قلعے اور سارے شہر اور باغات وکھیت وغیرہ آنحضرتؐ سے مخصوص ہوئے جن میں مسلمانوں کا کوئی حق نہ تھا۔ اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے قرابتداروں کو اُن کا حق دے دو۔ حضرتؐ نے پوچھا وُہ کون ہے اور وُہ حق کیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا تمہاری قرابتدار فاطمہؑ ہیں اور تمام فدک اُن کا حق ہے۔ یہ سُنکر جناب رسُولؐ خدا نے جناب فاطمہؑ کو بلایا اور ہبہ نامہ لکھ کر فدک جناب فاطمہؑ کی ملکیت میں دے دیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی ابوبکر وعمر نے فدک کو اُن معظمہ سے چھین لیا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک کا رُخ کیا۔ اہلِ فدک اپنے قلعوں میں سے ایک بہت مضبوط قلعہ میں محفوظ ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اُن کو بلا کر فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس قلعہ کو جس میں تم بند ہو گئے ہو چھوڑ کر تمہارے تمام قلعوں کو کھول کر تمہارے سب اموال پر قبضہ کر لوں تو تم کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا ہم نے اُن قلعوں پر نگہبان مقرر کر رکھے ہیں اور اُن کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اُن کی کنجیاں خدا نے ہم کو دے دی ہیں وُہ میرے قبضہ میں ہیں۔ پھر اُن کنجیوں کو لا کر دکھایا۔ اُن لوگوں نے اُس پر عتاب کیا جسکو کنجیاں سپرد کی تھیں کہ اُس نے حضرتؐ کو کیوں دے دیں۔ اُس نے قسم کھائی کہ کنجیاں میرے پاس ہیں اُن کو میں نے ایک تھیلے میں رکھ کر صندوق میں بند کر دیا اور صندوق کو ایک مضبوط مکان میں چھپا دیا ہے اور اُس کے دروازہ میں تالا ڈال دیا ہے۔ پھر وُہ شخص اُس مکان میں گیا اور دیکھا تو قفل اپنی جگہ پر موجود تھے لیکن کنجیاں نہ تھیں۔ وہاں سے واپس آ کر کہا اب میں نے سمجھا کہ وُہ پیغمبرؐ ہیں کیونکہ میں نے کنجیاں بہت محفوظ کر رکھی تھیں۔ اور چونکہ میں اُن کو ساحر سمجھتا تھا توریت کی چند آیتیں دفعِ سحر کے لیئے اُن تالوں پر پڑھ دی تھیں۔ اب میں نے دیکھا تو سب تالے اپنی جگہ پر صحیح و درست ہیں مگر کنجیاں نہیں ہیں۔ اس لیئے سمجھ لیا کہ وُہ ساحر نہیں ہیں۔ پھر وُہ سب حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور پُوچھا آپؐ کو کس نے یہ کنجیاں دیں۔ فرمایا جس نے جناب مُوسٰیؑ کو الواح عطا فرمائیں، اور مجھے جبریلؑ نے لا کر دیں۔ غرض وُہ لوگ قلعہ کے دروازہ کو کھول کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُن میں سے بعض مسلمان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اُن کے مال سے خمس لیا اور باقی اُن کے لیئے چھوڑ دیا۔ اور جو شخص مسلمان نہ ہوا اُس کے تمام مال پر حضرتؐ نے قبضہ کر لیا۔ اُس وقت آیت وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ (پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۶) نازل ہوئی۔ حضرتؐ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ ذی القربٰی کون ہے اور اُس کا حق کیا ہے؟ کہا فدک فاطمہؑ کو دے دیجیئے جو اُن کی والدہ خدیجہؓ اور اُن کی بہن ہند ابی ہالہ کی طرف سے میراث ہے۔ جب آنحضرتؐ مدینہ واپس تشریف لائے جناب فاطمہؑ کو طلب فرمایا اور فدک اُن کے حوالے فرما دیا اور آیت مذکور کی

حیات القلوب
جلد 2
صفحہ 209 سے
5/11

ملک کے ان کو دے دیے کہ نصف محاصل اس کا حضرتؐ کو دیا کریں باقی نصف بونے جوتنے کی اجرت میں وہ کھالیں اس طرح غزوۂ خیبر کا خاتمہ ہوا۔ **فتح فدک:** فدک کا علاقہ گو آبادی میں خیبر کے برابر نہ تھا مگر حاصل خیزی میں اس سے کم تر نہ تھا، خیبر کی یہ صورت ہوئی تو اہل فدک خوف کھا کر خود طالب صلح ہوئے۔ امیر المومنینؑ بنفسِ نفیس وہاں تشریف لے گئے اور ان کو امان بخشی، چوں کہ فدک بغیر فوج کشی اور جنگ وجدل کے ہاتھ آیا تھا۔ اس لیے بموجب نصِ قرآن، رسول اللہؐ کا خالص مال ہوا پس جبرئیلِ امین نازل ہوئے۔ اور آیہ شریفہ **وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ** لائے حضرت رسولؐ خدا نے پوچھا یا اخی جبرئیل میرے ذوالقربیٰ یعنے قرابت دار کون ہیں اور حق ان کا کیا ہے کہا کہ ذوالقربیٰ فاطمہ زہراؑ، اور حق ان کا فدک ہے، وہ ان کو عطا کرو، بنابریں حضرتؐ نے فدک فاطمہؑ کو مرحمت فرمایا۔ اور اس ضمن میں ایک وثیقہ لکھ دیا اس وقت سے وہ معصومہ فدک پر قابض ومتصرف تھیں حتیٰ کہ بعدِ وفاتِ حضرت رسالت پناہ خلیفۂ اول نے اس معصومہ سے واپس لے لیا، معارج النبوۃ میں کتاب مقصدِ اقصیٰ سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فاطمہ کو فدک کا وثیقہ لکھ دیا تھا۔ فاطمہ اس کاغذ کو بعدِ رحلتِ رسولؐ خدا ابوبکرؓ کے پاس لائیں اور کہا یہ کتبہ حضرتِ رسولؐ خدا کا ہے کہ میرے اور حسنین کے نام لکھا ہے یہ قصہ آگے اس کتاب میں اپنے مقام پر مفصل لکھا جائے گا۔ **آمدِ جنابِ جعفرِ طیار برادرِ عالی وقار جنابِ حیدر کرارؑ از حبشہ اور اُن کی شہادت:** قبل از ہجرتِ مدینہ، چند اصحابِ حضرتِ رسالت مآب، قریش مکہ کی زیادتیوں سے تنگ آ کر جعفر طیارؓ امیر المومنینؑ کے بڑے بھائی کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے۔ اب کہ مدینہ منورہ ہجرت گاہِ خیر الانام قرار پایا اور اندھیرا کفر کا فروغ اسلام کے سامنے دن بدن کافور ہونے لگا تو حضرت رسولؐ خدا کو مہاجرینِ حبشہ کا فکر ہوا چنانچہ قبل روانگی غزوۂ خیبر ایک خط نجاشی بادشاہِ حبش کو لکھ کر اس کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ اور اپنے اصحاب کو اس سے واپس مانگا نجاشی کو نامہ عنبر شمامہ حضرت کا ملا تو صدق دل سے ایمان لایا۔ اور اصحاب کو خلعت ہائے فاخرہ اور بہت سے تحائف دے کر روانہ درگاہ کیا، یہ قافلہ فتح خیبر کے روز خدمتِ بابرکت میں پہنچا اپنے چچازاد بھائی جعفرِ طیارؓ کی آمد کی خبر سن کر حضرت رسولؐ خدا شاد ہوگئے اور جوشِ سرور میں فرمایا۔ **لَا اَدْرِیْ بِاَ یِّهِمَا اَسَرُّ بِفَتْحِ خَیْبَرَ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ** میں نہیں جانتا کہ ان دونوں باتوں میں کس سے زیادہ خوش ہوں خیبر کے فتح ہونے سے یا جعفرؓ کے آنے سے اور چند قدم آگے بڑھ کر جعفرؓ کا استقبال کیا اور ان کو گلے لگایا پھر تمام مہاجرینِ حبشہ کو خیبر کے مالِ غنیمت سے حصہ دیا اور جعفرِ طیارؓ کو اس کے علاوہ نمازِ تسبیحات تعلیم فرمائی کہ دنیوی انعام واکرام سے کہیں زیادہ تھی۔ یہ نماز شیعوں میں رائج ومسلمہ ہے۔ اور کتبِ شیعہ میں مذکور ومشہور، غرض جعفرؓ مدینہ میں حاضرِ خدمتِ رسول اللہؐ تھے تاآنکہ اگلے سال جنگِ موتہ میں امیرِ لشکر ہو کر گئے اور وہیں اس جناب نے شہادت پائی۔ **فضائلِ جعفرِ**

ہے، اور حق و صاحب حق سے باز نہ رکھیوں لہٰذا آج اس کا ترک کرنا تیرے لئے آسان اور زیادہ سلامتی کا باعث

ہے۔ ذکرِ قضیہ فدک: فدک بفتح حرف اول وثانی ایک قریہ کا نام ہے کہ مدینہ سے دو منزل اور خیبر سے قریب

Presented by www.ziaraat.com

ایک منزل کے ہے، پیشتر یہودیوں کے قبضہ میں تھا سن ۷ ہجری میں جب کہ قلعہ ہائے خیبر امیر المومنینؑ کے ہاتھ پر فتح ہوئے تو وہاں کے باشندوں نے خائف ہو کر حضرت رسولؐ خدا سے صلح کی درخواست کی۔ حبیب السیر وغیرہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو بھیجا اور مصالحہ آنحضرت کے ہاتھ پر واقع ہوا اس طریق سے کہ علیؑ ان کے خون سے درگزریں اور حوائط (باغہاء دیواریست) متعلق خاص رسولؐ اللہ ﷺ کے رہیں۔ معجم البلدان سے نقل ہوا ہے کہ یہ علاقہ بہت زرخیز ہے اور چشمہ ہائے آبِ رواں اس میں جاری اور درختان خرما بکثرت اور محاصل اس کے فراواں ہیں۔ اور مجلسی علیہ الرحمہ حیات القلوب میں بضمن ایک روایت طولانی کے لکھتے ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا نے اہل فدک سے چوبیس ہزار دینار سالانہ پر مقاطعہ کیا کہ اس زمانہ کے حساب سے تین ہزار چھ سو تومان سکہ رائج ایران ہوتے ہیں اور یہ مال بہ تحقیق صاحب تشئید المطاعن ہندوستان کے ایک لاکھ بیس ہزار کے مساوی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعد زمانہ سرور کائنات کے اس کی آمدنی میں نمایاں ترقی ہوئی اس لئے کہ سنن داؤد (۱) چھاپہ لکھنؤ میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں غلات فدک کی قیمت چالیس ہزار دینار زر سرخ کو پہنچی تھی۔ جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہئے کہ فدک چوں کہ بغیر جنگ اور بلا کسی کوشش کے مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا تو بموجب آیات قرآنیہ خاص حضرت رسولؐ خدا کا مال تھا۔ پس آیہ شریفہ **وات ذالقربیٰ حقہ** نازل ہوئی اور وہ حضرت مامور ہوئے کہ ذوی القربیٰ کو ان کا حق پہنچائیں۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے خویش و اقارب کا حق ادا کرو۔ رسولؐ خدا نے فرمایا میرے خویش و اقارب کون ہیں اور حق ان کا کیا ہے۔ کہا رشتہ دار فاطمہ زہراؑ اور ان کا حق

(۱) اصل عبارت مندرجہ سنن ابوداؤد چھاپہ لکھنؤ یہ ہے قال ابوداؤد ولی عمر بن عبدالعزیز الخلافۃ وغلتہ (یعنی فدک) اربعون الف دینار یعنی ابوداؤد نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا تو غلات فدک بقدر چالیس ہزار دینار کے قیمت کی تھی لیکن سنن ابوداؤد چھاپہ دہلی سے دردمندان دین نے یہ عبارت نکال ڈالی ہے۔ کذا فی تشئید المطاعن ۱۳۰۔

(۲) عامۂ اہل سنت اس قضیے کے گھٹانے اور ہلکا کرنے کو فدک جیسی بڑی جائیداد کو ادنیٰ شے بتاتے اور کہا کرتے ہیں کہ شیعوں نے ذرا سی بات پر طومار باندھ رکھا ہے اور اتنا نہیں جانتے کہ اگر موافق ان کے قول کے تسلیم بھی کرلیں کہ وہ تھوڑی سی مالیت کی چیز تھی تو اس سے جو طعن کہ خلفا پر ہے کچھ ہلکا نہیں ہوتا بلکہ اور سخت ہو جاتا ہے کہ انہوں نے ایسی ناچیز شے کو بضعۂ رسولؐ سے دریغ رکھا اور اس پر ان کو غضبناک کیا چنانچہ حقیر خود ایک مرتبہ عظما اہل سنت سے ایک کی مجلس میں حاضر تھا کہ کچھ اسی قسم کا ذکر آیا ایک شخص نے حاضرین سے کہ مجھ سے واقف نہ تھا کہا اجی فدک ودک تھا ہی کیا فقط خرمے کے چند پیڑ تھے یہ تو رافضیوں نے بات کا بتنگڑ بنا رکھا ہے اس پر صاحب خانہ کہ شائستہ و مہذب شخص تھے بولے تم کو ایسا نہیں کہنا چاہئے اس سے تو خلیفہ اول پر اور بھی الزام آتا ہے کہ انہوں نے ایسی ذرا سی شے پر رسولؐ اللہ کی بیٹی کو ناخوش کیا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

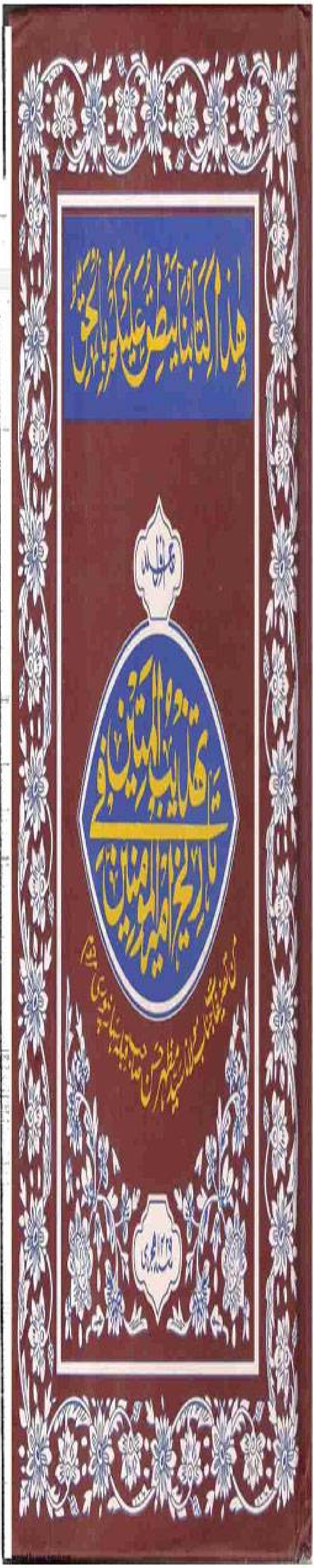

انکے روبرو بیان کیا حضرت نے سنکر فرمایا اے صفیہ علی کا مرتبہ حق تعالی کے نزدیک عظیم ہے جب انہوں نے درِ خیبر کو پکڑ کر ہلایا تو زمین و آسمان عرش اعلی تک انکے غصہ سے لرز گئے القصہ حضرت نے یہودیونکی دوبارہ جان بخشی کی نہ صرف جان بخشی بلکہ تمام باغ اور کھیت اس ملک کے انکو دیدئے کہ نصف محاصل اسکا حضرت کو دیا کریں باقی نصف بعوض جوتنے بونے کی اجرت میں وہ کھا دیں اس طرح غزوۂ خیبر کا خاتمہ ہوا **فتح فدک** فدک کا علاقہ گو آبادی میں خیبر کے برابر نہ تھا مگر حاصل خیزی میں اس سے کم نہ تھا خیبر کی یہہ صورت ہوئی تو اہل فدک خوف کھا کر خود طالب صلح ہوئے امیر المومنین بنفس نفیس وہاں تشریف لیگئے اور انکو امان بخشی چونکہ فدک بغیر فوج کشی اور مسلمانوں کے جنگ و جدل کے ہاتھ آیا تھا۔ اس لیے بموجب نص قرآن رسول اللہ کا خالص مال ہوا اسی وقت جبرئیل امین نازل ہوئے۔ اور آیہ شریفہ وات ذا القربی حقہ لائے حضرت رسولخدا نے پوچھا یا اخی جبرئیل میری ذوالقربے یعنے قرابت دار کون ہیں اور حق انکا کیا ہے کہا ذو القربے فاطمہ زہرا اور حق انکا فدک ہے وہ انکو عطا کرو بنا بریں حضرت نے فدک فاطمہ کو مرحمت فرمایا۔ اور اس مقدمے میں ایک وثیقہ لکھدیا اُسوقت سے وہ معصومہ فدک پر قابض و متصرف تھیں جسکے بعد وفات حضرت رسالت پناہ خلیفہ اوّل نے اُس معصومہ سے غصب کیا۔ معارج النبوۃ میں کتاب مقصد اقصے سے نقل کیا ہے کہ رسولخدا نے فاطمہ کو فدک کا وثیقہ لکھدیا تھا فاطمہ اس کاغذ کو بعد رحلت رسولخدا ابوبکر کے پاس لائیں اور کہا یہ کاغذ حضرت رسولخدا کا ہے کہ میرے اور حسنین کے نام لکھا ہے یہ قصہ آگے اس کتاب میں اپنے مقام پر مفصل لکھا جائیگا

فدک

آمدن جعفر طیار برادر عالی وقار جناب حیدر کرار از حبشہ و شہادت آنجناب رضی اللہ عنہ

مقرر ہے کہ قبل از ہجرت مدینہ چند اصحاب حضرت رسالت مآب قریش مکہ کی زیادتیوں سے تنگ آکر جعفر طیار برادر اکبر امیر المومنین کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے اب کہ مدینہ منورہ ہجرت گاہ خیر الانام قرار پایا اور اندھیر الکفر کا فروغ اسلام کے سامنے دن بدن کافور ہونے لگا تو حضرت رسولخدا کو مہاجران حبشہ کا فکر ہوا چنانچہ قبل روانگی غزوہ خیبر ایک خط نجاشی بادشاہ حبش کو لکھکر اسکو اسلام کی طرف دعوت کیا اور اپنے اصحاب کو اس سے واپس مانگا نجاشی کو نامۂ عنبر شمامہ حضرت کا ملا تو صدق دل سے ایمان لایا۔ اور اصحاب کو خلعتہائے فاخرہ و دیگر تحف و ہدایا دے تیار روانہ درگاہ کیا یہ قافلہ فتح خیبر کے روز خدمت بابرکت میں پہنچا اپنے برادر و ابن عم جعفر طیار کی آمد کی خبر سنکر حضرت رسولخدا شاد ہو گئے اور جوش سرور میں فرمایا لا ادری بایہما اسر بفتح خیبر ام بقدوم جعفر یعنے میں نہیں جانتا کہ ان دونو باتوں میں کس سے زیادہ خوش ہوں خیبر کے فتح ہونے سے یا جعفر کے آنے سے اور چند قدم آگے بڑھ کر جعفر کا استقبال کیا اور انکو گلے لگایا پھر تمام مہاجرین حبشہ کو غنائم خیبر سے حصہ دیا اور جعفر طیار کو اس کے علاوہ نماز تسبیحات تعلیم فرمائی کہ دنیوی انعام و اکرام سے کہیں زیادہ تھی یہہ نماز شیعوں میں رائج و متداول ہے اور کتب شیعہ میں مذکور و مشہور ہے غرض جعفر مدینہ میں حاضر خدمت رسول اللہ تھے تا اینکہ اگلے سال جنگ موتہ میں امیر لشکر مقرر ہو گئے اور وہیں اُس جناب نے شہادت پائی بروایت صاحب استیعاب عمر جعفر کی اکتالیس سال کی تھی

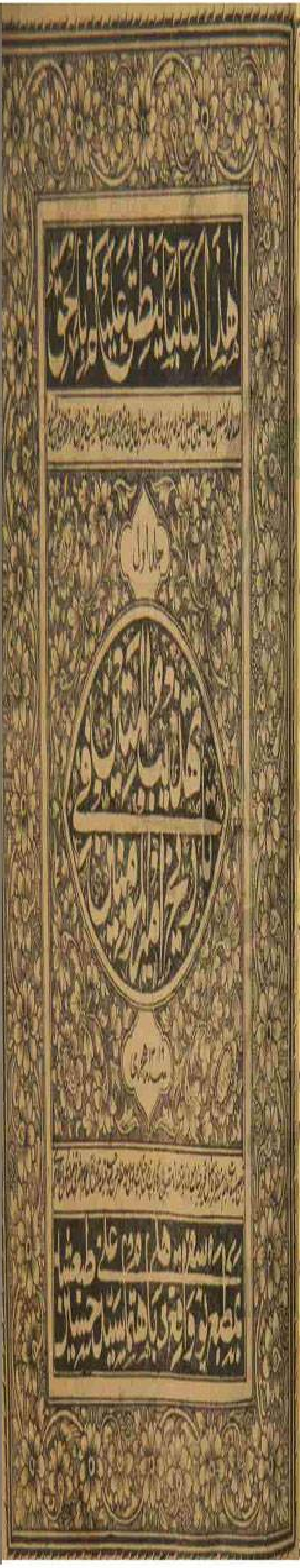

ذکر قضیۂ غصب فدک

فدک بفتح حرف اول و ثانی ایک قریہ کا نام ہے کہ مدینہ سے دو منزل اور خیبر سے قریب ایک منزل کے ہے پیشتر یہودیوں کے قبضہ میں تھا سنہ ۷ ہجری میں جبکہ قلعہ خیبر امیر المومنین کے ہاتھ پر فتح ہوئے تو وہاں کے باشندوں نے مخالفت ہو کر حضرت رسول خدا سے صلح کی درخواست کی حبیب السیر وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت نے علی علیہ السلام کو بھیجا اور مصالحہ آنحضرت کے ہاتھ پر واقع ہوا اس طریق سے کہ علی اُن کے خون سے درگزرے اور جو اللہ باغہا و دیواریست متعلق خاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے ہیں معجم البلدان سے نقل ہوا ہے کہ یہ علاقہ بہت زرخیز ہے اور چشمہ ہائے آب رواں اسمیں جاری اور درختان خرما بکثرت اور محاصل اسکے فراوان ہیں۔ اور مجلسی علیہ الرحمہ حیات القلوب میں ضمن ایک روایت طولانی کے لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا نے اہل فدک سے چوبیس ہزار دینار سالانہ پر مقاطعہ کیا کہ اس زمانہ کے حساب سے تین ہزار چھ سو تومان سکہ رائج ایران ہوتے ہیں اور یہ مال بتحقیق صاحب تشیید المطاعن ہندوستان کے ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے مساوی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعد زمانہ سرور کائنات کے اسکی آمدنی میں نمایاں ترقی ہوگئی کیسے کہ سنن ابو داؤد جلد ۲ لکھنؤ میں ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں غلات فدک کی قیمت چالیس ہزار دینار زر سرخ کو پہنچی تھی۔ جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیے کہ فدک چونکہ بغیر جنگ و جدال کسی کوشش کے مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا تو بموجب آیات قرآنیہ خاص حضرت رسول خدا کا مال تھا پس آیۂ شریفہ وآت ذا القربی حقہ نازل ہوئی اور وہ حضرت مامور ہوئے کہ ذوی القربی کو انکا حق پہنچائیں۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے خویش و اقارب کا حق ادا کرو رسول خدا نے فرمایا میرے خویش و اقارب کون ہیں اور حق انکا کیا ہے۔ کہا رشتہ دار فاطمہ زہرا اور انکا حق جو اللہ فدک ہیں اُن کے حوالے کرو اور جو کچھ حصۂ خدا اور رسول اسمیں ہے وہ بھی ان کو دو پس آنحضرت نے جناب سیدہ کو بلایا اور فدک انکو عنایت کیا اور ایک وثیقہ اس باب میں لکھدیا کہ وہ آنحضرت کے پاس تھا یعنی بعد تخمیس بموجب اس وثیقہ کے فدک جناب فاطمہ کے قبض و تصرف میں تھا جبتک کہ جناب رسالت پناہ نے وفات پائی اور خلافت ابوبکر کے قبضہ میں آئی اُس وقت عمر خطاب نے اُنسے کہا کہ فدک فاطمہ کے پاس نہیں رہنا چاہیے کیونکہ یہ بڑی آمدنی کی چیز ہے اگر ان کے پاس رہا تو لوگ یہ سن کر گرد جمع رہیں گے بتحقیق کہ اہل دنیا زر و مال چاہتے ہیں اور روپیہ پیسا طلب کرتے ہیں وہاں حاجت روائی دیکھیں گے تو بس انہیں کے ہو رہیں گے اس سے ممکن ہے کہ تیری خلافت میں خلل آئے پس فدک انسے لے لے اور اموال فیٔ و خمس کو اپنے قبضہ کر ابوبکر نے انکو [illegible]

[illegible]

يوصون إلى أوصيائهم وينصّبونهم في هذا اليوم، وقد نصّب النبيّ عليّاً فيه، واستخلفه من بعده.

وتفصيل فضل هذا اليوم مذكور في كتب الزيارة وقد ورد شطر منه في تفسير أبي الفتوح الرازي فمن شاء فليرجع إليه.

فدك

قال صاحب معجم البلدان: فدك قرية بالحجاز، بينها وبين المدينة يومان، وقيل: ثلاثة، أفاءها الله على رسوله ﷺ في سنة سبع صلحاً[1]، بموجب دين الله خلصت للنبي كلّها ويوجد فيها عين ماء جارية وينبت فيها شجر النخل بكثرة.

لا يخفى أنّ هذا التحديد ينافي ما ذكره صاحب كتاب الطرائف بإسناده عن الإمام الكاظم، روي عنه أنّه سُئل عن حدود فدك؟ فقال: حدّها الأوّل عرش مصر، وحدّها الثاني دومة الجندل، والحدّ الثالث ينما، والحدّ الرابع جبل أُحد من المدينة، ولا شكّ أنّ صاحب البيت أبصر بالبيت.

وعلى كلّ تقدير فالمراد بفدك قرية وهبها النبي إلى فاطمة عليها السلام عند نزول الآية ﴿ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ ﴾[2] وبقيت في يدها إلى وفاته، فلمّا توفّي انتزعها أبوبكر من يدها غصباً بطرد وكيلها وإخراج فلّاحيها، ولمّا قالت عنها: إنّها نحلة نحلنيها رسول الله، طلب أبوبكر خلافاً للشرع منها شاهداً، وجاءته بأمير المؤمنين وأُمّ سلمة، فردّ أبوبكر شهادتهما ولم يصدّقهما وقد جعله حبوة له ومن خاصّته كما ذكر ذلك الشيخ جلال الدين السيوطي في تاريخ الخلفاء، بينما صدّق زوجات النبي على حجرهنّ بدون شاهد وكان غرضه وصاحبه عمر أن يبقى

(١) معجم البلدان ج ٤ ص ٢٣٨.

(٢) الإسراء/٢٦.

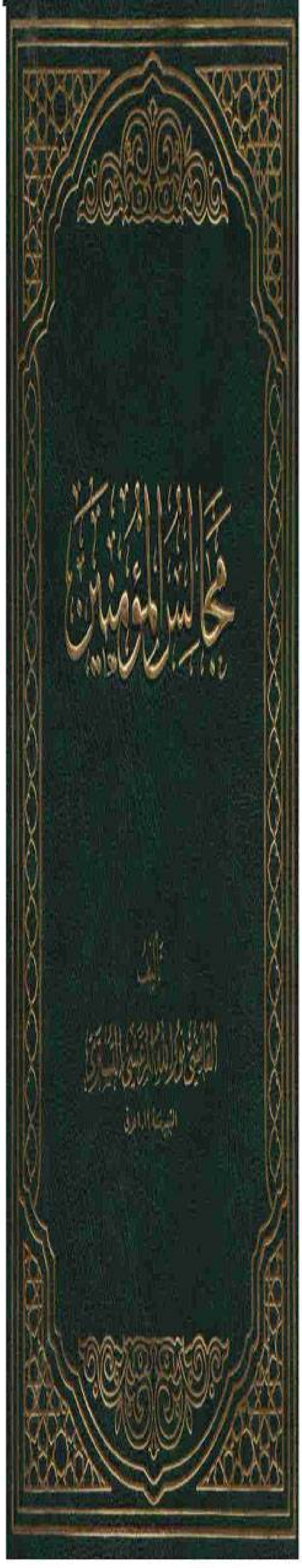

میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔ پیغمبرانِ سابق بھی اپنے اوصیاء کو اس دن نامزد کیا کرتے تھے اور اسی روز پیغمبرؐ خدا نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وصی اور خلیفہ اور جانشین قرار دیا اور تفصیل اس کے فضائل کی کتب زیارات میں مرقوم ہیں اور کچھ تفسیر الفتوح رازی میں بھی مذکور ہیں جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

فدک

صاحب معجم البلدان نے لکھا ہے کہ فدک حجاز کے ایک موضع کا نام ہے جو مدینہ سے دو منزل پر واقع ہے اور بعضوں نے تین منزل کہا ہے یہ قریہ کنارہ خیبر کا تھا اور بطور صلح جناب رسالت مآب صلعم کے قبضہ میں آ گیا تھا اور بموجب قانون شریعت رسالت مآب کی خالص ملک قرار پا چکا تھا وہاں آب جاری کے چشمے اور خرمے کے درخت کثرت سے تھے۔

واضح رہے کہ یہ تحدید منافی ہے اس روایت کی جو صاحب کتاب ظرائف نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ حد اول مصر حد دوم دولۃ الجندل حد سوم تیمہ۔ حد چہارم کوہ اُحد۔

اور اس میں شک نہیں کہ اہل بیتؑ اپنے گھر کی چیزوں سے زیادہ واقف ہو سکتے ہیں۔ القصہ یہ وہی علاقہ ہے جو آیت وَاٰتِ ذاالقربیٰ حقہ' کے نازل ہونے کے وقت جناب پیغمبر خدا صلعم نے حضرت فاطمہ علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا لیکن جب لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا تو انہوں نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے حاکموں کو وہاں سے نکال دیا۔ اور جب جناب سیدہ نے اس کا اظہار کیا کہ رسالت مآب صلعم نے یہ علاقہ مجھے بخش دیا تھا تو انہوں نے گواہ مانگے اور باوجود اس کے کہ حضرت امیر علیہ السلام اور اُمّ ایمن اور اُمّ سلمہ نے گواہی دی لیکن ابوبکر نے ان کی تصدیق نہیں کی جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے۔ اور فدک اپنا خالصہ بنالیا درحالیکہ ازواج جناب رسالت مآب صلعم نے اپنے حجروں کا دعویٰ کیا ہے تو بغیر کسی گواہ اور شاہد ان کے دعوے کی تصدیق کی اور حجرے ان کو دے دئے اور غرض عمر و ابوبکر کی فدک کے لینے سے یہ تھی کہ اہل بیتؑ رسالت مآب صلعم غریب و فقیر ہو جائیں تا کہ لوگ ان کے پاس جمع نہ ہو سکیں اور وہ خود بھی اکٹھا نہ ہو سکیں جیسا کہ منافقین کے متعلق کلام مجید میں خداوند عالم نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں کو کچھ نہ دو تا کہ وہ انہیں چھوڑ کر جدا ہو جائیں اور کتاب ظرائف میں بعض مخالفین سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فدک کے بارے میں ابوبکر کے پاس دعویٰ کیا تو اس نے کہا کہ میں یہ سمجھا تھا کہ تم وارث ہو لیکن یہ صحیح نہ تھا اس لئے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ نَحنُ مَعاشِرُ الاَنبیاءِ لَا نُورِثُ مَا تَرکناہُ صَدقَۃٌ یعنی ہم

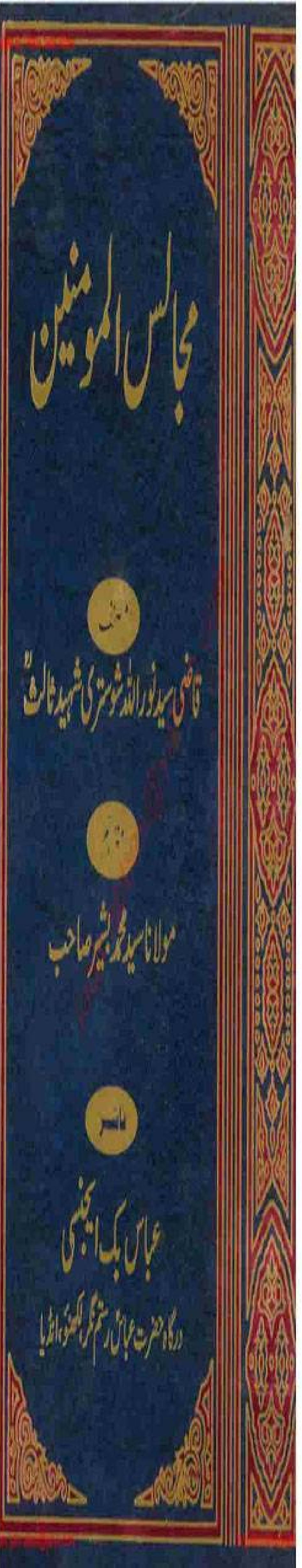

فدک کے حدود کی تعیین

کتاب مناقب اور کتاب اخبار الخلفاء سے منقول ہے جب ہارون نے فدک کے متعلق امام علیہ السلام سے پوچھا کہ میں آپ کو واپس کردوں تو حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا اگر فدک واپس کرتا ہے تو اس کی حدود سمیت واپس کریں۔ ہارون نے پوچھا اس کی حدود کیا ہیں؟

....

۱. سورہ اعراف آیت ۱۳۶

۲. سورہ بینہ آیت ۱

Presented by www.ziaraat.com

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کی حدود کہوں تو واپس نہیں کرے گا۔

ہارون نے اصرار کیا تا کہ اس کی حدود معلوم ہو جائیں اگر واپس نہ کریں معلوم تو ہو کہ فدک کی حدود کیا ہیں۔

امام علیہ السلام مجبوراً فدک کی حدود بیان فرمائیں کہ اس کی پہلی حد عدن ہے جب یہ سنا تو چہرے کا رنگ دگرگوں ہو گیا۔

امام علیہ السلام نے گفتگو جاری رکھی دوسری حد سمر قند ہے۔

ہارون کا رنگ چہرے سے اڑنے لگا۔

پھر فرمایا: تیسری حد افریقہ ہے۔

ہارون کا رنگ سیاہ ہو گیا غصے سے گریہ کرنے لگا اخری حد کے بارے میں فرمایا دریا کے ساحل سے لے کر ارمنستان تک ہے۔ ہارون کو رشتہ داری بھول گئی ہارون کہنے لگا پھر تو ہمارے لئے کچھ باقی نہ بچے گا

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں جانتا تھا کہ تو فدک واپس نہیں کرے گا۔

اس کے بعد ہارون نے امام علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کر لیا۔

تفسیر منسوب بہ امام عسکری میں ہے کہ ایک آدمی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں کہنے لگا کہ جو امام علیہ السلام کے خاص شیعوں میں تھا یا بن رسول اللہ مجھے فلاں بن فلاں سے ڈر لگتا ہے کہ وہ منافقت کرتا ہے آپ کے سامنے اپنی منافقت کا اظہار کرتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا وہ کیسے ہے؟ وہ ایک دن خائن آدمی کے ساتھ اہل بغداد کے بزرگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو اس سے صاحب مجلس نے کہا تم گمان کرتے ہو کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام امام ہیں اس خلیفہ کے علاوہ کہ جو تخت پر بیٹھا ہوا ہے تو اس نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام غیر امام ہیں اور جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا اس پر خدا اور ملائکہ کی لعنت ہو تو صاحب مجلس نے کہا "جزاک اللہ خیراجزا" امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

ایسے نہیں ہے جیسے تم گمان کرتے ہو بلکہ وہ طبقے سے زیادہ آشنا اور پڑھا لکھا ہے اس نے کہا: امام کاظم علیہ السلام کے علاوہ کوئی امام نہیں کہ جو نہ مانے اس پر خدا و ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہو اس کے اس قول سے تو میری امامت ثابت ہوتی ہے تم خدا سے توبہ کرو تو امام علیہ السلام گفتگو کو سمجھایا اور مفہوم ہو گیا اور کہا یا بن رسول اللہ میرے پاس مال ہے کہ میں اسے ہبہ کرتا ہوں کہ جو عبادت حق کرے اور آپ پر درود وسلام بھیجے میں آپ پر درود وسلام بھیجتا ہوں اور آپ کے دشمنوں پر لعنت کرتا ہوں امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: اب تم جہنم سے نکل گئے اس حدیث کو مرحوم طبرسی نے احتجاج میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

سیدنا زید بن علی کا فیصلہ

النبيّ ﷺ يُنفق عليه فأنا أنفق عليه. فقالت: يا أبا بكر، أيرثك بناتُك ولا يرثُ رسول الله ﷺ بناته؟ فقال: هو ذاك. قال أبو بكر: وأخبرنا أبو زيد قال: حدثنا محمد بن عبد الله بن الزبير قال: حدثنا فضيل بن مرزوق قال: حدثنا البحتري بن حسان قال: قلت لزيد بن عليّ عليه السلام وأنا أريد أن أهجّن أمرَ أبي بكر، إن أبا بكر انتزع فَدَكَ من فاطمة عليها السلام، فقال: إن أبا بكر كان رجلاً رحيماً، وكان يكره أن يغيّر شيئاً فَعَلَه رسول الله ﷺ، فأتته فاطمة فقالت: إن رسول الله ﷺ أعطاني فَدَك، فقال لها: هل لك على هذا بيّنة؟ فجاءت بعليّ عليه السلام، فشهد لها، ثم جاءت أم أيمنَ فقالت: ألستما تشهدان أني من أهل الجنة! قالا: بلى - قال أبو زيد يعني أنها قالت لأبي بكر وعمر - قالت: فأنا أشهد أن رسول الله ﷺ أعطاها فَدَك، فقال أبو بكر: فرجل آخر أو امرأة أخرى لتستحقي بها القضيّة. ثم قال أبو زيد: وايم الله لو رجع الأمر إليّ لقضيتُ فيها بقضاء أبي بكر.

قال أبو بكر: وأخبَرنا أبو زيد قال: حدثنا محمد بن الصباح قال: حدثنا يحيى بن المتوكل أبو عقيل، عن كثير النوال قال: قلت لأبي جعفر محمد بن علي عليه السلام: جعلني الله فداك! أرأيت أبا بكر وعمر، هل ظلماكم من حقكم شيئاً - أو قال: ذهبا من حقكم بشيء؟ - فقال: لا، والذي أنزل القرآن على عبده ليكون للعالمين نذيراً، ما ظلمنا من حقنا مثقال حبّة من خردل، قلت: جعلت فداك أفأتولاهما؟ قال: نعم ويحك! تولّهما في الدنيا والآخرة، وما أصابك ففي عنقي، ثم قال: فعل الله بالمغيرة وبُنان، فإنهما كذبا علينا أهل البيت.

قال أبو بكر: وأخبرنا أبو زيد، قال: حدثنا عبد الله بن نافع والقعنبي، عن مالك عن الزهري، عن عروة، عن عائشة أن أزواج النبي ﷺ أردن لما توفّيَ أن يبعثن عثمان بن عفان إلى أبي بكر يسألنه ميراثهنّ - أو قال ثُمُنَهنّ - قال: فقلت لهن: أليس قد قال النبي ﷺ «لا نُورث، ما تركنا صدقة».

قال أبو بكر: وأخبرنا أبو زيد، قال: حدثنا عبد الله بن نافع والقعنبي وبشر بن عمر، عن مالك، عن أبي الزّناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ. قال: «لا يقسم ورثتي ديناراً ولا درهماً، ما تركتُ بعدَ نفقة نسائي ومؤونة عيالي فهو صدقة»[1].

قلت: هذا حديث غريب، لأن المشهور أنه لم يرو حديث انتفاء الإرث إلا أبو بكر وحده.

وقال أبو بكر: وحدثنا أبو يزيد، عن الحزامي، عن ابن وهب، عن يونس عن ابن شهاب، عن عبد الرحمن الأعرج أنه سمع أبا هريرة يقول: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: «والذي

---

(١) أخرجه أحمد، كتاب: باقي مسند المكثرين، باب: باقي المسند السابق (٢٧٢٤٤)، وابن حبان (٦٦٠٩).

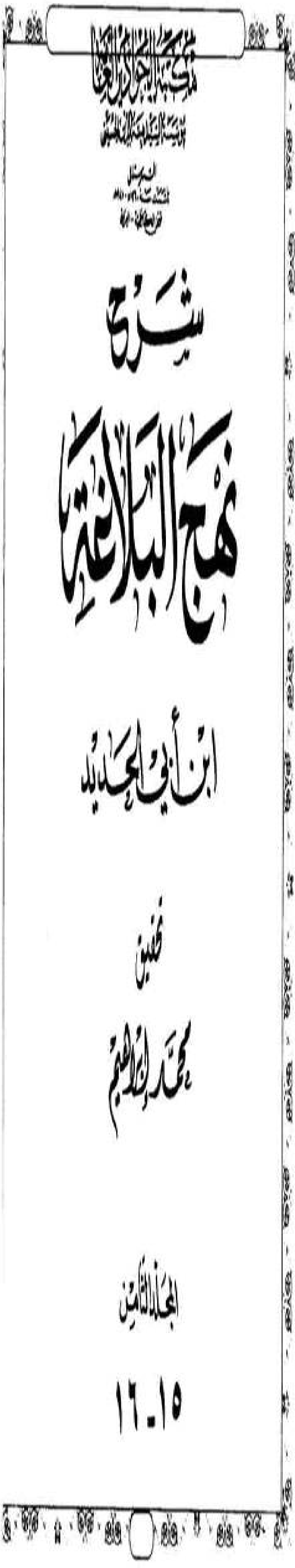

أبو زيد قال : حدّثنا محمد بن عبد الله بن الزبير قال : حدثنا فضيل بن مرزوق قال : حدثنا البحترى بن حسّان قال : قلت لزيد بن علىّ عليه السلام وأنا أريد أن أهجّن أمر أبى بكر ، إنّ أبا بكر انتزع فدك من فاطمة عليها السلام ، فقال ، إنّ أبا بكر كان رجلا

220/30

رحيما ، وكان يكره أن يغيّر شيئاً فعله رسول الله صلى الله عليه وآله ، فأتته فاطمة فقالت : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله أعطانى فدك ، فقال لها : هل لك على هذا بيّنة ؟ فجاءت بعلىّ عليه السلام ، فشهد لها ، ثم جاءت أمّ أيمن فقالت : ألستما تشهدان أنّى من أهل الجنّة! قالا : بلى — قال أبو زيد يعنى أنها قالت لأبى بكر وعمر — قالت : فأنا أشهد أن رسول الله صلى الله عليه وآله أعطاها فدك ، فقال أبو بكر : فرجل آخر أو امرأة أخرى لتستحق بها القضيّة . ثم قال أبو زيد : وايم الله لو رجع الأمر إلىّ لقضيتُ فيها بقضاء أبى بكر .

قال أبو بكر : وأخبرنا أبو زيد قال : حدّثنا محمّد بن الصبّاح قال : حدّثنا يحيى بن المتوكل أبو عقيل ، عن كثير النوال قال : قلت لأبى جعفر محمّد بن على عليه السلام : جعلنى الله فداك ! أرأيت أبا بكر وعمر ، هل ظلما كم من حقّكم شيئاً — أو قال : ذهبا من حقّكم بشىء ؟ فقال : لا ، والذى أنزل القرآن على عبده ليكون للعالمين نذيرا ، ما ظلمنا من حقّنا مثقال حبّة من خردل ؛ قلت : جعلت فداك أفأتولاهما ؟ قال : نعم ويحك ! تولّهما فى الدنيا والآخرة ، وما أصابك ففى عنقى ، ثم قال : فعل الله بالمغيرة وبنان ، فإنهما كذبا علينا أهل البيت .

شرح نهج البلاغة

لابن أبى الحديد

تحقيق

محمد أبو الفضل إبراهيم

دار إحياء الكتب العربية

عيسى البابى الحلبى وشركاه

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا

فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جیسا کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ

ویسے ہی کریگا

خيبر، فقال أبو بكر إنّ رسول الله ﷺ قال لا نورث ما تركناه صدقة، وإنّما يأكل آل محمّد ﷺ من هذا المال وإنّي والله لا أغيّر شيئاً من صدقة رسول الله ﷺ عن حالها التي كانت عليه على عهد رسول الله ﷺ ولأعملنّ فيها بما عمل به رسول الله، فأبى أبو بكر أن يدفع إلى فاطمة منها شيئاً فغضبت فاطمة عليها السلام في ذلك على أبي بكر فلم تكلّمه حتّى توفيت وعاشت بعد النبيّ ﷺ ستة أشهر فلما ماتت دفنها زوجها عليّ عليه السلام ليلاً ولم يؤذن بها أبو بكر وصلّى عليها عليّ عليه السلام .

وروى مسلم في صحيحه هذا الحديث أيضاً في الجزء الثالث وهذا بزعم أبي بكر وصاحبه يقتضي أن محمداً ﷺ أهمل أهل بيته الذين قال الله له عنهم: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ٢١٤] وفي القرآن ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ﴾ [التحريم: ٦]، فيلزم على هذا أنّه لم ينذر عشيرته ولا وقى أهله ولا عرّفهم أنّهم لا يرثونه ولا عرف علياً عليه السلام ولا عبّاساً ولا أحداً من بني هاشم ولا أزواجه ولا سمعوا بهذا الحديث الذي رواه أبو بكر مدّة حياة نبيّهم ولا بعد وفاته، حتى خرج بعضهم يطلب ميراثه وبعضهم يرضى بذلك الطلب، وخرجت ابنته الطاهرة المعصومة تطلب ظلم جميع المسلمين على قولهم مع مخالطتها لأبيها سراً وجهراً وليلاً ونهاراً ولا أسمعها ولا أسمع زوجها ذلك الحديث وأسمعه أبا بكر ما هذا إلّا شيء عجاب ما سمعنا بهذا في كل الملل والأديان.

وبعض الجمهور لما صحّ عنده عموم آية الإرث وما طاوعته نفسه على تكذيب أبي بكر ذكر للحديث تأويلاً، وهذا هو الإمام الرازي في تفسيره الكبير عند قوله تعالى: ﴿يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِىٓ أَوْلَٰدِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ﴾ بعد أن نقل الحديث الذي رواه أبو بكر نحن معاشر الأنبياء لا نورّث ما تركناه صدقة، قال يحتمل أن يكون قوله ما تركناه صدقة صلة لقوله لا نورّث، والتقدير أن الشيء الذي تركناه صدقة لا نورث، ويكون المراد أن الأنبياء إذا عزموا على التصدّق بشيء فبمجرد العزم على ذلك يخرج ذلك الشيء عن ملكهم فلا يرثه وارثهم انتهى والكلام على هذا التأويل واسع الميدان.

والعجب أنّهم شهدوا في هذه الأحاديث أن فاطمة عليها السلام هجرت أبا بكر وصاحبه إلى وقت الموت، وخرجت من الدنيا غاضبة عليهما مع أن مسلماً روى في صحيحه في الجزء الرابع من ثلثه الأخير ورواه أيضاً مسلم في صحيحه في الجزء الرابع من آخره ورواه الحميدي في الجمع بين الصّحيحين ورواه صاحب كتاب

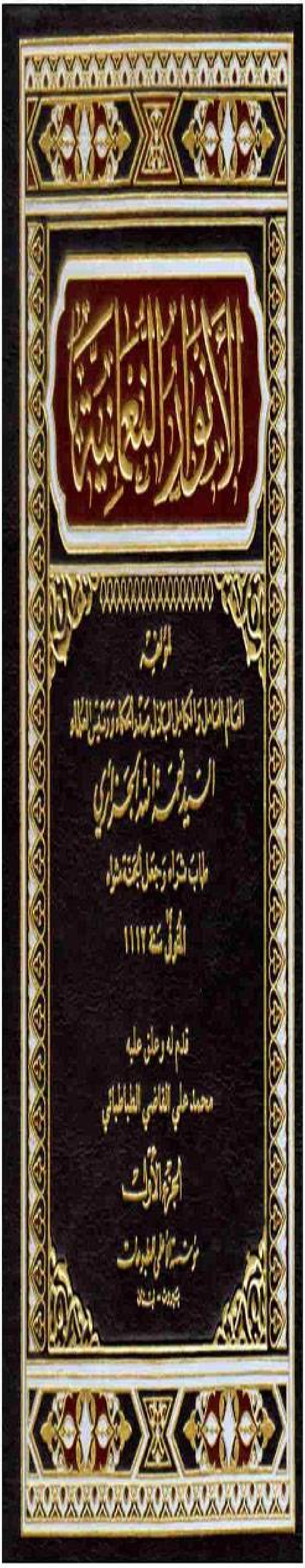

السفّاح ردّها على عبد الله بن الحسن بن الحسن، ثم قبضها أبو جعفر لمّا حدث من بني حسن ما حدث، ثم ردّها المهديّ ابنُه على ولد فاطمةَ عليها السلام، ثم قبضها موسى بن المهديّ وهارون أخوه، فلم تزل في أيديهم حتى ولي المأمون، فردّها على الفاطميّين.

قال أبو بكر: حدّثني محمّد بن زكريا قال: حدثني مهديّ بن سابق، قال: جلس المأمون للمظالم، فأوّل رُقْعة وقعتْ في يده نظر فيها وبكى، وقال للّذي على رأسه: نادِ أين وكيلُ فاطمة؟ فقام شيخ عليه دُرّاعة وعمامة وخُفّ تَعِزي، فتقدّم فجعل يناظره في فَدَك والمأمون يحتجّ عليه وهو يحتجّ على المأمون، ثم أمر أن يسجّل لهم بها، فكتب السجلّ وقرىء عليه، فأنفذه، فقام دِعْبل إلى المأمون فأنشده الأبيات التي أوّلها.

أصبحَ وجهُ الزّمانِ قد ضَحِكا ... بِرَدِّ مأمونٍ هاشمٍ فَدَكا

فلم تزل في أيديهم حتى كان في أيّام المتوكّل، فأقطعها عبدَ الله بن عمر البازيار، وكان فيها إحدى عشرة نخلةً غرَسها رسول الله صلى الله عليه وسلم بيَده، فكان بنو فاطمة يأخذون ثمرها، فإذا قدم الحُجّاج أهدوْا لهم من ذلك التمر فيَصِلونهم، فيصير إليهم من ذلك مال جزيل جليل، فصرم عبد الله بن عمر البازيار ذلك التمر، ووجّه رجلاً يقال له بشران بن أبي أميّة الثقفي إلى المدينة فصَرَمه، ثم عاد إلى البَصرة ففُلِج[1].

قال أبو بكر: أخبرَنا أبو زيد عمر بن شبّة، قال: حدّثنا سويد بن سعيد والحسن بن عثمان قالا: حدّثنا الوليد بن محمد، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة أن فاطمة عليها السلام أرسلت إلى أبي بكر تسأله ميراثها من رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهي حينئذ تطلب ما كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة وفَدَك، وما بقي من خُمس خيبر، فقال أبو بكر: إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «لا نُورَث، ما تركْناه صَدَقة»[2]، إنّما يأكل آل محمد من هذا المال، وإنّي والله لا أغيّر شيئاً من صَدَقات رسول الله صلى الله عليه وسلم عن حالها الّتي كان عليها في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولأعملنّ فيها بما عمل فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأبى أبو بكر أن يدفع إلى فاطمة منها شيئاً، فوجِدَتْ من ذلك على أبي بكر وهجرته فلم تكلّمه حتى توفّيت، وعاشتْ بعد أبيها ستة أشهر، فلما توفّيت دفَنها عليّ عليه السلام ليلاً، ولم يُؤذِن بها أبا بكر.

قال أبو بكر: وأخبرنا أبو زيد قال: حدثنا إسحاق بن إدريس، قال: حدثنا محمد بن أحمد، عن مَعمر، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة، أن فاطمة والعبّاس أتيا أبا بكر

---

(١) الفالج: داء معروف يُرْخي بعض البدن. اللسان، مادة (فلج).
(٢) أخرجه مسلم، كتاب: الجهاد والسير، باب: حكم الفيء (١٧٥٧)، وأحمد، كتاب: باقي مسند الأنصار، باقي المسند السابق (٢٥٧٢٨)، وابن حبان (٤٨٢٣)، والبيهقي في «السنن الكبرى» (٦/ ٣٠٠).

شرح نهج البلاغة

ابن أبي الحديد

تحقيق

محمد إبراهيم

المجلد الثامن

١٥ - ١٦

أرسلت إلى أبي بكر تسأله ميراثها من رسول الله صلى الله عليه وآله ، وهي حينئذ تطلب
ما كان لرسول الله صلّى الله عليه وآله بالمدينة وفَدَك ، وما بقى من خُمُس خيبر ، فقال أبو بكر :

---

(١) ديوانه ١١٩ ، معجم البلدان (فدك) . (٢) صرم النخل : جذه وقطعه .

218/30

إنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلم قال : « لا نُورَث ، ما تركْناه صَدَقة » ، إنّما يأكل آلُ محمّد من هذا المال ، وإنّى والله لا أغيّر شيئاً من صَدَقات رسول الله صلّى الله عليه وسلم عن حالها الّتى كانت عليها فى عهد رسول الله صلّى الله عليه وسلم ، ولأعملنّ فيها بما عمل فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فأبى أبو بكر أن يدفع إلى فاطمة منها شيئاً ، فوجِدَتْ من ذلك على أبى بكر وهجرته فلم تكلّمه حتى توفّيت ، وعاشتْ بعد أبيها ستّة أشهر ، فلمّا توفّيت دفنها علىّ عليه السلام ليلا ، ولم يُؤْذِن بها أبا بكر .

قال أبو بكر : وأخبرنا أبو زيد قال : حدّثنا إسحاق بن إدريس ، قال : حدّثنا محمد ابن أحمد ، عن مَعمر ، عن الزّهرىّ ، عن عروة ، عن عائشة ، أنّ فاطمة والعبّاس أتيا أبا بكر يلتمسان ميراثهما من رسول الله صلّى الله عليه وآله وهما حينئذ يطلبان أرضَه بفَدَك وسهمه بخيبر ، فقال لهما أبو بكر : إنّى سمعتُ رسول الله صلّى الله عليه وسلم يقول : « لا نُورَث ، ما تركنا صدقة » ، إنما يأكل آل محمّد صلى الله عليه وسلم من هذا المال ، وإنى والله لا أغيّر أمرا رأيتُ رسول الله صلى الله عليه وآله يصنعه إلّا صنعتُه . قال : فهجرتْه فاطمةُ فلم تكلّمه حتى ماتت .

قال أبو بكر : وأخبرنا أبو زيد قال : حدّثنا عمر بن عاصم . وموسى بن إسماعيل قال : حدّثنا حماد بن سلمة ، عن الكلبىّ ، عن أبى صالح ، عن أمّ هانئ ، أن فاطمة قالت لأبى بكر : من يرثك إذا متّ ؟ قال : وَلَدى وأهلى ؛ قالت : فما لك تَرِث رسولَ الله صلى الله عليه وآله دوننا ؟ قال : يا ابنة رسول الله ، ما وَرّث أبوك دارا ولا مالا ولا ذهبا ولا فضّة ، قالت : بلى سهم الله الذى جعله لنا ، وصار فيئنا الذى بيدك ، فقال لها : سمعتُ رسولَ الله صلّى الله عليه وآله يقول : « إنّما هى طُعْمة أطعمَناها الله ، فإذا متّ كانت بين المسلمين » .

قال أبو بكر : وأخبَرنا أبو زيد قال : حدّثنا أبو بكر بن أبى شَيْبة قال : حدّثنا محمّد بن الفضل ، عن الوليد بن جميع ، عن أبى الطفيل قال : أرسلتْ فاطمة إلى أبى بكر :

ابوبکر کا جواب

ابوبکر نے کہا: اے بنت رسول! آپ کے بابا مومنین کیلئے مہربان و کریم اور خیر خواہ تھے، کافرین کے مقابل سخت و شدید اور عذاب کی طرح دکھائی پڑتے تھے، آپ کے والد اور علی ابن ابی طالبؑ آپ کے شوہر ہیں، آپ اہل بیت رسول اور ان کے اہل خانہ ان سے ہیں، آپ لوگ دوسرے افراد میں منتخب ہیں، آپ کو دوست نہیں رکھے گا مگر وہ شخص جو کہ سعادت مند ہے اور دشمن نہیں رکھے گا مگر وہ شخص جو کہ شقی بد بخت ہے، آپ لوگ ہماری سعادت و خوش نصیبی کا وسیلہ ہیں۔

اے خاتم الانبیاء کی بہترین بیٹی اے سردار خواتین! آپ اپنی باتوں میں سچی اور عقل و خرد اور کمال کے لحاظ سے بالاتر ہیں کسی کو حق نہیں کہ آپ کے قول کو رد کرے اور آپ کے حق کو لے لے، لیکن بخدا قسم! میں نے رسول خدا کی رائے سے تجاوز نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کے قول کے خلاف عمل کیا ہے۔

ہاں! جو شخص کسی قوم و ملت کیطرف سے تحقیق کیلئے بھیجا جاتا ہے وہ اپنی قوم سے جھوٹ نہیں بولتا، میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے سنا ہے:

ہم گروہ انبیاء سونا، چاندی، زمین و مال میراث نہیں چھوڑتے ہماری میراث علم و حکمت اور کتاب و نبوت ہے اور جو کچھ مال دنیا سے باقی رہ جائے وہ اس کے اختیار میں ہے جو کہ ہماری وفات کے بعد امور عامہ کی ولایت و حکومت کا مالک ہو وہ جیسی صلاح دیکھے اسے صرف کرے۔

آپ جو مطالبہ کر رہی ہیں، میں اسے جنگ کے اسلحے، اس کے وسائل و اسباب اور چوپایوں پر خرچ کروں گا تا کہ مسلمان قدرت مند، مضبوط ہوں اور کفار و مخالفین سے جنگ و جہاد کے وقت غالب رہیں۔

یہ صرف میرا خیال اور میری بات نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کی رائے اور امت کا اجماع ہے، ہم ہرگز ہرگز کوئی مقصد و مطلب آپ سے پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتے یا کوئی چیز آپ سے چھپانا نہیں چاہتے۔ جو کچھ

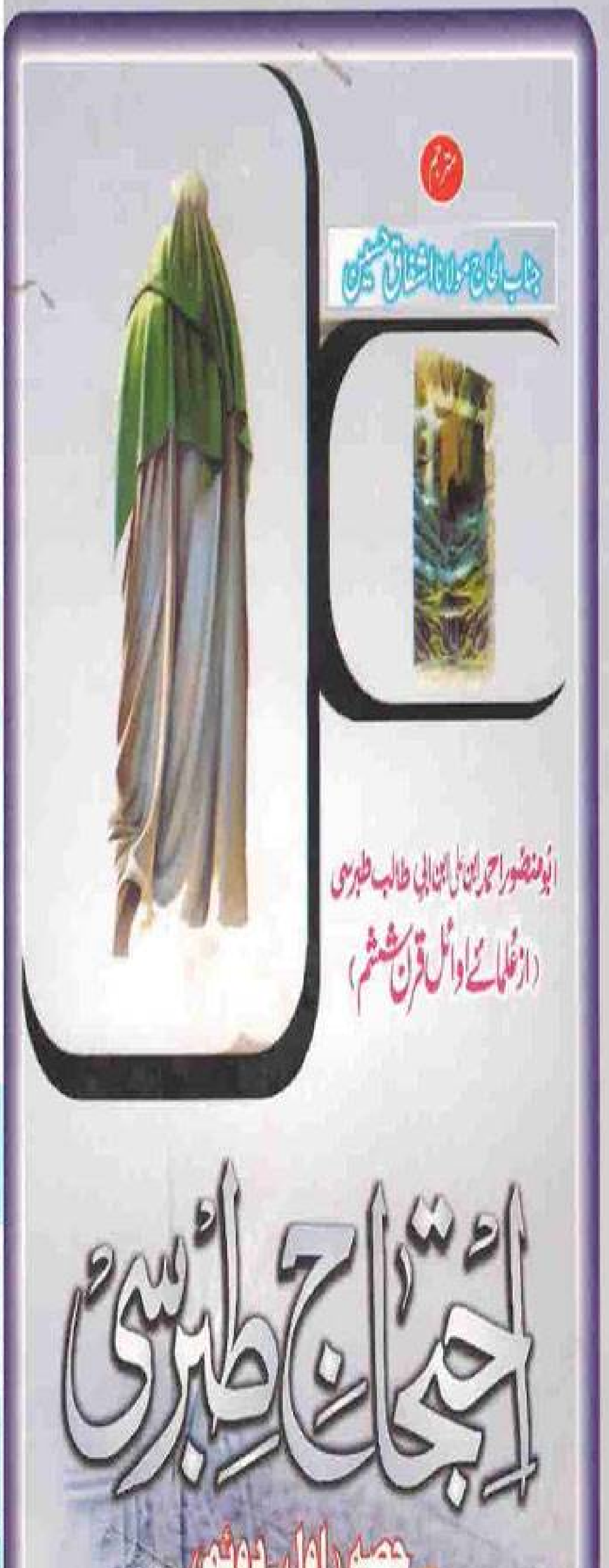

میرے پاس ہے وہ میں آپ کو دیتا ہوں، میں اپنی طرف سے کوئی سختی و دشمنی نہیں کروں گا، آپ اپنے پدر بزرگوار کی امت کی سردار ہیں۔

پیغمبر اسلام کے فرزندوں کی مادر گرامی ہیں، ہم آپ کے مال کو آپ سے نہیں لینا چاہتے، باپ اور بیٹوں کے اعتبار سے آپ کی منزلت و عزت کا انکار بھی نہیں کر سکتے، جو کچھ میرے ہاتھوں میں ہے اس میں آپ کا امر اور حکم نافذ ہوگا لیکن کیا میں آپ کے بابا کے قول کی مخالفت کر سکتا ہوں؟

وراثت انبیاء کرام علیہم السلام

انبیاء کرام علیہم السلام

ورثہ میں درہم و دینار

نہیں چھوڑتے علم

چھوڑتے ہیں

٤ - باب ثَوابِ الْعالِمِ والْمُتَعَلِّمِ

١ - مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيادٍ؛ ومُحَمَّدُ بْنُ يَحْيى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ،

جَميعاً، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْقَدّاحِ؛ وعَلِيُّ بْنُ إِبْراهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمّادِ بْنِ عِيسى، عَنِ الْقَدّاحِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَطْلُبُ فِيهِ عِلْماً سَلَكَ اللهُ بِهِ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ وإِنَّ الْمَلائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَها لِطالِبِ الْعِلْمِ رِضاً بِهِ، وإِنَّهُ يَسْتَغْفِرُ لِطالِبِ الْعِلْمِ مَنْ فِي السَّماءِ ومَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ، وفَضْلُ الْعالِمِ عَلَى الْعابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلى سائِرِ النُّجُومِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وإِنَّ الْعُلَماءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِياءِ، إِنَّ الْأَنْبِياءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِيناراً ولا دِرْهَماً ولكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وافِرٍ».

٢ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ صالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قالَ: إِنَّ الَّذِي يُعَلِّمُ الْعِلْمَ مِنْكُمْ لَهُ أَجْرٌ مِثْلُ أَجْرِ الْمُتَعَلِّمِ ولَهُ الْفَضْلُ عَلَيْهِ، فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ مِنْ حَمَلَةِ الْعِلْمِ، وعَلِّمُوهُ إِخْوانَكُمْ كَما عَلَّمَكُمُوهُ الْعُلَماءُ.

٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْراهِيمَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: مَنْ عَلَّمَ خَيْراً فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ، قُلْتُ: فَإِنْ عَلَّمَهُ غَيْرَهُ يَجْرِي ذلِكَ لَهُ؟ قالَ: إِنْ عَلَّمَهُ النّاسَ كُلَّهُمْ جَرى لَهُ، قُلْتُ: فَإِنْ ماتَ؟ قالَ: وإِنْ ماتَ.

٤ - وبِهذَا الْإِسْنادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْعَلاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَذّاءِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قالَ: مَنْ عَلَّمَ بابَ هُدًى فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ ولا يُنْقَصُ أُولئِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً. ومَنْ عَلَّمَ بابَ ضَلالٍ كانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزارِ مَنْ عَمِلَ بِهِ ولا يُنْقَصُ أُولئِكَ مِنْ أَوْزارِهِمْ شَيْئاً.

٥ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ رَفَعَهُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليهما السلام قالَ: لَوْ يَعْلَمُ النّاسُ ما فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لَطَلَبُوهُ ولَوْ بِسَفْكِ الْمُهَجِ وخَوْضِ اللُّجَجِ. إِنَّ اللهَ تَبارَكَ وتَعالى أَوْحى إِلى دانِيالَ أَنَّ أَمْقَتَ عَبِيدِي إِلَيَّ الْجاهِلُ الْمُسْتَخِفُّ بِحَقِّ أَهْلِ الْعِلْمِ، التّارِكُ لِلِاقْتِداءِ بِهِمْ، وأَنَّ أَحَبَّ عَبِيدِي إِلَيَّ التَّقِيُّ الطّالِبُ لِلثَّوابِ الْجَزِيلِ، اللّازِمُ لِلْعُلَماءِ، التّابِعُ لِلْحُلَماءِ، الْقابِلُ عَنِ الْحُكَماءِ.

٦ - عَلِيُّ بْنُ إِبْراهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ داوُدَ الْمِنْقَرِيِّ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِياثٍ قالَ: قالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وعَمِلَ بِهِ وعَلَّمَ لِلّهِ، دُعِيَ فِي مَلَكُوتِ السَّماواتِ عَظِيماً فَقِيلَ: تَعَلَّمَ لِلّهِ وعَمِلَ لِلّهِ وعَلَّمَ لِلّهِ.

٥ - باب صِفَةِ الْعُلَماءِ

١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيى، الْعَطّارُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُعاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: اطْلُبُوا الْعِلْمَ، وتَزَيَّنُوا مَعَهُ بِالْحِلْمِ والْوَقارِ، وتَواضَعُوا لِمَنْ تُعَلِّمُونَهُ الْعِلْمَ، وتَواضَعُوا لِمَنْ طَلَبْتُمْ مِنْهُ الْعِلْمَ، ولا تَكُونُوا عُلَماءَ جَبّارِينَ فَيَذْهَبَ باطِلُكُمْ بِحَقِّكُمْ.

٢ - عَلِيُّ بْنُ إِبْراهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حَمّادِ بْنِ عُثْمانَ، عَنِ الْحارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ النَّصْرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ: «إِنَّما يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبادِهِ الْعُلَماءُ» قالَ:

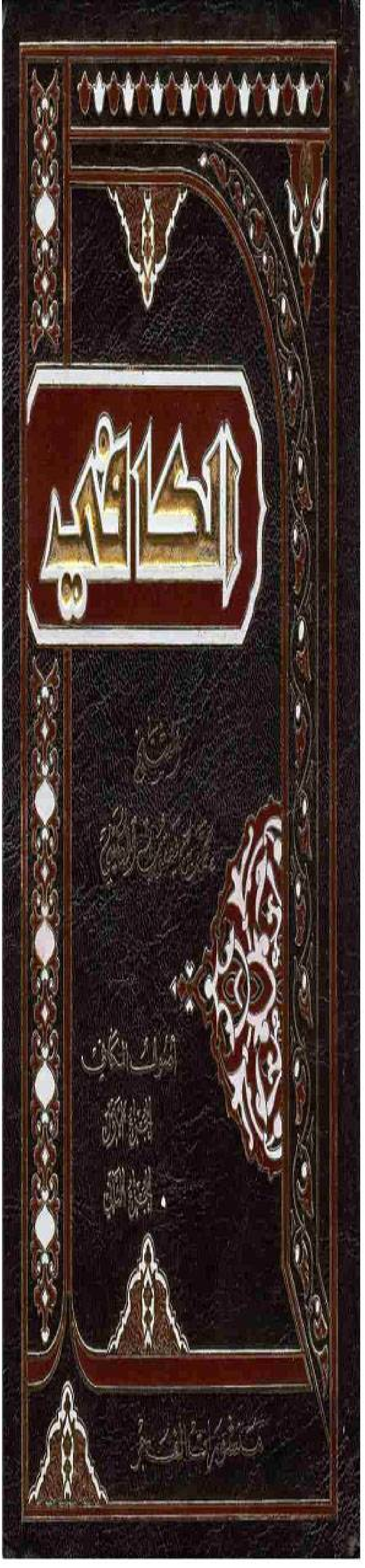

من الله طول حلول النّعم وإبطاء موارد النّقم [١] ، فإنّه لوخشي الفوت عاجلَ بالعقوبة قبل الموت .

يا بني : اقبل من الحكماء مواعظهم [٢] و تدبّر أحكامهم ، وكن آخذ النّاس بماتأمر به وأكفّ النّاس عمّا تنهى عنه ، وأمر بالمعروف تكن من أهله ، فإنّ استتمام الاُمور عندالله تبارك وتعالى الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، وتفقّه في الدّين فإنّ الفقهاء ورثة الأنبياء ، إنّ الأنبياء لم يورثوا ديناراً ولادرهماً ولكنّهم ورثوا العلم ، فمن أخذ منه أخذ بحظّ وافر .

واعلم أنّ طالب العلم يستغفر له من في السماوات والأرض حتّى الطير في جوّ السّماء والحوت في البحر ، وإنّ الملائكة لتضع أجنحتها لطالب العلم رضىً به ، وفيه شرف الدّنيا والفوز بالجنّة يوم القيامة ، لأنّ الفقهاء هم الدّعاة إلى الجنان والأدلاّء على الله تبارك وتعالى ، وأحسن إلى جميع النّاس كما تحبّ أن يُحسن إليك ، وارض لهم ما ترضاه لنفسك ، واستقبح من نفسك ما تستقبحه من غيرك ، وحسّن مع جميع النّاس خُلقك حتّى إذا غبت عنهم حنّوا إليك [٣] وإذا متّ بكوا عليك وقالوا إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا تكن من الّذين يقال عند موته : الحمدلله ربّ العالمين .

واعلم أنّ رأس العقل بعد الإيمان بالله عزّ وجلّ مداراة النّاس ، ولا خير فيمن لا يعاشر بالمعروف مَن لابدّ مِن معاشرته حتّى يجعل الله إلى الخلاص منه سبيلاً ، فإنّي وجدت جميع ما يتعايش به النّاس وبه يتعاشرون ملء مكيال ثلثاه استحسان وثلثه تغافل [٤] ، وماخلق الله عزّ وجلّ شيئاً أحسن من الكلام ولا أقبح منه ، بالكلام

---

(١) لان ذلك ربما كان استدراجاً فحسبته نعمة ، و قوله « فانه » أي فان الله عزوجل.

(٢) أي العلماء الذين يعلمون مايصلح العبد ومايفسده، وقد أشار تعالى اليهم وقال : « ومن يؤت الحكمة فقد أوتي خيراً كثيراً » .

(٣) من الحنين بمعنى الاشتياق ، حن اليه أي اشتاق .

(٤) المراد بالاستحسان عد شيء حسناً وهوفيما يمكن من الافعال حمله على أنه حسن وفيما لايمكن ذلك فيه ينبغي حمله على التغافل . (مراد)

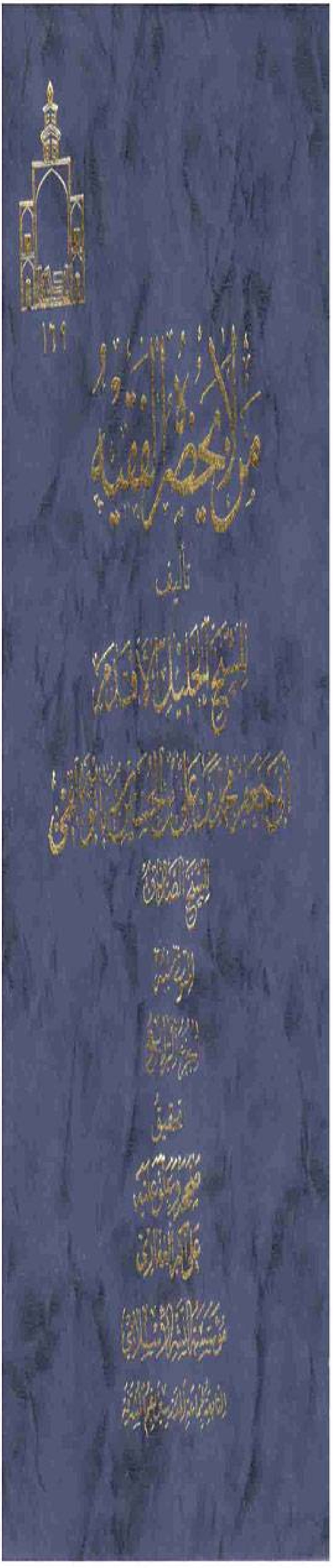

اللہ کی طرف سے طویل عرصہ سے نعمتیں ملنے اور مصیبت نازل ہونے کی تاخیر پر مغرور نہ ہوجاؤ اس لئے کہ اگر اس کو وقت کے فوت ہونے کا ڈر ہوتا تو وہ موت سے پہلے ہی سزا شروع کردیتا۔

اے فرزند تم حکماء کے مواعظ اور ان کے تدبر احکام کو قبول کرو اور جو حکم دیا گیا ہے اس کی سب سے زیادہ تعمیل کرنے والے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والے بن جاؤ۔ اور دین میں فقیہ بننے کی کوشش کرو اس لئے کہ فقہا ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں لہذا جس نے وہ علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ لے لیا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ طالب علم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ فضا میں اڑنے والے پرندے اور سمندروں کی مچھلیاں بھی اور ملائکہ اس طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں جس سے وہ خوش ہوتے ہیں ۔ اس میں دنیا کا بھی شرف ہے اور قیامت کے دن حصول جنت میں بھی کامیاب ہوگا اس لئے کہ فقہاء ہی جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ کی ذات پر دلیل ہیں۔ اور تمام لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے لئے وہ بات پسند کرو جو تم اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اور جو بات تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے ناپسند کرو اور تمام لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ تاکہ جب تم ان سے غائب رہو تو لوگ تم سے ملاقات کے مشتاق رہیں اور جب مرجاؤ تو تم پر آنسو بہائیں اور کہیں کہ **انا للہ وانا الیہ راجعون** اور ان لوگوں میں سے نہ بنو کہ تمہارے مرنے پر کہا جائے کہ **الحمدللہ رب العالمین** (خدا کا شکر کہ یہ مرگیا)۔

اور تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اصل عقل لوگوں کی دلجوئی و مدارات ہے اور جن لوگوں کے ساتھ رہن سہن ضروری ہے ان کے ساتھ جو شخص حسن معاشرت نہیں رکھتا اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہ پیدا کردے اس لئے کہ میں نے ان تمام لوگوں کو دیکھا جو لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں یا لوگ اس کے ساتھ رہتے ہیں ان میں دو تہائی لوگ حسن سلوک چاہتے ہیں اور ایک تہائی اس سے غافل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے اچھا کلام ہے اور سب سے برا (بھی) کلام ہے اسی سے چہرے روشن رہتے ہیں اور اس سے چہرے سیاہ پڑجاتے ہیں اور تمہیں یہ معلوم ہو کہ جب تک تم نے منہ سے بات نہیں نکالی ہے وہ تمہاری گرفت میں ہے اور جب تم نے منہ سے بات نکال دی تو اب تم اس کی گرفت میں ہو لہذا تم اپنی زبان کی حفاظت کرو جس طرح تم اپنے سونے اور دولت کی حفاظت کرتے ہو اس لئے کہ زبان ایک کاٹنے والے کتے کے مانند ہے اگر تم نے اس کو آزاد چھوڑ دیا تو وہ کاٹ کھائے گی۔ اور کچھ کلمات ایسے ہیں جن سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں ۔ جو شخص اس کو بے لگام چھوڑے گا وہ اسے ہر کراہت اور فضیحت کی طرف لے جائیگی پھر وہ اسے اللہ کے غضب اور لوگوں کی مذمت کے سوا کسی اور بات کے لئے تامرنہ چھوڑے گی۔

اردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

شرح نهج البلاغة

ابن أبي الحديد

تحقيق

محمد إبراهيم

المجلد الثامن

١٥ - ١٦

قلت: قرأتُ هذا الكلام على النقيب أبي يحيى جعفر بن يحيى بن أبي زيد البصريّ وقلت له: بمن يعرّض؟ فقال: بل يصرّح. قلتُ: لو صرّح لم أسألك. فضحك وقال: بعليّ بن أبي طالب ﵇، قلت: هذا الكلام كله لعليّ يقوله! قال: نعم، إنه المُلْك يا بنيّ، قلت: فما مقالة الأنصار؟ قال: هتفوا بذكر عليّ فخاف من اضطراب الأمر عليهم، فنهاهم. فسألته عن غريبه، فقال: أما الرِّعة بالتخفيف، أي الاستماع والإصغاء، والقالة: القول، وثُعالة: اسم الثعلب علم غيرُ مصروف، ومِثل ذُؤالة للذئب، وشهيده ذنبه، أي لا شاهد له على ما يدّعي إلا بعضه وجزء منه، وأصله مثل، قالوا: إن الثعلب أراد أن يُغريَ الأسد بالذئب، فقال: إنه قد أكل الشاة التي كنت قد أعددتها لنفسك، وكنت حاضراً، قال: فمن يشهد لك بذلك؟ فرفع ذنبه وعليه دم، وكان الأسد قد افتقد الشاة. فقبل شهادته، وقتل الذئب، ومُرِبّ: ملازم، أربَّ بالمكان. وكرّوها جَذَعة: أعيدوها إلى الحال الأولى، يعني الفتنة والهرج. وأمّ طِحال: امرأة بغيٌّ في الجاهلية، ويضرب بها المثل فيقال: أزنى من أمّ طِحال.

قال أبو بكر: وحدّثني محمد بن زكريّا قال: حدّثني ابن عائشة، قال: حدّثني أبي، عن عمّه قال: لمّا كلمت فاطمة أبا بكر بكى، ثم قال: يا بنةَ رسول الله، والله ما ورّث أبوك ديناراً ولا درهماً، وإنّه قال: إن الأنبياء لا يورثون، فقالت: إنّ فَدَكَ وَهَبها لي رسول الله ﷺ، قال: فمن يشهد بذلك؟ فجاء عليّ بن أبي طالب ﵇ فشهد، وجاءت أمّ أيمن فشهدتْ أيضاً، فجاء عمر بنُ الخطاب وعبدُ الرحمن بن عوف فشهد أن رسول الله ﷺ كان يقسمها، قال أبو بكر: صدقت يا ابنةَ رسول الله ﷺ، وصدق عليّ، وصدقتْ أمّ أيمنَ، وصدق عمر، وصَدَق عبد الرحمن بن عوف، وذلك أنّ مالك لأبيك، كان رسول الله ﷺ يأخذ من فَدَك قوتكم، ويقسم الباقي، ويحمل منه في سبيل الله، فما تصنعين بها؟ قالت: أصنع بها كما يصنع بها أبي، قال: فلك عليّ الله أن أصنع فيها كما يصنع فيها أبوك، قالت: الله لتفعلنّ! قال: الله لأفعلنّ، قالت: اللهمّ أشهد، وكان أبو بكر يأخذ غلّتها فيدفع إليهم منها ما يكفيهم، ويقسم الباقي، وكان عمر كذلك، ثم كان عثمان كذلك، ثم كان عليّ كذلك، فلمّا ولي الأمرَ معاوية بن أبي سُفْيان أقطع مروان بن الحكم ثلثها، وأقطع عَمرو بنَ عثمان بن عفّان ثلثها، وأقطع يزيد بن معاوية ثلثها، وذلك بعد موت الحسن بن عليّ ﵇، فلم يزالوا يتداولُونها حتّى خَلَصتْ كلّها لمروان بن الحكم أيّام خلافته، فوهبها لعبد العزيز أبيه، فوهَبَها عبدُ العزيز لابنه عمرَ بن عبد العزيز، فلمّا وليَ عمر بن العزيز الخلافة، كانت أوّل ظُلامة ردّها، دعا حسنَ بن الحسن بن عليّ بن أبي طالب ﵇ - وقيل: بل دعا عليّ بن الحسين ﵇ - فردّها عليه، وكانت بيَدِ أولاد فاطمة ﵍ مدّة ولاية عمر بن عبد العزيز، فلمّا ولي يزيد بن عاتكة قبضها منهم، فصارت في أيدي بني مَرْوان كما كانت يتداولونها، حتّى أنتقلت الخلافة عنهم، فلمّا ولي أبو العبّاس

قال أبو بكر : وحدّثني محمد بن زكريّا قال : حدّثني ابن عائشة ، قال : حدّثني أبي ، عن عمّه قال : لمّا كلّمت فاطمة أبا بكر بكى ، ثم قال : يا بنةَ رسول الله ، والله ما ورّث أبوك ديناراً ولا درهما ، وإنّه قال : إن الأنبياء لا يورثون ، فقالت : إنّ فدكَ وَهَبها لى رسولُ الله صلّى الله عليه وآله ، قال : فمن يشهد بذلك ؟ فجاء علىّ بن أبى طالب عليه السلام فشهد ، وجاءت أمّ أيمنَ فشهدتْ أيضا ، فجاء عمر بنُ الخطّاب وعبدُ الرحمن بن عوف فشهدا أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلم كان يقسمها ، قال أبو بكر : صدقت يا ابنةَ رسول الله صلّى الله عليه وسلم ، وصدق علىّ ، وصدقتْ أمّ أيمنَ ، وصدق عمر ، وصَدَق عبد الرحمن بن عوف ، وذلك أنّ مالك لأبيك ، كان رسول الله صلى الله عليه وسلّم يأخذ من فدكَ قوتَكم ، ويقسم الباقى ، ويحمل منه فى سبيل الله ، فما تصنعين بها ؟ قالت : أصنع بها كما يصنع بها أبى ؛ قال : فلكِ علىّ الله أن أصنع فيها كما يصنع فيها أبوك ، قالت : اللهَ لتفعلنّ ! قال : الله لأفعلنّ ، قالت : اللهمّ اشهد ؛ وكان أبو بكر يأخذ غلّتها فيدفع إليهم منها ما يكفيهم ، ويقسم الباقى ، وكان عمر كذلك ، ثم كان عثمان كذلك، ثم كان علىّ كذلك ؛ فلمّا ولى الأمرَ معاوية بن أبى سُفيان أقطع مروان بن الحكم ثلثها ، وأقطع عَمرو بنَ عثمان بن عفّان ثلثها ، وأقطع يزيد بن معاوية ثلثها ، وذلك بعد موت الحسن بن علىّ عليه السلام ؛ فلم يزالوا يتداولُونها حتى خَلَصتْ كلّها لمروان بن الحكم أيّام خلافته ، فوهبها لعبد العزيز ابنه ، فوهَبَها عبدُ العزيز لابنه عمرَ بن عبد العزيز ، فلمّا وَلِىَ عمر بن العزيز الخلافة ، كانت أوّل ظُلامة ردّها، دعا حسنَ بنَ الحسن ابن علىّ بن أبى طالب عليه السلام ــ وقيل : بل دعا علىّ بن الحسين عليه السلام ــ فردّها عليه ، وكانت بيَدِ أولاد فاطمة عليها السلام مدّة ولاية عمر بن عبد العزيز، فلمّا ولى يزيد بن عاتكة قبضها منهم ، فصارت فى أيدى بنى مَرْوان كما كانت يتداولونها ، حتى انتقلت الخلافة عنهم ، فلمّا ولى أبو العبّاس السفّاح ردّها على عبد الله

قَالَ: «كَذَبَ وَيْحَهُ، فَأَيْنَ قَوْلُ اللهِ: ﴿وَ قَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَ تَقْتُلُونَ رَجُلاً أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ﴾[1]»؟ ثُمَّ مَدَّ بِهَا أَبُو جَعْفَرٍ صَوْتَهُ، فَقَالَ: «لِيَذْهَبُوا حَيْثُ شَاءُوا، مَا يَجِدُونَ الْعِلْمَ إِلَّا هَاهُنَا» ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: «عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ».[2]

یحیی حلبی گوید: نزد امام باقر بودم، مردی عرض کرد: حسن بصری روایت می کند که رسول خدا فرمود: هر که دانشی را (در جایی که بیان آن سزاوار است) پنهان نماید، روز قیامت در حالی که لجامی از آتش بر او زده شده است خداوند متعال را دیدار کند.

حضرت فرمود: وای بر او، دروغ گفته، پس [این] کلام خداوند کجاست: «و مرد مؤمنی از آل فرعون که ایمان خود را پنهان می‌داشت گفت: آیا می‌خواهید مردی را بکشید به خاطر اینکه می گوید: پروردگار من الله است- غافر:۲۸»؟ آنگاه امام باقر صدایشان را بلند نموده و فرمودند: [امثال] اینان به هر کجا که خواهند بروند، به خدا قسم که علم جز در این جا یافت نشود، آنگاه حضرت بعد از مدّتی فرمودند: نزد آل محمّد.

نادِرٌ مِنَ الْبَابِ وَ هُوَ مِنْهُ

نادر از این باب که دانشمندان، اهل بیت می‌باشند

[۴۸] ۱ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ وَ سِنْدِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ:

«إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَ ذَلِكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِرْهَماً وَ لَا دِينَاراً وَ إِنَّمَا وَرَّثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ، فَمَنْ أَخَذَ شَيْئاً مِنْهَا فَقَدْ أَخَذَ حَظّاً وَافِراً، فَانْظُرُوا عِلْمَكُمْ هَذَا عَمَّنْ تَأْخُذُونَهُ، فَإِنَّ فِينَا أَهْلَ الْبَيْتِ فِي كُلِّ خَلَفٍ عُدُولاً يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَ انْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَ تَأْوِيلَ الْجَاهِلِينَ».[3]

ابو البَختری گوید: امام صادق فرمود: دانشمندان وارثان پیامبرانند. و این از آن روست که پیامبران درهم و دیناری از خود برجای نمی گذارند، بلکه سخنان و احادیثی از خود برجای

۱. غافر (۴۰): ۲۸.

۲. البحار: ۷۰/۲، ح۲۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵۱۸/٤، ح۳۸؛ مستدرك الوسائل: ۳۷۵/۱۷، ح۲۵.

۳. الكافي: ۳۲/۱، ح۲؛ الإختصاص: ٤؛ وسائل الشيعة: ۸۷/۲۷ ح۳۳۲٤۷؛ البحار: ۹۲/۲.

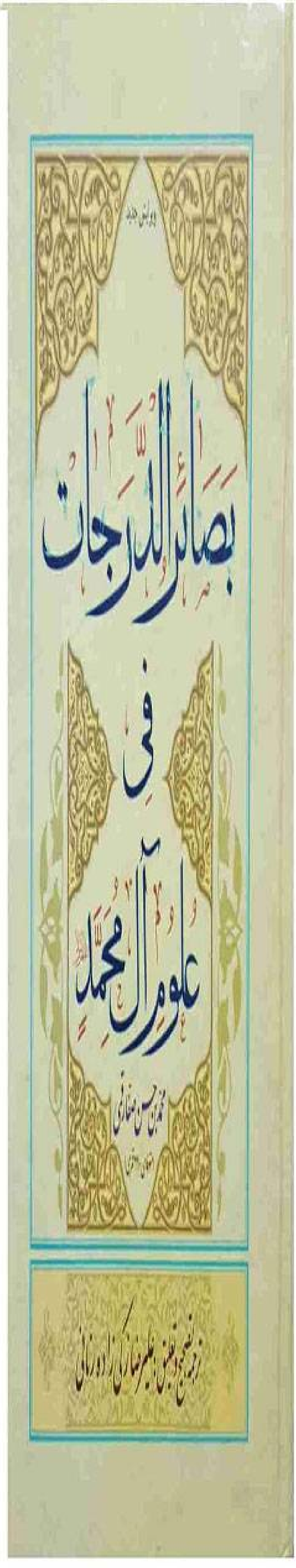

اهل بيت نزل عليهم جبرئيل •

(٤) حدثنا احمد بن محمد عن الحسين بن علي عن ابي اسحق ثعلبة عن ابي مريم قال قال ابو جعفر عليه السلام لسلمة بن كهيل والحكم بن عتيبة شرقا وغربا لن تجدا علما صحيحاً الا شيئا يخرج من عندنا اهل البيت •

(٥) حدثنا الفضل عن موسى بن القسم عن حماد بن عيسى عن سليمان بن خالد قال سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول وسأله رجل من اهل البصرة فقال ان عثمان الأعمى يروي عن الحسن ان الذين يكتمون العلم تؤذي ريح بطونهم اهل النار قال ابوجعفر عليه السلام فهلك اذا مؤمن ال فرعون كذبوا ان ذلك من فروج الزناة وما زال العلم مكتوماً قبل قتل ابن آدم فليذهب الحسن يميناً وشمالا لا يوجد العلم الا عند اهل العلم(١) الذين نزل عليهم جبرئيل •

(٦) حدثنا محمد بن عيسى عن الحسن بن علي بن فضال عن الحسين بن عثمان عن يحيى بن الحلبي عن ابيه عن ابيجعفر عليه السلام قال قال رجل وانا عنده ان الحسن البصري يروي ان رسول الله صلى الله عليه وآله قال من كتم علما جاء يوم القيمة ملجما بلجام من النار قال كذب ويحه فاين قول الله وقال رجل مؤمن من آل فرعون يكتم ايمانه اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله ثم مد بها ابوجعفر عليه السلام صوته فقال ليذهبوا حيث شاؤا اما والله لا يجدون العلم الا ههنا ثم سكت ساعة ثم قال ابو جعفر عليه السلام عند آل محمد •

(نادر من الباب وهو منه ان العلماء هم آل محمد ص)

(١) حدثني احمد بن محمد عن محمد بن خالد عن ابي البختري وسندي بن محمد عن ابي البختري عن ابي عبدالله عليه السلام قال ان العلماء ورثة الأنبياء وذلك ان الانبياء لم يورثوا درهما ولا ديناراً وانما ورثوا احاديث من احاديثهم فمن أخذ شيئاً منها فقد اخذ حظاً وافرا فانظروا علمكم هذا عمن تأخذونه فان فينا اهل البيت في كل خلف عدولا

(١) اهل بيت في نسخة البحار

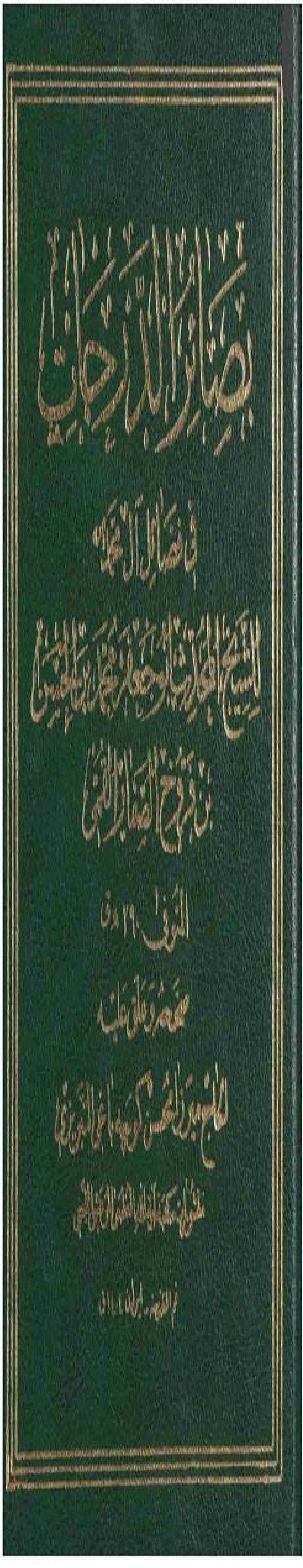

نادرٌ من الباب وهو منه (أنّ العلماء هم آل محمّد ﷺ)[٨]

[٤٨] ١ ـ حدّثني (أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد)[٩]، عن أبي البختريّ، وسنديّ بن محمّد عن أبي البختريّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ العلماء ورثة

---

(١) في «م»: الحسن، والمثبت عن «ط» والبحار ومستدرك الوسائل، وهو الصواب.

(٢) في «ط» بدل ما في القوسين: يحيى بن الحلبيّ، وفي «م»: يحيى، والمثبت عن البحار وهو الصواب، وهو: يحيى بن عمران بن أبي شعبة الحلبيّ، روى عن أبي عبدالله وأبي الحسن عليهما السلام، ثقة ثقة، صحيح الحديث، له كتاب يرويه جماعة. (انظر: معجم رجال الحديث)

(٣) أضفناه من بعض النسخ.

(٤) في «م»: نار.

(٥) ليست في «م».

(٦) غافر: ٢٨.

(٧) ليست في «م».

(٨) ما بين القوسين ليس في «م».

(٩) في «م»: أحمد بن محمّد عن خالد، والمثبت هو الصحيح وموافق لما في الكافي.

43/601

الأنبياء؛ وذلك أنّ الأنبياء لم يورثوا درهماً ولا ديناراً وإنّما ورّثوا أحاديث[١] من أحاديثهم؛ فمن أخذ شيئاً منها فقد أخذ حظّاً وافراً، فانظروا علمكم هذا عمّن تأخذونه، فإنّ فينا أهل البيت في كلّ خلف عدولاً[٢] ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين[٣].

[٤٩] ٢ ـ حدّثني الحسن بن موسى الخشّاب، عن غياث بن كلوب، عن إسحاق بن عمّار، عن جعفر، عن أبيه عليهما السلام أنّ رسول الله ﷺ قال: ما وجدتم في كتاب الله فالعمل به لازم لا عذر لكم في تركه، وما لم يكن في كتاب الله وكانت فيه سنّة منّي فلا عذر لكم في ترك سنّتي، وما لم يكن[٤] فيه سنّة منّي فما قال أصحابي فخذوه؛ فإنّما مثل أصحابي فيكم كمثل النجوم فبأيّها أُخذ اهتدي، وبأيّ أقاويل أصحابي أخذتم اهتديتم، واختلاف أصحابي لكم رحمة. قيل: يا رسول الله، ومن أصحابك؟ قال: أهل بيتي[٥].

[٥٠] ٣ ـ حدّثنا أحمد بن محمّد، عن الحسن بن عليّ بن فضّال يرفعه إلى

---

(١) في «م»: أحاديثاً.

(٢) في «م»: عدوله.

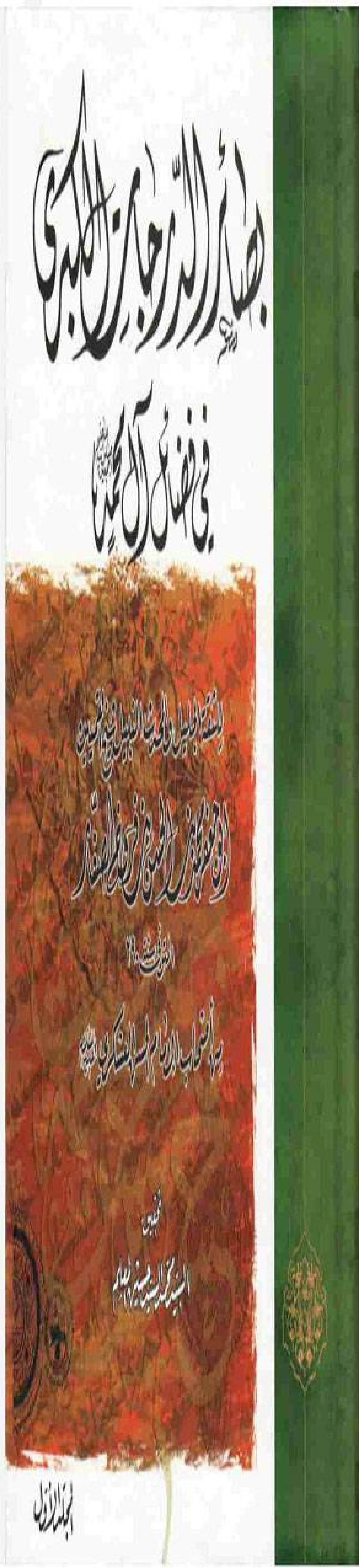

٧ـ نادر من الباب، وهو منه، أنّ العلماء هم آل محمّد ﷺ

١/٤٧. **حدّثني** أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد، عن أبي البختري؛ وسنديّ بن محمّد[(١)]، عن أبي البختري، عن أبي عبدالله ﷺ قال: إنّ العلماء ورثة الأنبياء، وذلك أنّ الأنبياء[(٢)] لم يورّثوا درهماً ولا ديناراً، وإنّما ورّثوا أحاديث من أحاديثهم، فمن أخذ شيئاً منها فقد أخذ حظّاً وافراً،

فانظروا علمكم هذا عمّن تأخذونه[(٣)] فإنّ فينا أهل البيت في كلّ خلف عدولاً[(٤)] ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين.[(٥)]

٢/٤٨. **حدّثني** الحسن بن موسى الخشّاب، عن غياث بن كلوب، عن إسحاق بن عمّار، عن جعفر، عن أبيه ﷺ أنّ رسول الله ﷺ قال: ما وجدتم في كتاب الله فالعمل به لازم، لا عذر لكم في تركه، وما لم يكن في كتاب الله عزّ وجلّ وكانت فيه سنّة منّي فلا عذر لكم في ترك سنّتي، وما لم يكن فيه سُنّة منّي[(٦)] فما قال أصحابي فخذوه. فإنّما مثل أصحابي فيكم كمثل النجوم، فبأيّها أُخذ اهتدي، وبأيّ أقاويل أصحابي أخذتم اهتديتم، واختلاف أصحابي لكم رحمة. [فـ]قيل: يارسول الله، ومن أصحابك؟ قال: أهل بيتي.[(٧)]

---

(١) أُنظر فهرس ص١٠٧٣ هـ٤ وص١٠٩٩ هـ١. (٢) «العلماء» أ، ب. مصحّف، راجع ح٧.

(٣) «تأخذوه» أ، ب. (٤) «عدوله» أ، ب، راجع ح٤٩ من هذا الباب.

(٥) عنه البحار: ٩٢/٢ ح٢١، والوسائل: ٥٣/١٨ ح٢، والعوالم: ١٧٢/٣ ح٤، ومستدرك الوسائل: ٢٩٩/١٧ ح٤٥. ورواه الكليني في الكافي: ٣٢/١ ح٢ عن محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى (مثله)، عنه الوافي: ١٤١/١ ح١. ورواه المفيد في الإختصاص: ٤ عن محمّد بن الحسن بن أحمد، عن محمّد بن الحسن الصفّار، عن السندي بن محمّد (مثله)، ويأتي في ح٤٩ (مثله).

(٦) «سنّتي» خ.

(٧) عنه البحار: ٢٢٠/٢ ح١، والعوالم: ٥٤٩/٣ ح٢١، وإثبات الهداة: ٤٨٩/٢ ح٤٢٠. ورواه الصدوق في معاني الأخبار: ١٥٦ ح١ عن محمّد بن الحسن بن أحمد بن الوليد رحمه الله، عن محمّد بن الحسن الصفّار، عن الحسن بن موسى الخشّاب (مثله). وقال الصدوق «ره»: إنّ أهل البيت ﷺ لا يختلفون ولكن يفتون الشيعة بمرّ الحقّ وربّما أفتوهم بالتقيّة، فما يختلف من قولهم فهو للتقيّة والتقيّة رحمة للشيعة. وأورده الطبرسي في الإحتجاج: ١٠٥/٢ عن الصادق ﷺ (مثله).

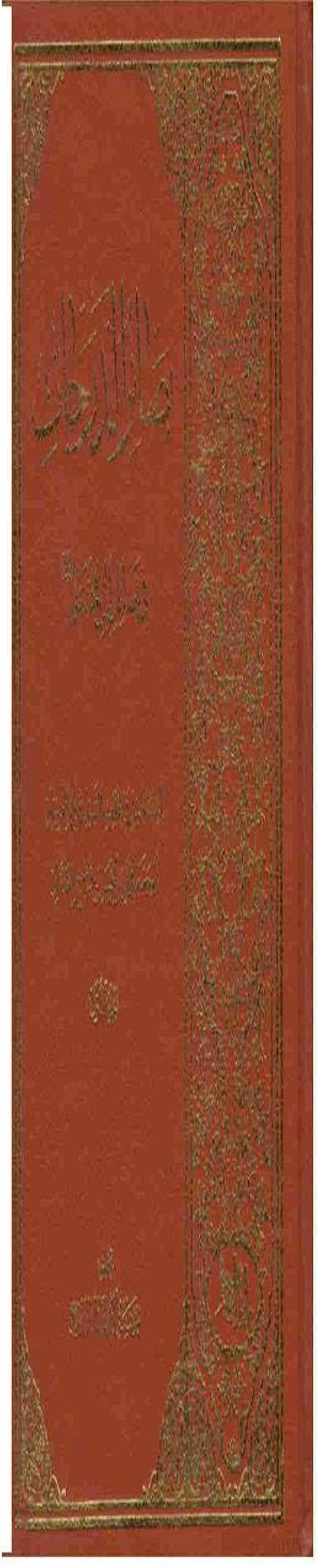

(٥) **حدّثنا** الفضل عن موسى بن القاسم عن حماد بن عيسى عن سليمان ابن خالد قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول وسأله رجل من أهل البصرة، فقال: إنّ عثمان الأعمى يروي عن الحسن أنّ الذين يكتمون العلم تؤذي ريح بطونهم أهل النار. قال أبو جعفر عليه السلام: **فهلك إذاً مؤمن آل فرعون كذبوا إن ذلك من فروج الزناة وما زال العلم مكتوماً قبل قتل ابن آدم فليذهب الحسن يميناً وشمالاً لا يوجد العلم إلا عند أهل العلم الذين نزل عليهم جبرائيل.**

(٦) **حدّثنا** محمد بن عيسى عن الحسن بن علي بن فضّال عن الحسين بن عثمان عن يحيى بن الحلبي عن أبيه عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رجل وأنا عنده إنّ الحسن البصري يروي أنّ رسول الله ﷺ قال: من كتم علماً جاء يوم القيامة ملجماً بلجام من النار. قال: **كذب، ويحه فأين قول الله** ﴿ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ ءَالِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَـٰنَهُۥٓ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّىَ ٱللَّهُ ﴾ [غافر: ٢٨] ثمّ مدّ بها أبو جعفر عليه السلام صوته فقال: **ليذهبوا حيث شاؤوا أما والله لا يجدون العلم إلا ها هنا**، ثمّ سكت ساعة ثمّ قال أبو جعفر عليه السلام: **عند آل محمّد.**

***

(نادر من الباب وهو منه أن العلماء هم آل محمد ﷺ)

(١) **حدّثني** أحمد بن محمد عن محمد بن خالد عن أبي البختري وسندي بن محمّد عن أبي البختري عن أبي عبدالله عليه السلام قال: **إنّ العلماء ورثة الأنبياء وذلك أن الأنبياء لم يورّثوا درهماً ولا ديناراً وإنّما ورّثوا أحاديث من أحاديثهم فمن أخذ شيئاً منها فقد أخذ حظاً وافراً فانظروا علمكم هذا عمّن تأخذونه فإن فينا أهل البيت في كلّ خلف عدولاً ينفون**

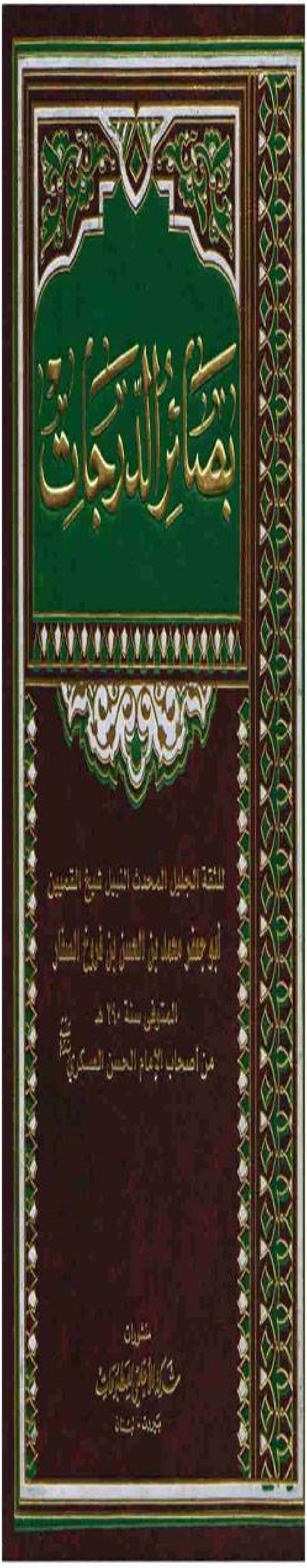

بصائر الدرجات (جلد اول)

تالیف

ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ الصفار

متوفی (۲۹۰ھ)

مترجم

سید اقرار حسین زیدی

(ایم اے عربی۔ عربی فاضل)

پبلیشر

ولایت مشن پبلیکیشنز

E-Mail-info@wilayatmission.com

feedback@wilayatmission.com

Contact : 0346-3233151(karachi),03334570593(Lahore)

نوادر

آلِ محمدؑ ہی علماء ہیں

حدیث ① : حدثني (احمد بن محمد، عن محمد بن خالد) عن ابی البختری وسندی بن محمد عن ابی البختری عن ابی عبد الله عليه السلام قال ان العلماء ورثة الانبياء وذلك ان الانبياء لم يورثوا درهما ولا دينارا وانما ورثوا احاديث من احاديثهم فمن أخذ شيئا منها فقد اخذ حظا وافرا فانظروا علمكم هذا عمن تأخذونه فان فينا اهل البيت فى كل خلف عدولا ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين.

ابو البختری نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے بیان کیا آپؑ نے فرمایا: علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ان کی وراثت احادیث ہیں جس نے ان میں سے کچھ حاصل کر لیا اس نے حظِ وافر پا لیا۔ یہ ضرور دیکھو کہ تم علم کس سے لے رہے ہو ہم میں اہل بیت علیہم السلام ہیں جو ہر دور میں عادل رہے ہیں جو غالیوں کی تحریف، مبطلین کا فساد اور جاہلوں کی تاویل دور کرتے رہے ہیں۔

حدیث ② : حدثني الحسن بن موسى الخشاب عن غياث بن كلوب عن اسحق بن عمار عن جعفر عن ابيه عليه السلام ان رسول الله صلى

«مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَطْلُبُ فِيهِ عِلْماً سَلَكَ اللهُ تَعَالَى بِهِ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ، وَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضاً بِهِ، وَ إِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ، وَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ النُّجُومِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَ إِنَّ الْعُلَمَاءَ لَوَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَاراً وَ لَا دِرْهَماً، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ».(۱)

امام باقر ؑ می‌فرماید: رسول خدا ﷺ فرمود: هر که راهی را برود که در آن دانشی به دست آورد، خداوند هم او را به راهی که منتهی به بهشت شود، می‌برد؛ و به راستی که فرشتگان با خُرسندی بال‌های خویش را برای فراگیرندهٔ دانش پهن می‌کنند، و آنچه در آسمان‌ها و زمین است همه – حتّی ماهیان دریا- برای جویندهٔ دانش درخواست آمرزش می‌کنند، و به راستی برتری دانشمند بر کسی که کارش فقط عبادت است مانند برتری ماه شب چهارده بر (پرتو) ستارگان است. همانا دانشمندان، وارثان پیامبرانند، پیامبران الهی درهم و دیناری به میراث نمی‌گذارند، میراث آن‌ها فقط علم و دانش است.

[۸] ۳ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ:

«طَالِبُ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ، وَ الْحِيتَانُ فِي الْبِحَارِ وَ الطَّيْرُ فِي جَوِّ السَّمَاءِ».(۲)

عبد الرحمان بن حجّاج گوید: امام صادق ؑ فرمود: هر موجودی حتّی ماهیان دریا و پرندگان آسمان برای جویندهٔ دانش درخواست آمرزش می‌کنند.

[۹] ۴ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ؑ قَالَ:

«إِنَّ جَمِيعَ دَوَابِّ الْأَرْضِ لَتُصَلِّي عَلَى طَالِبِ الْعِلْمِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ».(۳)

ابوعبیده گوید: امام باقر ؑ فرمود: تمام جنبندگان زمین – حتّی ماهیان دریا- برای کسی که جویندهٔ دانش است، درود می‌فرستند.

[۱۰] ۵ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ؑ قَالَ:

---

۱. *الكافي*: ۳۴/۱، ح۱؛ *مسند زيد بن علي*: ۳۸۳؛ *ثواب الأعمال*: ۱۵۹، ح۱؛ *الأمالي* للصدوق: ۶۰، مجلس ۱۴، ح۹؛ *الوافي*: ۱۵۵/۱، ح۷۳؛ *روضة الواعظين*: ۸؛ *عوالي اللئالي*: ۳۵۷/۱، ح۲۸.

۲. *الفصول المهمّة*: ۴۷۱/۱، ح۶۵۲؛ *البحار*: ۱۷۲/۱، ح۳۰.

۳. *الفصول المهمّة*: ۴۷۱/۱، ح۶۵۳؛ *البحار*: ۱۷۲/۱، ح۳۱.

عبدالله عليه السلام قال طلب العلم فريضة على كلّ حال

(٣) يعقوب بن يزيد عن ابن ابى عمير عن رجل من اصحابنا عن ابى عبدالله ع قال قال امير المومنين عليه السلام قال رسول الله صلى الله عليه وآله طلب العلم فريضة على كلّ مسلم

(٤) حدّثنا محمد بن حسّان عن محمد بن علىّ عن عيسى بن عبدالله العمرى عن ابى عبدالله عليه السلام قال طلب العلم فريضة من فرايض الله

(٥) حدّثنا محمد بن الحسين عن محمد بن عبدالله عن عيسى بن عبدالله عن احمد بن عمر بن علىّ بن ابى طالب عليه السلام قال طلب العلم فريضة من فرايض الله

٢- باب (ثواب العالم والمتعلم)

(١) قال حدّثنا احمد بن محمد عن عبدالرحمن بن ابى نجران ومحمد بن الحسين عن عمرو بن عاصم عن المفضّل بن سالم عن جابر عن ابى جعفر عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انّ معلّم الخير يستغفر له دوابّ الأرض وحيتان البحر وكلّ ذى روح فى الهواء وجميع اهل السماء والأرض وانّ العالم والمتعلّم فى الأجر سواء يأتيان يوم القيمة كفرسى رهان يزدحمان

(٢) حدّثنا احمد بن محمد عن الحسين بن السعيد عن حمّاد بن عيسى عن عبدالله بن ميمون القدّاح عن ابى عبدالله عن ابيه عليهما السلام قال قال رسول الله من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله تعالى به طريقا الى الجنّة وانّ الملئكة لتضع اجنحتها لطالب العلم رضا به وانّه ليستغفر من فى السموات (١) ومن فى الأرض حتّى الحوت فى البحر وفضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر النجوم ليلة البدر وانّ العلماء لورثة (٢) الأنبياء انّ الأنبياء لم يورّثوا دينارا ولا درهما انّما ورّثوا العلم (٣)

(٣) حدّثنا ابراهيم بن هاشم عن ابن ابى عمير عن عبدالرحمن بن الحجاج عن

(١) فى السماء نسخة البحار

(٢) ورثة، نسخة البحار

(٣) زيادة فى نسخة البحار، فمن اخذ منه اخذ بحظ وافر

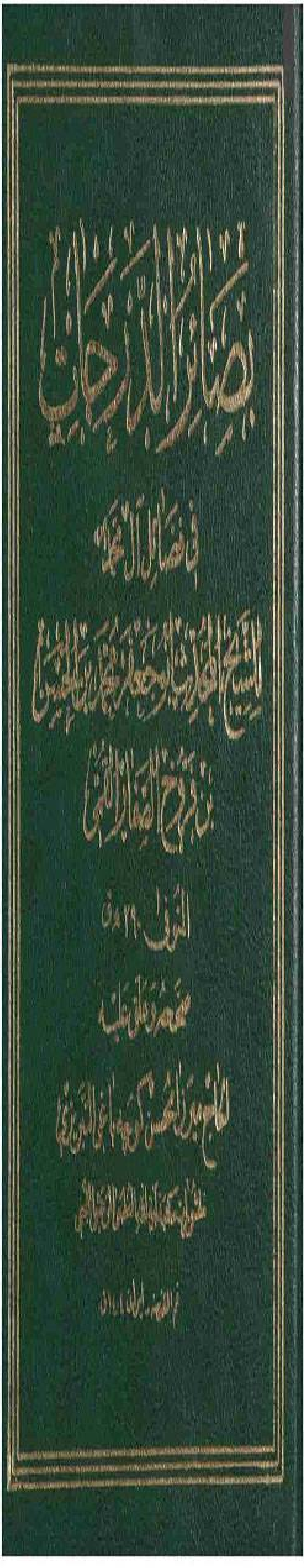

رسول‌الله ﷺ: من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سلك الله تعالى به[1] طريقاً[2] إلى الجنّة، وإنّ الملائكة ﷺ لتضع أجنحتها[3] لطالب العلم رضاً به، وإنّه ليستغفر (لطالب العلم)[4] مَنْ في السّماوات[5] ومَن في الأرض حتّى الحوت في البحر، وفضل العالِم على العابدِ كفضل القمر على سائر النجوم ليلة البدر، وإنّ العلماء لورثة[6] الأنبياء، إنّ الأنبياء لم يورّثوا ديناراً ولا درهماً[7] إنّما ورّثوا العلم (فمن أخذ منه أخذ بحظٍّ وافر)[8].[9]

---

(١) سلك الله به، الباء للتعدية أي أسلكه الله في طريق موصل إلى الجنّة في الآخرة أو في الدنيا بتوفيق عمل من أعمال الخير يوصله إلى الجنّة. (البحار)

(٢) كذا في متن «م» وفي هامشه: طرق ـ خ.

(٣) أي لتكون وطأً له إذا مشى، وقيل: هو بمعنى التواضع تعظيماً لحقّه، أو التعطّف لطفاً له إذ الطائر يبسط جناحه على أفراخه، وقال تعالى: «واخفض جناحك للمؤمنين»، وقال سبحانه: «واخفض لهما جناح الذلّ من الرحمة». وقيل: المراد نزولهم عند مجالس العلم وترك الطيران. وقيل: أراد به إظلالهم بها. وقيل: معناه بسط الجناح لتحمله عليها وتبلغه حيث يريد من البلاد، ومعناه المعونة في طلب العلم. (البحار)

(٤) أضفناه من «م» والبحار.

(٥) في البحار: السماء.

(٦) في البحار: ورثة.

(٧) أي كان معظم ميراثهم العلم، ويمكن حمله على الحقيقة بأن لم يبق منهم دينار ولا درهم. (البحار)

(٨) أضفناه من البحار.

(٩) رواه الكلينيّ في الكافي ١: ٣٤ ح١ بسنده عن محمّد بن الحسن وعليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد ومحمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد جميعاً، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ، عن عبدالله بن ميمون القدّاح. وعليّ ابن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّا بن عيسى، عن القدّاح، عن أبي عبدالله.
ورواه الصدوق في ثواب الأعمال: ١٥٩ بسنده عن أبيه، عن عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن ميمون القدّاح، عن أبي عبدالله ﷺ. ورواه في الأمالي: ٥٨ ح٩ بسنده عن الحسين بن إبراهيم، عن عليّ ابن إبراهيم، عن أبيه الخ.

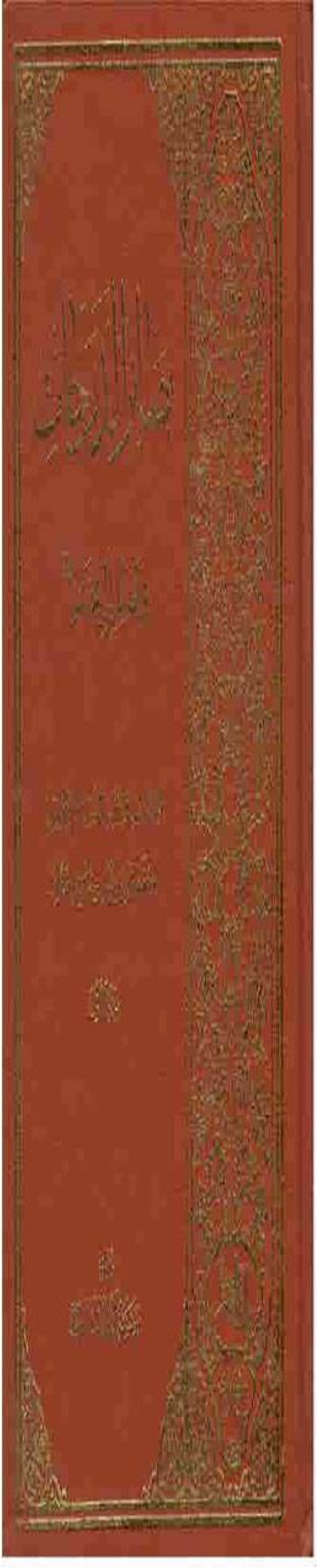

٧ـ نادر من الباب، وهو منه، انّ العلماء هم آل محمّد ﷺ

١/٤٧. حدّثني أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد، عن أبي البختري؛ وسنديّ بن محمّد[١]، عن أبي البختري، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ العلماء ورثة الانبياء، وذلك انّ الانبياء[٢] لم يورّثوا درهماً ولا ديناراً، وإنّما ورّثوا أحاديث من أحاديثهم، فمن أخذ شيئاً منها فقد أخذ حظّاً وافراً،

فانظروا علمكم هذا عمّن تأخذونه[٣] فإنّ فينا أهل البيت في كلّ خلف عدولاً[٤] ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين.[٥]

٢/٤٨. حدّثني الحسن بن موسى الخشّاب، عن غياث بن كلوب، عن إسحاق بن عمّار، عن جعفر، عن أبيه عليه السلام انّ رسول الله ﷺ قال: ما وجدتم في كتاب الله فالعمل به لازم، لا عذر لكم في تركه، وما لم يكن في كتاب الله عزّ وجلّ وكانت فيه سنّة منّي فلا عذر لكم في ترك سنّتي، وما لم يكن فيه سنّة منّي[٦] فما قال أصحابي فخذوه. فإنّما مثل أصحابي فيكم كمثل النجوم، فبأيّها أُخذ اهتدي، وبأيّ أقاويل أصحابي أخذتم اهتديتم، واختلاف أصحابي لكم رحمة. [فـ] قيل: يارسول الله، ومن أصحابك؟ قال: أهل بيتي.[٧]

---

(١) أُنظر فهرس ص١٠٧٣ هـ٤ وص١٠٩٩ هـ١. (٢) «العلماء» أ، ب. مصحّف، راجع ح٧.

(٣) «تاخذوه» أ، ب. (٤) «عدوله» أ، ب، راجع ح٤٩ من هذا الباب.

(٥) عنه البحار: ٢/٩٢ ح٢١، والوسائل: ١٨/٥٣ ح٢، والعوالم: ٣/١٧٢ ح٤، ومستدرك الوسائل: ١٧/٢٩٩ ح٤٥. ورواه الكليني في الكافي: ١/٣٢ ح٢ عن محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى (مثله)، عنه الوافي: ١/١٤١ ح١. ورواه المفيد في الإختصاص: ٤ عن محمّد بن الحسن بن أحمد، عن محمّد بن الحسن الصفّار، عن السندي بن محمّد (مثله)، ويأتي في ح٤٩ (مثله).

(٦) «سنّتي» خ.

(٧) عنه البحار: ٢/٢٢٠ ح١، والعوالم: ٣/٥٤٩ ح٢١، وإثبات الهداة: ٢/٤٨٩ ح٤٢٠. ورواه الصدوق في معاني الاخبار: ١٥٦ ح١ عن محمّد بن الحسن بن أحمد بن الوليد رحمه الله، عن محمّد بن الحسن الصفّار، عن الحسن بن موسى الخشّاب (مثله). وقال الصدوق «ره»: إنّ أهل البيت عليهم السلام لا يختلفون ولكن يفتون الشيعة بمرّ الحقّ وربّما أفتوهم بالتقيّة، فما يختلف من قولهم فهو للتقيّة والتقيّة رحمة للشيعة. وأورده الطبرسي في الإحتجاج: ٢/١٠٥ عن الصادق عليه السلام (مثله).

أبي عبدالله عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين عليه السلام: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: **طلب العلم فريضة على كلّ مسلم.**

(٤) **حدّثنا** محمّد بن حسّان عن محمّد بن علي عن عيسى بن عبدالله العمريّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال: **طلب العلم فريضة من فرائض الله.**

(٥) **حدّثنا** محمّد بن الحسين عن محمّد بن عبد الله عن عيسى بن عيسى بن عبدالله عن أحمد بن عمر بن علي بن أبي طالب عليه السلام قال: **طلب العلم فريضة من فرائض الله.**

(٢) باب ثواب العالم والمتعلم

(١) **قال:** حدّثنا أحمد بن محمّد عن عبد الرحمن بن أبي نجران ومحمّد بن الحسين عن عمرو بن عاصم عن المفضّل بن سالم عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: **إنّ معلّم الخير يستغفر له دوابّ الأرض وحيتان البحر وكلّ ذي روح في الهواء وجميع أهل السماء والأرض وإنّ العالم والمتعلّم في الأجر سواء يأتيان يوم القيامة كفرسي رهان يزدحمان.**

(٢) **حدّثنا** أحمد بن محمّد عن الحسين بن السعيد عن حمّاد بن عيسى عن عبدالله بن ميمون القداح عن أبي عبدالله عن أبيه عليهما السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: **من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سلك الله تعالى به طريقاً إلى الجنة وإنّ الملائكة لتضع أجنحتها لطالب العلم رضاً به وإنّه ليستغفر لطالب العلم من في السموات ومن في الأرض حتى الحوت في البحر وفضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر النجوم ليلة البدر وإنّ العلماء لورثة الأنبياء، إنّ الأنبياء لم يُورِثوا ديناراً ولا درهماً إنّما ورّثوا العلم.**

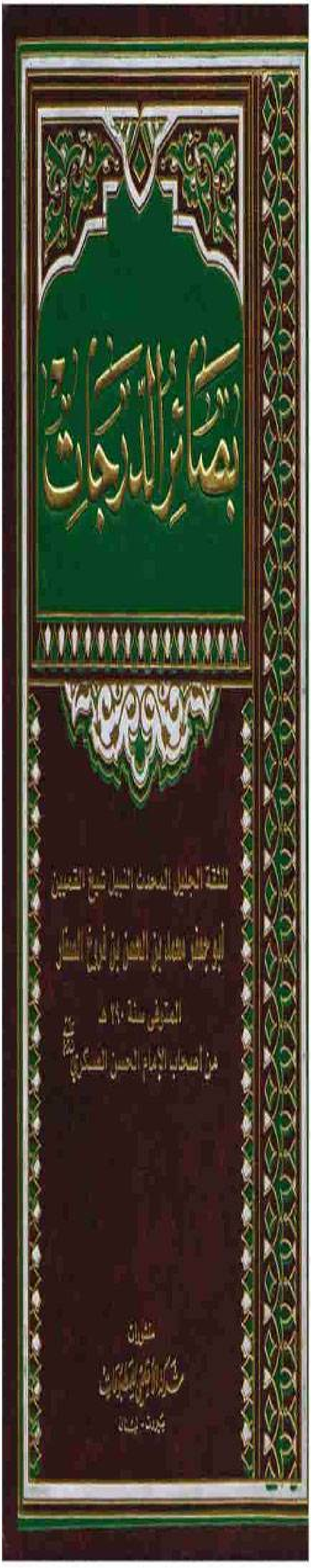

به طريقا إلى الجنة وان الملئكة لتضع اجنحتها لطالب العلم رضا به وانه ليستغفر (طالب علم) من فى السموات ومن فى الارض حتى الحوت فى البحر وفضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر النجوم ليلة البدر وان العلماء لورثه الانبياء ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما انما ورثوا العلم (فمن أخذ منه أخذ بحظٍّ وافر).

عبداللہ بن میمون القداح نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے آپؑ نے اپنے والد محترم علیہ السلام سے بیان کیا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: جو طلبِ علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ اسے جنت کی راہ پر چلا دیتا ہے طالبِ علم سے راضی ہو کر فرشتے اس کے لیے اپنے پَر بچھاتے ہیں، زمین و آسمان پر بسنے والے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں بھی طالبِ علم کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہیں۔ عابد کے مقابل عالم کی فضیلت ستاروں کے مقابل چودھویں کے چاند کی طرح ہے علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا بلکہ علم کا وارث بنایا ہے جس نے حاصل کرلیا اس نے حظ وافر پالیا۔

حدیث ③ حدثنا ابراهيم بن هاشم عن ابن ابى عمير عن عبدالرحمن بن الحجاج عن ابى عبدالله عليه السلام قال طالب العلم يستغفر له كل شئ والحيتان فى البحار والطير فى جوّ السماء.

عبدالرحمٰن بن الحجاج نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے بیان کیا کہ آپؑ نے فرمایا: طالب علم کے لیے ہر چیز بخشش کی دعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندروں میں مچھلیاں اور فضاء میں پرندے بھی۔

حدیث ④ حدثنا الحسن بن على عن العباس بن عامر عن فضيل بن عثمان عن ابى عبيدة عن ابى جعفر عليه السلام قال ان جميع دواب

بصائر الدرجات (جلد اول)

تالیف

ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ الصفار

متوفی (٢٩٠ھ)

مترجم

سید اقرار حسین زیدی

(ایم اے عربی۔ عربی فاضل)

پبلیشر

ولایت مشن پبلیکیشنز

E-Mail-info@wilayatmission.com

feedback@wilayatmission.com

Contact : 0346-3233151(karachi),03334570593(Lahore)

على الثاني كفضلي على أدناكم[١].

٧ ـ **الزمخشري في ربيع الأبرار،** عن رسول الله ﷺ: «فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم رجلاً»[٢].

٨ ـ **وأيضاً عن رسول الله ﷺ:** «بين العالم والعابد مائة درجة بين كل درجتين حضر الفرس[٣] المضمر سبعين عاماً»[٤].

٩ ـ **وأيضاً عن أنس،** عن النبي ﷺ: «أخلصوا أعمالكم وأعزوا الإسلام». قالوا: يا رسول الله وكيف نعزّ الإسلام؟ قال: «بالحضور عند العلماء لتعلّم العلم بالرد على أهل الأهواء، فإن من ردّ عليهم وأراد به وجه الله فله عبادة الثقلين الجن والإنس، ومن ردّ عليهم وأراد به وجه الله فله عبادة أهل مكة، منذ خلقت». فقيل: يا رسول الله فالمرائي يؤجر بعلمه؟ قال: «إن الله قضى على نفسه أن من أعز الإسلام وأراد به وجه الله فله عبادة أهل مكة منذ خلقت ولو لم يرد فقد حرم النار على وجهه»[٥].

١٠ ـ **الشيخ أبو عبد الله** محمد بن محمد بن النعمان المفيد في كتاب الاختصاص، عن محمد بن الحسن بن أحمد عن محمد بن الحسن الصفار؛ عن السندي بن محمد، عن أبي البختري عن أبي عبد الله عليه السلام، قال: إن العلماء ورثة الأنبياء وذلك أن الأنبياء لم يورثوا درهماً ولا ديناراً وإنما ورثوا أحاديث من أحاديثهم فمن أخذ بشيء منها فقد أخذ حظاً وافراً. فانظروا علمكم عمن تأخذونه، فإن فينا أهل البيت في كل خلف عدولاً ينفون عنه تحريف الغالين، وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين[٦].

١١ ـ **وعنه** أيضاً يرفعه إلى أبي حمزة الثمالي، عن علي بن الحسين، عن أبيه الحسين بن علي، عن أبيه أمير المؤمنين صلوات الله عليهم أجمعين قال: والله ما برأ الله من بريّة أفضل من محمد ﷺ ومنّي ومن أهل بيتي، وإن الملائكة لتضع أجنحتها لطلبة العلم من شيعتنا.

---

(١) سنن الترمذي تحقيق إبراهيم عوض: ج٥ ص٥٠ باب ١٩ ح٢٦٨٥.

(٢ و ٤) ربيع الأبرار: ج٣ ص١٩٦.

(٣) حُضْر الفَرَس: ارتفاع الفرس في عدوه «القاموس المحيط ـ مادة حضر».

(٥) ربيع الأبرار: ج٤ ص٣٩ باب الستون ح١٤٧، طبعة الأعلمي، بيروت.

(٦) الاختصاص للمفيد: ص٢٣٤، طبعة الأعلمي، بيروت.

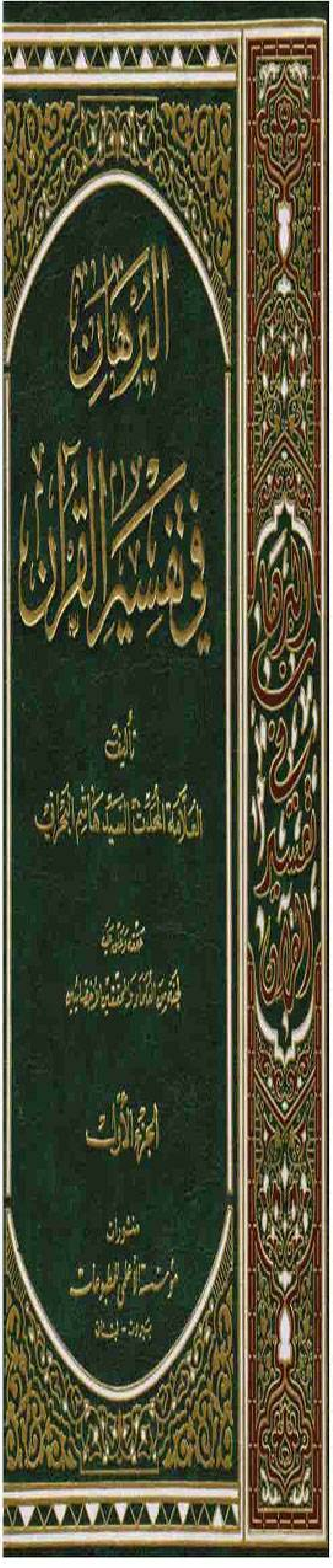

میں سے ایک اپنی واجب نمازیں ادا کرتا ہے اور پھر وہ لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اور دوسرا ہے کہ دنوں کو روزے رکھتا ہے اور راتوں کو قیام کرتا ہے (ان میں افضل کون ہے؟) حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پہلا شخص دوسرے پر اس طرح فضیلت رکھتا ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر ہے"۔

حدیث 8 علامہ زمخشری نے اپنی کتاب "ربیع الابرار" میں نقل کیا ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر ہے"۔

حدیث 9 حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عالم اور عابد کے درمیان سو درجے ہیں اور ایک کا دوسرے درجے کے درمیان تیز رفتار گھوڑے کی ستر سال کی دوڑ کی مسافت کا فاصلہ ہے"۔

حدیث 10 جناب انس نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اپنے اعمال کو اللہ کے لیے خالص قرار دو اور اسلام کو عزت دو۔ اصحاب نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم اسلام کو عزت کیسے دے سکتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علماء کے پاس حاضر ہوا کرو، تاکہ تم علم حاصل کرو اور اہلِ ھوای خواہشات کو رد کرنے سے، پس تحقیق جس بندے نے اہل ھوای کو خدا کی خاطر رد کیا اس کے لیے ثقلین (یعنی جن و انس) کی عبادت کے برابر اجر و ثواب ہے۔ اور جو بندہ ان کو رد کرے اور اس کا ارادہ خدا کی خوشنودی ہو۔ اس کے لیے اہلِ مکہ کہ جب سے ان کو خلق کیا گیا ہے اس وقت سے اب تک کی عبادت کے برابر اس کے لیے اجر ہوگا۔

پس عرض کیا گیا: یارسولؐ اللہ! مرائی (یعنی جو دکھاوے کے لیے کرتا ہے) اس کے لیے کوئی اجر ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے اُوپر لازم قرار دیا ہے جو اسلام کو عزت دے گا اور اس سے ارادہ اللہ کی خوشنودی کا رکھے گا۔ اس لیے اہلِ مکہ کہ جب سے ان کو خلق کیا گیا ہے اس وقت سے اب تک کی ان کی عبادت کے برابر عبادت قرار دے گا اور جو اللہ کے لیے نہیں کرتا پھر اس کے لیے اللہ جہنم کی آگ کو لازم قرار دے گا۔

حدیث 11 جناب محمد بن ابی البختری نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں اس وجہ سے تحقیق انبیاءؑ علماء کو درہم و دینار کے وارث نہیں قرار دیتے بلکہ اپنی احادیث کا وارث قرار دیتے ہیں۔ پس جس نے ان کی احادیث سے کچھ حاصل کر لیا گویا اس نے وافر مقدار میں حصہ حاصل کیا ہے۔ پس تم غور کرو کہ تم علم کن سے حاصل کر رہے ہو، پس تحقیق ہم اہل بیت علیہم السلام سے ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی عادل موجود ہوگا جس سے غالیوں کی تحریف کے مقابل میں باطل پرستوں کے مذہب کے مقابل میں جاہلوں کی تاویلات کے مقابل میں نفع و فائدہ حاصل کیا جائے گا۔

Presented By : https://www.shiabookspdf.com/

تفسیرِ برہان

جلد اوّل

تالیف

علامہ ثقہ محدث سید ہاشم بن سید سلیمان
بن سید اسماعیل بن سید عبدالجواد حسینی بحرانی
(متوفی ۱۱۰۷ ہجری یا ۱۱۰۹ ہجری)

مترجم

مولانا سید منیر حسین رضوی
مدرس، جامعۃ المصطفیٰ، لاہور

ناشر

عباس بک ایجنسی
رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ (انڈیا)

SHIA BOOKS PDF
Presented By : https://www.shiabookspdf.com/

الجمع بين الصّحاح الستّة في الجزء الثالث ورووه كلهم عن رسول الله ﷺ قال فاطمة بضعة منّي فمن أغضبها فقد أغضبني وأنه قال فاطمة سيّدة نساء أهل الجنّة.

ويعجبني نقل مباحثة جرت بين شيخنا البهائي قدّس الله روحه وبين عالم من علماء مصر وهو أعلمهم وأفضلهم، وقد كان شيخنا البهائي رحمه الله يظهر لذلك العالم أنّه على دينه فقال له ما تقول الرافضة الذين كانوا قبلكم في الشيخين فقال له البهائي رحمه الله قد ذكروا لي حديثين فعجزت عن جوابهم، فقال ما يقولون، قلت يقولون إنّ مسلماً روى في صحيحه أن رسول الله ﷺ قال من آذى فاطمة فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله فقد كفر وروى أيضاً مسلم بعد هذا الحديث بخمسة أوراق أنّ فاطمة عليها السلام خرجت من الدنيا وهي غاضبة على أبي بكر وعمر فما أدري ما التوفيق بين هذين الحديثين، فقال له العالم دعني الليلة انظر، فلمّا صار الصبح جاء ذلك العالم وقال للبهائي رحمه الله ألم أقل لك إنّ الرافضة تكذب في نقل الأحاديث، البارحة طالعت الكتاب فوجدت بين الخبرين أكثر من خمسة أوراق، هذا اعتذاره عن معارضة الحديثين.

فإن قلت هذا الحديث الذي ادّعيتم أن أبا بكر قد اختلقه مرويّ عندكم فما الجواب عنه وذلك أنّه قد روى الصدوق بإسناده إلى الصادق عليه السلام قال: قال رسول الله ﷺ من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سلك الله به طريقاً إلى الجنّة وإنّ الملائكة لتضع أجنحتها لطالب العلم رضىً به وإنّه ليستغفر لطالب العلم من في السمٰوات ومن في الأرض حتى الحوت في البحر وفضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر النجوم ليلة البدر وإنّ العلماء ورثة الأنبياء وإنّ الأنبياء لم يورّثوا ديناراً ولا درهماً ولكن ورثوا العلم فمن أخذ به أخذ بحظّ وافر.

والجواب بعد صحة الرواية وبعد أن لا نحملها على التقيّة بوجوه.

الأول: أنّهم لم يقصدوا إلى توريث الدراهم والدنانير لأولادهم وأهل ميراثهم مثل غيرهم من النّاس فإنهم يقصدون إلى جمع الأموال وتبقيتها بعدهم لأهل ميراثهم أما إذا بقي من الأنبياء شيء من الميراث اتفاقاً فلا بأس به ولا ينافي الحديث.

الثاني: أن الأنبياء من حيث النبوّة لم يورّثوا إلّا العلم أما من حيث الإنسانيّة والبشريّة فيجوز أن يخلّفوا أشياء من الأموال ومن هذا قال بعض المحقّقين: العلماء أولاد روحانيّون للأنبياء لأنهم يقتبسون العلوم من مشكاة أنوارهم ويرثون ملكات أرواحهم كما أنّ الأولاد الحقيقيّة والأقارب الصوريّة يرثون الأموال بل النسبة

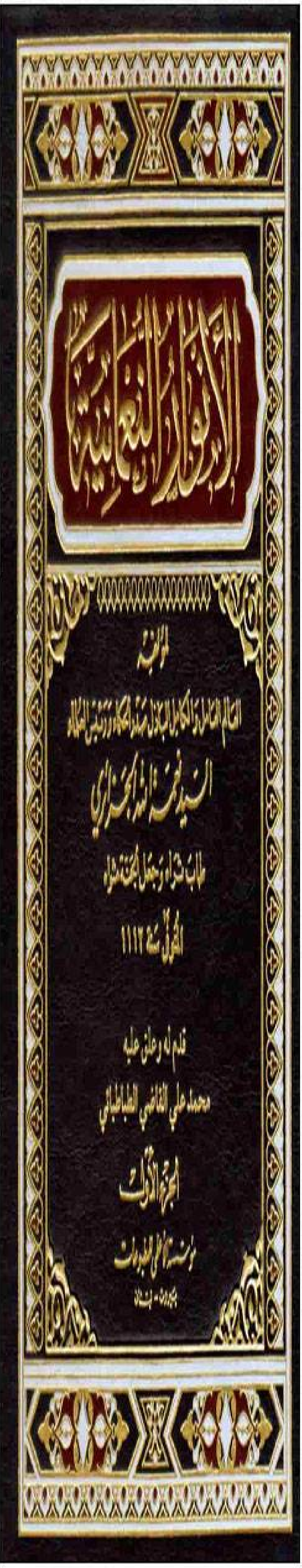

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ وسیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وراثت میں کیا دیا؟

وجهه القرب من النبي ﷺ، ومشاهدة الوحي وهبوط الملائكة في منازلهم والقرب من زمان الإسلام وغير ذلك وأمّا هما صلوات الله عليهما فلا نعرف الأفضلية بينهما لأن الإمامة والخلافة قد أتتهما من جدّهما ﷺ معاً وقد كانا في الكمالات كفرسي رهان مع ما خصّ به الحسين عليه السلام عوض الشهادة بأن جعل الشفاء في تربته والدعاء مستجاب تحت قبّته والأئمة من ذرّيته ولا تعدّ أيّام زائره جائياً وراجعاً من عمره.

وفي الرّوايات الخاصّة أنّ فاطمة عليها السلام أتت بهما إلى النبي ﷺ، فقالت: يا رسول الله، ورّث ولديك، فقال ﷺ: أمّا الحسن فله سؤددي وعلائي وأمّا الحسين فله سخاوتي وشجاعتي، ومن هذا كان الحسين عليه السلام في الدّرجة القصوى من الكرم والشجاعة أما الكرم فقد كان الحسن عليه السلام يكتب إليه بأنك تعطي الشعراء ونحوهم كثيراً من الأموال فأجابه الحسين عليه السلام بأنك تعلم يا أخي أنّ خير المال ما صين به العرض، وفيه دلالة على أنّ الإعطاء بقصد صون العرض حسنة، ولو لم يكن من أهل الإستحقاق. وروي مصرّحاً به في بعض الأخبار، من أنّ الإعطاء لصون العرض، يكتب فيه ثواب الصدقة. وأمّا الشّجاعة فناهيك بواقعة الطّفوف، وقدومه على الجهاد، مع ستّين ألفاً، وقتله الجماعات منهم حتّى احتالوا عليه بأن زحفوا إليه كلّهم، وقد كانت العادة بينهم قديماً أن يبرز واحد لواحد، مع ما لحقه من العطش والأذى بقتل أهل بيته وإخوته، ولكن قد سبق الكتاب أجله، وسيأتي بيان هذا إن شاء الله تعالى.

وفي الروايات أنّ الحسنين عليهما السلام قد تكاتبا، فجاءا إلى النبي ﷺ ليميّز بين كتابيهما وقد كانا أطفالاً فقال لهما: أنا أُمّيّ ولكن امضيا إلى أبيكما فجاءا إليه، فقال أبوهما امضيا إلى أُمّكما لتميّز بينكما فلمّا أتيا إليها، قالت يا ولداي، عندي عقد فيه سبع من اللآلئ، فأنا أقطعه، فكل من يحوز الأربع فسطره الأحسن فلمّا ألقتها تبادرا إلى التقاط اللآلئ فالتقط كلّ واحد منهما ثلاثة وأتى جبرائيل عليه السلام يضرب بجناحه اللؤلؤة وقدّها نصفين فأخذ كلّ واحد منهما نصفاً.

فانظر إلى رعاية حرمتهما حيث لم يرد الله ورسوله وأبوهما وأُمّهما إدخال غمّ الترجيح عليهما. وأمثال هذه الروايات الدّالّة على المساواة بينهما لا تكاد تحصى مع أنّه ﷺ، ورّثهما من بدنه الشريف، فكان الحسن عليه السلام يشبهه من السّرة إلى فوق والحسين عليه السلام يشبهه في النصف الباقي.

وفي الروايات الكثيرة أنّ الجنّة قالت: يا ربّ أسكنتني الضعفاء والمساكين، قال

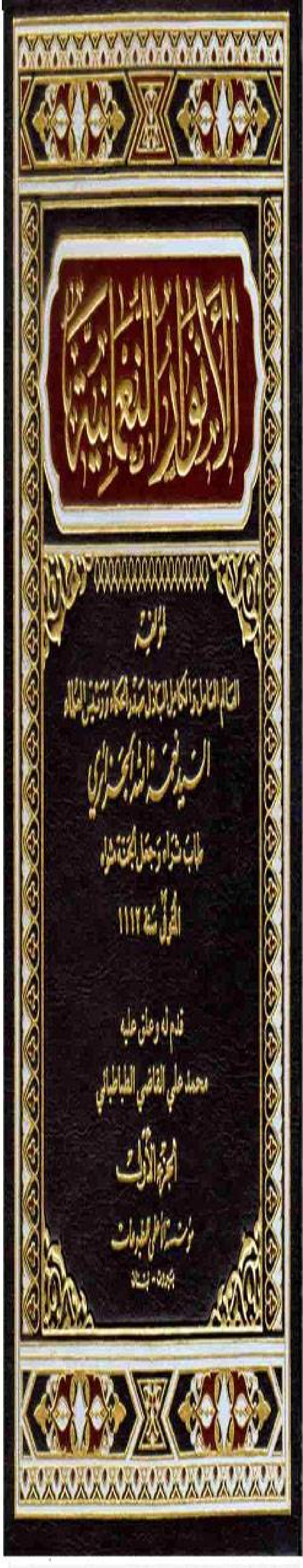

وقد أخرجت الأخبار التي رويتها في هذا المعنى في كتاب فضائل جعفر بن أبي طالب عليه السّلام .

نحل النبيّ صلّى الله عليه وآله الحسن والحسين عليهما السلام خصلتين

(٢٣٦) ١٢٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَلَوِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : حَدَّثَنِي جَدِّي ، قَالَ : حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ، قَالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّافِعِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدَّتِهِ بِنْتِ أَبِي رَافِعٍ ، قَالَتْ : أَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِابْنَيْهَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِما السَّلامُ إِلى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ـ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ ـ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! هَذَانِ ابْنَاكَ فَوَرِّثْهُمَا شَيْئاً ؟ قَالَ : أَمَّا الْحَسَنُ ، فَإِنَّ لَهُ هَيْبَتِي وَسُؤْدَدِي ، وَأَمَّا الْحُسَيْنُ ، فَإِنَّ لَهُ جُرْأَتِي

بسنده عن عن عمر بن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام * مجمع الزوائد : ٣٠/٦ قال : رواه الطبراني من طريق أسد بن عمرو عن مجالد وكلاهما ضعيف وقد وثقا ، ٢٧١/٩ عن أبي جحيفة ، قال : رواه الطبراني في الثلاثة وفي رجال الكبير أنس بن سلم ولم أعرفه ، وبقية رجاله ثقات ، قلت : قال الطبراني في الكبير : ١٠٠/٢٢ حدثنا أبو عقيل أنس بن سلم الخولاني وأحمد بن خالد بن مسرح قالا : حدثنا الوليد بن عبد الملك حدثنا مخلد بن يزيد حدثنا مسعر عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه ... فلم ينفرد أنس بن سلم بالحديث ، كما أنه مروي بطرق أخرى .

بيتي يقولون : إنّ جعفر بن أبي طالب رضي الله عنه لماقدم من أرض الحبشة وكان بها مهاجراً و ذلك يوم فتح خيبر ، قام إليه النبيّ صلى الله عليه وآله فقبّل بين عينيه ثمّ قال : ماأدري بأيّهما أنا أسرّ : بقدوم جعفر ، أو بفتح خيبر .

و قد أخرجت الأخبار الّتي رويتها في هذا المعنى في كتاب فضائل جعفر بن أبي طالب عليه السلام .

نحل النبى (ص) الحسن (ع) والحسين خصلتين

١٢٢ـ حدّثنا الحسن بن محمّد بن يحيى العلويّ رضي الله عنه قال: حدّثني جدّي قال : حدّثنا الزّبير بن أبي بكر قال: حدّثني إبراهيم بن حمزة الزّبيريّ ، عن إبراهيم ابن عليّ الرّافعيّ ، عن أبيه ، عن جدّته بنت أبي رافع قالت: أتت فاطمة بنت رسول الله صلّى الله عليه وآله بابنيها الحسن والحسين عليهما السلام إلى رسول الله صلى الله عليه وآله في شكواه الّذي توفّي فيه ، فقالت : يا رسول الله هذان ابناك فورّثهما شيئاً قال : أمّا الحسن فانّ له هيبتي وسؤددي [1] و أمّا الحسين فانّ له جرأتي وجودي [2] .

١٢٣ ـ حدّثنا الحسن بن محمّد بن يحيى العلويّ ـ رحمه الله ـ قال : حدّثني جدّي قال : حدّثني محمّد بن عليّ قال : حدّثنا عبدالله بن الحسن بن محمّد [3] وحسين بن عليّ بن عبدالله بن أبي رافع قال: [3] أخبرني أبي عن شيخ من الأنصار يرفعه إلى زينب بنت ابن أبي رافع، عن أمّها قالت: قالت فاطمة عليها السلام : يا رسول الله هذان ابناك فانحلهما، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: أمّا الحسن فنحلته هيبتي و سؤددي ، و أمّا الحسين فنحلته سخائي و شجاعتي .

١٢٤ ـ حدّثنا الحسن بن محمّد بن يحيى العلويّ رضي الله عنه قال : حدّثني جدّي قال : حدّثنا محمّد بن جعفر قال : حدّثني أبي ، عن إبراهيم بن محمّد ، عن صفوان

(١) السؤدد ـ بضم السين وفتح الدال الاولى وقد يضم و سكون الهمزة ـ : السيادة والشرافة .

(٢) روى الطبراني نحوه فى الاوسط و فيه مكان « جرأتى » « حزامتى » ، وأورده العسقلاني في تهذيب التهذيب كما فى المتن . (٣) كذا .

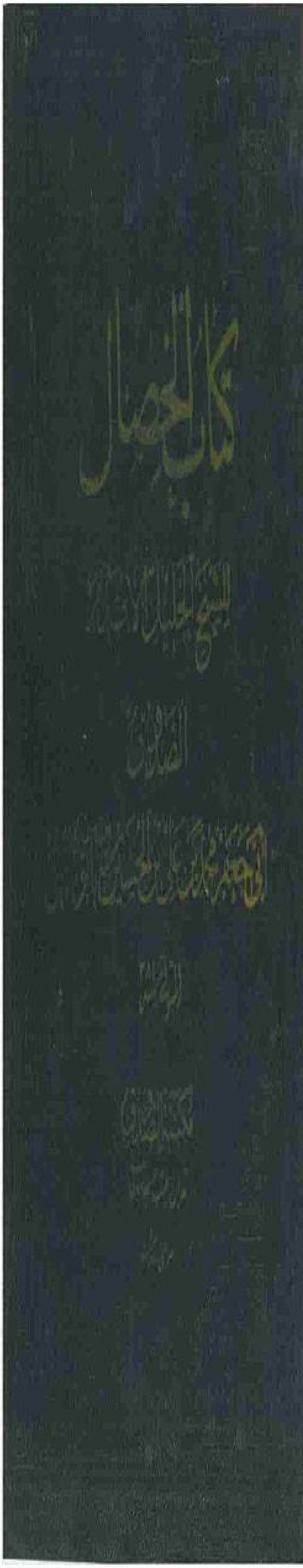

مصنف نے فرمایا ہے کہ میں نے اس مفہوم کی تمام روایتیں اپنی کتاب ''فضائل جعفر بن ابی طالب'' میں جمع کر دی ہیں۔

نحل النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحسن علیہ السلام والحسين خصلتين

حضور نے اپنی دو خصلتیں حسنین علیہما السلام کو بخشیں

۶۲ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَلَوِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي جَدِّي قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّافِعِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدَّتِهِ بِنْتِ أَبِي رَافِعٍ قَالَتْ أَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ بِابْنَيْهَا الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ علیہما السلام إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ هَذَانِ ابْنَاكَ فَوَرِّثْهُمَا شَيْئاً قَالَ أَمَّا الْحَسَنُ فَإِنَّ لَهُ هَيْبَتِي وَ سُودُدِي وَ أَمَّا الْحُسَيْنُ فَإِنَّ لَهُ جُرْأَتِي وَ جُودِي.

حضرت سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا مرض موت میں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ حسنین آپ فرزند ہیں ان کو (اپنے کمالات میں سے) کچھ دیتے جائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ حسن کو میں اپنی ہیبت وجلال اور سیادت و سرداری دیتا ہوں اور حسین کو اپنی جرأت وہمت اور سخاوت ہبہ کرتا ہوں۔

۶۳ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَلَوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ حَدَّثَنِي جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَرْفَعُهُ إِلَى زَيْنَبَ بِنْتِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ علیہا السلام يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ هَذَانِ ابْنَاكَ فَانْحَلْهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ أَمَّا الْحَسَنُ فَنَحَلْتُهُ هَيْبَتِي وَ سُودُدِي وَ أَمَّا الْحُسَيْنُ فَنَحَلْتُهُ سَخَائِي وَ شَجَاعَتِي.

زینب بنت ابی رافع اپنی ماں کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے یہ عرض کی یا رسول اللہ یہ دونوں حسن وحسین آپ کے بیٹے ہیں۔ آپ انہیں کچھ تحفتاً عطا فرمائیے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ حسن کو میں اپنی ہیبت وحلم وبردباری اور حسین کو اپنا جود وسخا اور رحم وکرم ہبہ کرتا ہوں۔

۶۴ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَلَوِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي جَدِّي قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ قَالَ أَمَّا الْحَسَنُ فَأَنْحَلُهُ الْهَيْبَةَ وَ الْحِلْمَ وَ أَمَّا الْحُسَيْنُ فَأَنْحَلُهُ الْجُودَ وَ الرَّحْمَةَ.

الخصال

جلد اول

مؤلف

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

مجاہد حسین حر، سید ظفر حسین نقوی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ

رمیان پیار کیا اور فرمایا کہ مجھے علم نہیں کہ میں کس بات سے زیادہ خوش ہوں جعفر بن ابی طالبؑ کی آمد سے یا خیبر کی فتح کی وجہ سے۔

(۱۰۶) جناب رسول اللہؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں کو دو باتوں سے نوازا: جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو لیکر رسول اللہؐ کے پاس تشریف لائیں اس وقت آپؐ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ (جناب سیدہ زہراؑ نے) کہا: یارسول اللہ یہ دونوں آپؐ کے فرزند ہیں ان کو کوئی چیز میراث میں عطا فرمایئے۔ (آپؐ نے) فرمایا: میں نے اپنی ہیبت (رعب، دہشت، خوف) اور سیادت (سرداری، بزرگی، امامت) حسنؑ کو عطا کی ہے اور حسینؑ کو اپنی جرات اور سخاوت دی ہے۔ زینب بنت ابورافع اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اپنے والد سے کہا کہ یارسول اللہؐ یہ دونوں آپؐ کے فرزند ہیں ان کو کوئی چیز بخش دیجئے۔ (آپؐ نے) فرمایا کہ حسن کو اپنی ہیبت (رعب، خوف، دہشت) اور سیادت (سرداری، امامت، بزرگی) عطا کی اور حسینؑ کو اپنی سخاوت اور شجاعت بخش دی ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے حسنؑ کو اپنی ہیبت اور علم عطا کیا۔ اور حسینؑ کو اپنی سخاوت اور رحمت عطا کی۔

(۱۰۷) نماز عشاء کے بعد جاگنا صرف دو اشخاص کے لئے جائز ہے: جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نماز عشاء کے بعد جاگنا صرف دو اشخاص کے لئے جائز ہے۔ ایک وہ جو نماز شب پڑھے اور دوسرا شخص جو سفر کر رہا ہو (مسافر)۔

(۱۰۸) اکثر لوگ دو باتوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور دو باتوں کی وجہ سے جنت میں جائیں گے: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے میری امت جو دوزخ میں جائے گی وہ اجوفان ہوں گے۔ (لوگوں نے) پوچھا: یارسول اللہ اجوفان کیا ہیں؟۔ (آپؐ نے) فرمایا کہ شرمگاہ اور منہ۔ جنت میں بہت سے لوگ وہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہونگے اور اچھے اخلاق والے ہوں گے۔

(۱۰۹) پروردگار عالم اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن ایک ساتھ نہیں رکھے گا: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہا کہ میں اپنے بندوں پر دو خوف اور دو امن ایک ساتھ اکٹھا نہیں کروں گا۔ جو شخص دنیا میں چین اور سکون سے ہوگا تو آخرت میں اسے خوف دوں گا اگر دنیا میں خوف زدہ رہے گا تو قیامت میں اسے آرام دوں گا۔

(۱۱۰) امت کی اصلاح پہلے دو عادتوں سے اور بعد میں ہلاکت دو عادتوں کی وجہ سے ہو گی: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ پہلے امت کی اصلاح زہد اور یقین کی وجہ سے ہوگی اور بعد میں ہلاکت کنجوسی اور خواہشات کی وجہ سے ہوگی۔

زندگی گزارنے کے آداب
ائمہ علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں

خصال

شیخ الصدوقؒ

AL-KISA®
PUBLISHERS
R-150 Sector 5-B/2 North Karachi, Ukr2, 75850

عورت زمین اور
جائیداد میں وراثت کا
حق نہیں رکھتی

٦٨ - باب: أن النساء لا يرثن من العقار شيئاً

١ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: النِّسَاءُ لَا يَرِثْنَ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا مِنَ الْعَقَارِ شَيْئاً.

٢ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ؛ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَحُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ سَمَاعَةَ جَمِيعاً، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَرِثُ مِمَّا تَرَكَ زَوْجُهَا مِنَ الْقُرَى وَالدُّورِ وَالسِّلَاحِ وَالدَّوَابِّ شَيْئاً وَتَرِثُ مِنَ الْمَالِ وَالْفُرُشِ وَالثِّيَابِ وَمَتَاعِ الْبَيْتِ مِمَّا تَرَكَ وَيُقَوَّمُ النُّقْضُ وَالْأَبْوَابُ وَالْجُذُوعُ وَالْقَصَبُ فَتُعْطَى حَقَّهَا مِنْهُ.

٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ زُرَارَةَ؛ وَبُكَيْرٍ؛ وَفُضَيْلٍ؛ وَبُرَيْدٍ؛ وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليهما السلام مِنْهُمْ مَنْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَاهُ عَنْ أَحَدِهِمَا عليهما السلام أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَرِثُ مِنْ تَرِكَةِ زَوْجِهَا مِنْ تُرْبَةِ دَارٍ أَوْ أَرْضٍ إِلَّا أَنْ يُقَوَّمَ الطُّوبُ وَالْخَشَبُ قِيمَةً فَتُعْطَى رُبُعَهَا أَوْ ثُمُنَهَا إِنْ كَانَ لَهَا وَلَدٌ مِنْ قِيمَةِ الطُّوبِ وَالْجُذُوعِ وَالْخَشَبِ.

٤ - عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلٍ، عَنْ زُرَارَةَ؛ وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: لَا تَرِثُ النِّسَاءُ مِنْ عَقَارِ الْأَرْضِ شَيْئاً.

٥ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنَ الطُّوبِ وَلَا تَرِثُ مِنَ الرِّبَاعِ شَيْئاً قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ تَرِثُ مِنَ الْفَرْعِ وَلَا تَرِثُ مِنَ الْأَصْلِ شَيْئاً؟ فَقَالَ لِي: لَيْسَ لَهَا مِنْهُمْ نَسَبٌ تَرِثُ بِهِ وَإِنَّمَا هِيَ دَخِيلٌ عَلَيْهِمْ فَتَرِثُ مِنَ الْفَرْعِ وَلَا تَرِثُ مِنَ الْأَصْلِ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ دَاخِلٌ بِسَبَبِهَا.

٦ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ زُرَارَةَ؛ [[وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: لَا تَرِثُ النِّسَاءُ مِنْ عَقَارِ الدُّورِ شَيْئاً وَلَكِنْ يُقَوَّمُ الْبِنَاءُ وَالطُّوبُ وَتُعْطَى ثُمُنَهَا أَوْ رُبُعَهَا، قَالَ: وَإِنَّمَا ذَاكَ لِئَلَّا يَتَزَوَّجْنَ النِّسَاءُ فَيُفْسِدْنَ عَلَى أَهْلِ الْمَوَارِيثِ مَوَارِيثَهُمْ.

٧ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ لِلْمَرْأَةِ قِيمَةُ الْخَشَبِ وَالطُّوبِ كَيْلَا يَتَزَوَّجْنَ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَوَارِيثِ مَنْ يُفْسِدُ مَوَارِيثَهُمْ.

٨ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ يَزِيدَ الصَّائِغِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ النِّسَاءِ هَلْ يَرِثْنَ الْأَرْضَ؟ فَقَالَ: لَا وَلَكِنْ يَرِثْنَ قِيمَةَ الْبِنَاءِ، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ لَا يَرْضَوْنَ بِذَا، فَقَالَ: إِذَا وُلِّينَا فَلَمْ يَرْضَوْا ضَرَبْنَاهُمْ بِالسَّوْطِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَقِيمُوا ضَرَبْنَاهُمْ بِالسَّيْفِ.

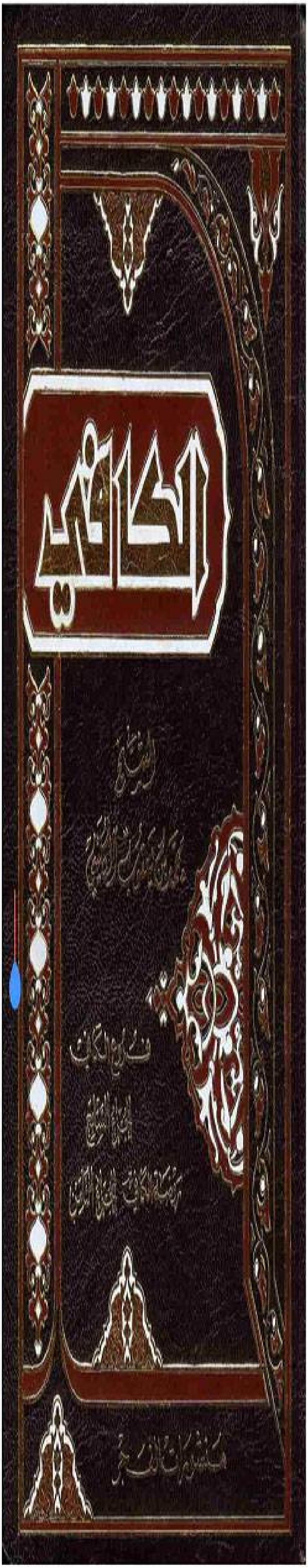

٦٨ - باب: أن النساء لا يرثن من العقار شيئاً

١ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: النِّسَاءُ لَا يَرِثْنَ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا مِنَ الْعَقَارِ شَيْئاً.

٢ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ؛ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَحُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ سَمَاعَةَ جَمِيعاً، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَرِثُ مِمَّا تَرَكَ زَوْجُهَا مِنَ الْقُرَى وَالدُّورِ وَالسِّلَاحِ وَالدَّوَابِّ شَيْئاً وَتَرِثُ مِنَ الْمَالِ وَالْفُرُشِ وَالثِّيَابِ وَمَتَاعِ الْبَيْتِ مِمَّا تَرَكَ وَيُقَوَّمُ النُّقْضُ وَالْأَبْوَابُ وَالْجُذُوعُ وَالْقَصَبُ فَتُعْطَى حَقَّهَا مِنْهُ.

٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ زُرَارَةَ؛ وَبُكَيْرٍ؛ وَفُضَيْلٍ؛ وَبُرَيْدٍ؛ وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليهما السلام مِنْهُمْ مَنْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَاهُ عَنْ أَحَدِهِمَا عليهما السلام أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَرِثُ مِنْ تَرِكَةِ زَوْجِهَا مِنْ تُرْبَةِ دَارٍ أَوْ أَرْضٍ إِلَّا أَنْ يُقَوَّمَ الطُّوبُ وَالْخَشَبُ قِيمَةً فَتُعْطَى رُبُعَهَا أَوْ ثُمُنَهَا إِنْ كَانَ لَهَا وَلَدٌ مِنْ قِيمَةِ الطُّوبِ وَالْجُذُوعِ وَالْخَشَبِ.

٤ - عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلٍ، عَنْ زُرَارَةَ؛ وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: لَا تَرِثُ النِّسَاءُ مِنْ عَقَارِ الْأَرْضِ شَيْئاً.

٥ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنَ الطُّوبِ وَلَا تَرِثُ مِنَ الرِّبَاعِ شَيْئاً قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ تَرِثُ مِنَ الْفَرْعِ وَلَا تَرِثُ مِنَ الْأَصْلِ شَيْئاً؟ فَقَالَ لِي: لَيْسَ لَهَا مِنْهُمْ نَسَبٌ تَرِثُ بِهِ وَإِنَّمَا هِيَ دَخِيلٌ عَلَيْهِمْ فَتَرِثُ مِنَ الْفَرْعِ وَلَا تَرِثُ مِنَ الْأَصْلِ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ دَاخِلٌ بِسَبَبِهَا.

٦ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ زُرَارَةَ؛]وَ[وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: لَا تَرِثُ النِّسَاءُ مِنْ عَقَارِ الدُّورِ شَيْئاً وَلَكِنْ يُقَوَّمُ الْبِنَاءُ وَالطُّوبُ وَتُعْطَى ثُمُنَهَا أَوْ رُبُعَهَا، قَالَ: وَإِنَّمَا ذَاكَ لِئَلَّا يَتَزَوَّجْنَ النِّسَاءُ فَيُفْسِدْنَ عَلَى أَهْلِ الْمَوَارِيثِ مَوَارِيثَهُمْ.

٧ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ لِلْمَرْأَةِ قِيمَةُ الْخَشَبِ وَالطُّوبِ كَيْلَا يَتَزَوَّجْنَ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَوَارِيثِ مَنْ يُفْسِدُ مَوَارِيثَهُمْ.

٨ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ يَزِيدَ الصَّائِغِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ النِّسَاءِ هَلْ يَرِثْنَ الْأَرْضَ؟ فَقَالَ: لَا وَلَكِنْ يَرِثْنَ قِيمَةَ الْبِنَاءِ، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ لَا يَرْضَوْنَ بِذَا، فَقَالَ: إِذَا وُلِّينَا فَلَمْ يَرْضَوْا ضَرَبْنَاهُمْ بِالسَّوْطِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَقِيمُوا ضَرَبْنَاهُمْ بِالسَّيْفِ.

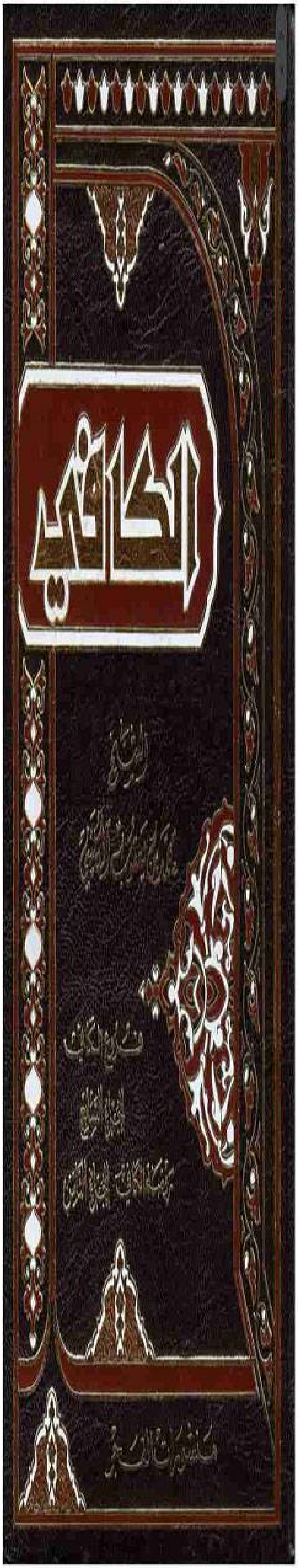

٥٧٥٠ ٢ ـ وروى حمّاد بن عيسى ، عن شعيب بن يعقوب ، عن أبي بصير عن أبي- عبدالله عليه السلام قال : « الميّت إذا مات فإنّ لابنه الأكبر السّيف والرّحل والثّياب ـ ثياب جلده ـ »[1] .

٥٧٥١ ٣ ـ وروى عليّ بن الحكم[2] ، عن أبان الأحمر ، عن ميسّر عن أبي عبدالله عليه السلام قال : « سألته عن النساء مالهنّ من الميراث ؟ فقال : لهنّ قيمة الطوب والبناء والخشب والقصب فأمّا الأرض والعقارات فلا ميراث لهنّ فيه[3] ، قال : قلت : فالثياب ؟ قال : الثياب لهنّ ، قال : قلت : كيف صار ذا ولهنّ الثمن والرّبع[4] مسمّى؟ قال : لأنّ المرأة ليس لها نسب ترث به إنّما هي دخيل عليهم ، وإنّما صار هذا هكذا

← أقول قيل التعبير باللام في قوله عليه السلام « فللاكبر » يقتضي استحقاقه فالاختلاف في كلام الفقهاء من أنه على سبيل الوجوب أو الاستحباب لا مورد له كما أن في قوله (ص) «من أحيا أرضاً فهي له » ، لا يناسب فيه أن يقال على نحو الوجوب أو الاستحباب .

(١) أي الثياب التي قد لبسها دون مايملكه .

(٢) طريق المصنف الى علي بن الحكم صحيح كما في الخلاصة ، وهو ثقة جليل القدر و المراد بأبان الاحمر أبان بن عثمان الاحمر المقبول خبره ، و ميسر بن عبدالعزيز عنونه العلامة في الثقات وقال ذكر الكشي فيه روايات تدل على مدحه .

(٣) كذا في جميع النسخ والصواب «فيها» والطوب ـ بالضم ـ : الاجر بلغة أهل مصر، والعقار ـ بالفتح ـ : الارض والضياع والنخل، ومنه قولهم : ماله دار ولاعقار (الصحاح) .

(٤) في بعض النسخ « كيف صار ذي ولهذه الثمن والربع » وفي الكافي « كيف صار ذا ولهذه الثمن و لهذه الربع ..» وفي التهذيب « كيف جاز ذا و لهذه الربع والثمن مسمى » و قال المولى المجلسي : أي كيف نقص نصيبهن من الارض ولا تعطى من الاعيان و من العقارات مع أن الله قدر لهن الثمن مع الولد ومع عدمه الربع من الجميع لعموم « ما » ، أو لانه يلزم عليكم ما تلزمونه على العامة في العول لانه لو نقص حقهن من الارض لا يكون لهن الثمن ولا الربع بل يكون حينئذ أقل منهما فأجاب بأن الله تعالى قدر لهن هكذا كما قدر الحبوة بخلاف العول فانه لم يقدره و انما قدره الصحابة أو عمر من الرأي فلو لم يكن ذلك من الله تعالى لم نكن نقول به، ويمكن أن يكون السؤال من وجه الحكمة و ربما كان أظهر .

(۵۷۴۹) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب دیتے ہوئے حضرت امام رضا علیہ السلام نے انہیں تحریر فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ عورت غیر منقولہ جائیداد میں سے کوئی میراث نہیں پائے گی سوائے پختہ اینٹوں، منہدم مکان کی قیمت کے اس کے لئے غیر منقولہ جائیداد کی تبدیلی اور تغیر ممکن نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان رشتہ منقطع ہو جائے تو اس کے رشتہ میں تغیر اور تبدیلی آجائے گی لیکن بیٹے اور باپ کے لئے ایسا نہیں وہ ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتے اور عورت کے لئے تبدیلی ممکن ہے پس وہ چیز جو آتی جاتی ہے اس کے لئے میراث میں بھی وہی چیز دی جائے گی جس میں تبدیلی ہوسکتی ہے اس لئے کہ یہ دونوں آپس میں مشابہت رکھتی ہیں۔ اور ثابت اور مقیم شے اپنے مال پر باقی رہے گی اور اسی طرح رہے گی جیسے وہاں کے ثابت اور مقیم لوگ۔

(۵۷۵۰) اور حسن بن محبوب کی روایت میں احول سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورتیں غیر منقولہ جائیداد میں کچھ وارثت نہیں پائیں گی ان کے لئے بناؤں اور اشجار اور کھجور کی قیمت ہے بناؤں سے مراد یہاں مکانات ہیں اور عورتوں سے مراد زوجہ ہے۔

(۵۷۵۱) محمد بن ولید نے حماد بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عورت کے لئے طوب اور شہتیروں کی قیمت اس لئے قرار دیدی گئی کہ مبادا وہ نکاح کرے اور ایسا شخص (شوہر) داخل ہوجائے جو ان کی موروثی جائیداد کو خراب و برباد کردے۔ یہاں طوب سے مراد پختہ اینٹیں ہیں۔

(۵۷۵۲) اور حسن بن محبوب کی روایت میں علی بن رئاب اور خطاب ابی محمد ہمدانی سے ہے انہوں نے طربال سے ار، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت شوہر کے متروکہ میں پانی کے حوض ومکانات واسلحے اور سواریوں میں سے میراث نہیں پائے گی۔ اور نقد رقم، غلام، کپڑے اور گھر کا سامان جو کچھ اس کے شوہر نے چھوڑا ہے اس میں سے میراث پائے گی۔

(۵۷۵۳) ابان نے فضل بن عبدالملک سے اور ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مرد کے متعلق دریافت کیا کہ وہ عورت کے ورثہ میں اس کا مکان اور اس کی زمین سے کچھ لے سکتا ہے یا یہ بھی عورت کے مانند ان میں سے کچھ نہیں لے سکتا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ہر شے میں میراث لے گا جس میں عورت میراث لیتی ہے اور اس کو چھوڑ دے گا جس کو عورت چھوڑ دیتی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگا جب اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا ہو اور اگر اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو بربنائے اصول اس کی قیمت کے سوا ان چیزوں کی کوئی میراث نہیں پائے گی اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

اُردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر
الکساء پبلیشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

باب سیصد و هفتاد و دوّم

سرّ ارث نبردن زن از املاک موروثی شوهر و بهره بردن از غیر آن

حدیث (۱)

پدرم رحمة‌اللّه علیه از محمّدبن ابی‌القاسم ماجیلویه از محمّدبن عیسی، از علی‌بن حکم، از ابان، از میسر نقل کرده که وی گفت: از حضرت اباعبداللّه علیه السلام پرسیدم: میراث زنها چیست؟

فقال: لهنّ قيمة الطوب والبناء والخشب والقصب، فأمّا الأرض والعقار فلا ميراث لهنّ فيهما.

قلت: الثياب لهنّ؟

قال: الثياب نصيبهنّ فيه.

قلت: كيف هذا ولهنّ الثمن والربع مسمّى؟

قال: لأنّ المرأة ليس لها نسب ترث به و إنّما هي دخلت عليهم و إنّما صار هذا هكذا لئلا تتزوّج المرأة فيجيء زوجها أو ولدها من قوم آخرين فيزاحمون هؤلاء في عقارهم.

٢ ـ حدثنا عليّ‌بن أحمد رحمه‌اللّه قال: حدثنا محمدبن أبي‌عبداللّه عن محمدبن إسماعيل عن عليّ‌بن العباس قال: حدثنا القاسم‌بن الربيع الصحّاف عن محمدبن سنان أنّ الرضا عليه السلام كتب إليه فيما كتب من جواب مسائله: علّة المرأة أنّها لا ترث من العقار شيئاً إلاّ قيمة الطوب والنقض؛ لأنّ العقار لا يمكن تغييره و قلبه والمرأة قد يجوز أن ينقطع ما بينها و بينه من العصمة و يجوز تغييرها و تبديلها وليس الولد والوالد كذلك؛ لأنّه لا يمكن التفصي منها والمرأة يمكن الاستبدال بها فما يجوز أن يجيء و يذهب كان ميراثها فيما يجوز تبديله و تغييره إذا شبهها و كان الثابت المقيم على حاله لمن كان مثله في الثبات والمقام.

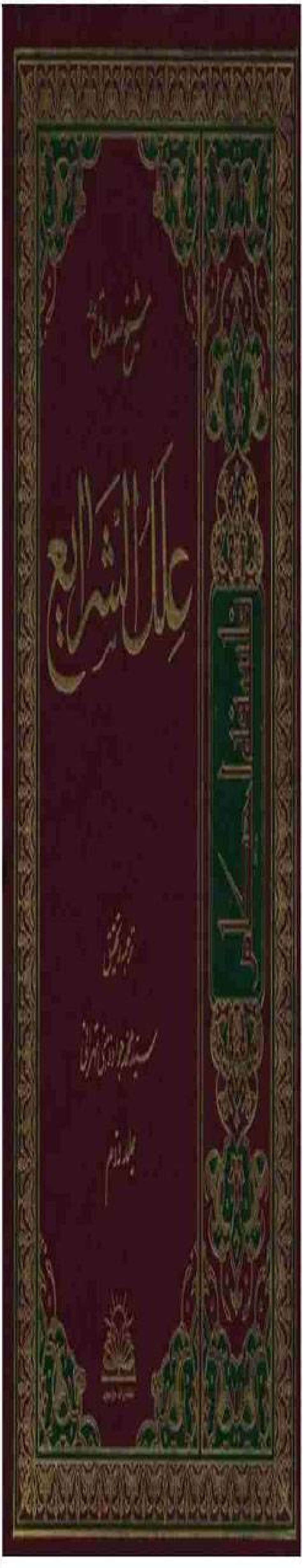

الكتاب: علل الشرائع
المؤلف: الشيخ الصدوق
الجزء: ٢
الوفاة: ٣٨١
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية. قسم الفقه
تحقيق: تقديم: السيد محمد صادق بحر العلوم
الطبعة:
سنة الطبع: ١٣٨٦ - ١٩٦٦ م
المطبعة:
الناشر: منشورات المكتبة الحيدرية ومطبعتها - النجف الأشرف
ردمك:
ملاحظات:

غير هذا، وهذا على الرجال فلذلك جعل له سهمان ولها سهم.

٤ - حدثنا علي بن أحمد بن محمد رضي الله عنه قال: حدثنا محمد بن أبي عبد الله الكوفي عن موسى بن عمران النخعي عن عمه الحسين بن يزيد عن علي ابن سالم عن أبيه قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام فقلت له: كيف صار الميراث للذكر مثل حظ الأنثيين؟ فقال: لان الحبات التي أكلها آدم وحواء في الجنة كانت ثمانية عشر أكل آدم منها اثنتي عشر حبة، وأكلت حواء ستا فلذلك صار الميراث للذكر مثل حظ الأنثيين.

٥ - حدثنا أبو الحسن محمد بن عمر بن علي بن عبد الله البصري قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن أحمد بن خالد بن جبلة الواعظ قال: حدثنا أبو القاسم عبد الله بن أحمد بن عامر الطائي قال: حدثنا أبي قال: حدثنا علي بن موسى الرضا عن أبيه عن آبائه عن أمير المؤمنين عليهم السلام انه سأله رجل من أهل الشام
عن مسائل فكان فيما سأله ان قال له: لم صار الميراث للذكر مثل حظ الأنثيين؟ قال: من قبل السنبلة كان عليها ثلاث حبات فبادرت إليها حواء فأكلت منها حبة وأطعمت آدم حبتين، فمن أجل ذلك ورث الذكر مثل حظ أنثيين.

(باب ٣٧٢ - العلة التي من أجله لا ترث المرأة مما ترك زوجها)
(من العقار شيئا وترك مما سوى ذلك)

١ - أبي رحمه الله قال: حدثنا محمد بن أبي القاسم ماجيلويه عن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن أبان عن مسير قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن النساء ما لهن من الميراث، فقال: لهن قيمة المطلوب والبناء والخشب والقصب، فاما الأرض والعقار فلا ميراث لهن فيهما، قلت: الثياب لهن؟ قال: الثياب نصيبهن فيه، قلت: كيف هذا ولهن الثمن والربع مسمى؟ قال: لأن المرأة ليس لها نسب ترث به وإنما هي دخلت عليهم وإنما صار هذا هكذا لئلا تتزوج المرأة فيجئ زوجها أو ولدها من قوم آخرين فيزاحمون هؤلاء في عقارهم.

باب سیصد و هفتاد و دوم

سرّ ارث نبردن زن از املاک بر جای مانده از شوهرش، و ارث بردن از غیر آن

حدیث اوّل (۷۷۳)

پدرم رحمه‌الله از محمّد بن ابی القاسم ماجیلویه[1]، از محمّد بن عیسی، از علی بن حکم، از ابان، از میسر نقل کرده که وی گفت: از امام صادق علیه‌السلام پرسیدم: زن از اموال شوهرش چه چیزهای را ارث می‌برد؟

فرمودند: قیمت آجر، ساختمان، چوب و نی‌ها را محاسبه می‌کنند و به وی می‌دهند، امّا از زمین و املاک ارث نمی‌برد.[2]

عرض کردم: آیا از جامه و لباس ارث می‌برد؟

فرمودند: آری، در لباس از نصیب و سهم خود برخوردار می‌شود.

عرض کردم: سرّ این که زنان از زمین و املاک ارث نمی‌برند و از ساختمان تنها از قیمت آن ارث می‌برند، چیست؟ با توجه به این که «ثمن» و «ربع» برای آنها تعیین شده است؟!

فرمودند: علّتش آن است که زن رابطه نسبی با شوهر ندارد که به واسطه آن ارث

---

۱. محمّد بن ابی القاسم برقی قمی ملقب به «ماجیلویه» داماد احمد بن ابی عبدالله برقی از بزرگان شیعه قم و مردی دانشمند، فقیه، ادیب و ثقه بوده، وی تألیفاتی از خود به یادگار گذاشته، از جمله تفسیر حماسه ابی تمام. (معارف و معاریف، ج ۹، ص ۷)

۲. اموالی که هر یک از زوجین از آن ارث می‌برند ذیلاً عنوان می‌گردد:

الف ـ اموالی که زوج از آن ارث می‌برد: در صورتی که زوجه فوت کند، زوج از تمام اموال زوجه «اعم از منقول و غیر منقول» به مقدار سهم ارث معیّن «ربع یا نصف» از ترکه می‌برد.

ب ـ اموالی که زوجه از آن ارث می‌برد: نظر مشهور فقهای امامیّه بر آن است کـه زن از زمین ارث نمی‌برد، و از قیمت ابنیه و اشجار و از عین بقیه ترکه ارث می‌برد. (ترجمه و توضیح لمعه، از آثار مترجم، ج ۲، ص ۲۴۸)

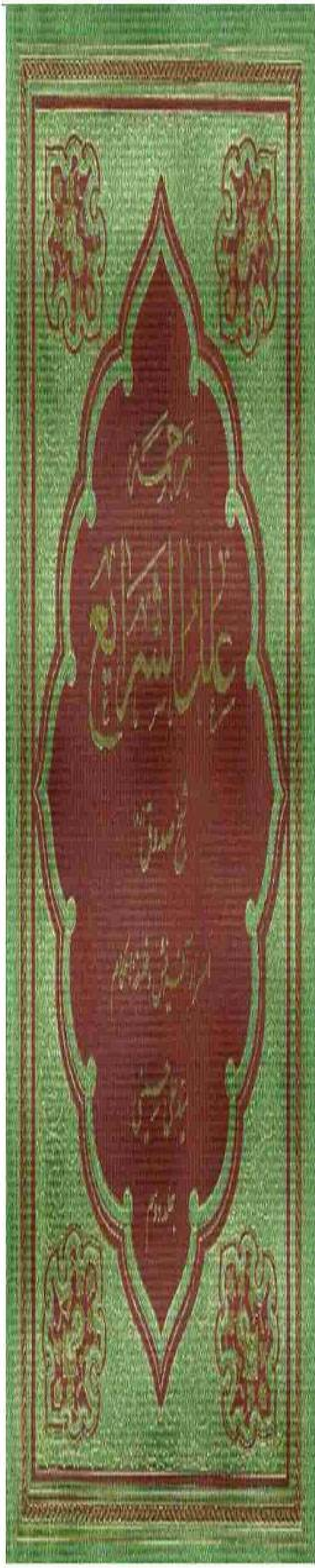

محمد بن عمر بن علی بن عبد الله البصری قال حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن أحمد بن خالد بن جبله الواعظ قال حدثنا أبو القاسم عبد الله بن أحمد بن عامر الطائی قال حدثنا أبی قال حدثنا علی بن موسى الرضا عن أبیه عن آبائه عن أمیر المؤمنین ع أنه سأله رجل من أهل الشام عن مسائل فکان فیما سأله أن قال له لم صار المیراث للذکر مثل حظ الأنثیین قال من قبل السنبله کان علیه ثلاث حبات فبادرت إلیها حواء فأکلت منها حبه وأطعمت آدم حبتین فمن أجل ذلک ورث الذکر مثل حظ الأنثیین

-روایت-۱-۲-روایت-۲۸۶-۵۳۸

۳۷۲- باب العله التی من أجلها لاترث المرأه مما ترک زوجها من العقار شیئا وترث مما سوى ذلک

۱- أبی رحمه الله قال حدثنا محمد بن أبی القاسم ماجیلویه عن محمد بن عیسى عن علی بن الحکم عن أبان عن میسر قال سألت أبا عبد الله ع عن النساء مالهن من المیراث فقال لهن قیمه الطوب والبناء والخشب والقصب فأما الأرض والعقار فلامیراث لهن فیهما قلت الثیاب لهن قال الثیاب نصیبهن فیه قلت کیف هذا ولهن الثمن والربع مسمى قال لأن المرأه لیس لها نسب ترث

باب ٣٧٢ - العلة التي من اجلها لا ترث المراة مما ترك زوجها من العقار شيئاً وترث مما سوى ذلك

١ - أبي رحمه الله قال: حدثنا محمد بن أبي القاسم ماجيلويه عن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن أبان عن ميسر قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن النساء ما لهن من الميراث، فقال: لهن قيمة الطوب والبناء والخشب والقصب، فأما الأرض والعقار فلا ميراث لهن فيهما، قلت: الثياب لهن؟ قال: الثياب نصيبهن فيه، قلت: كيف هذا ولهن الثمن والربع مسمى؟ قال: لأن المرأة ليس لها نسب ترث به وإنما هي دخلت عليهم وإنما صار هذا هكذا لئلا تتزوج المرأة فيجيء زوجها أو ولدها من قوم آخرين فيزاحمون هؤلاء في عقارهم.

٢ - حدثنا علي بن أحمد رحمه الله قال: حدثنا محمد بن أبي عبد الله عن محمد بن إسماعيل عن علي بن العباس قال: حدثنا القاسم بن الربيع الصحاف عن محمد بن سنان أن الرضا عليه السلام كتب إليه فيما كتب من جواب مسائله علة المرأة أنها لا ترث من العقار شيئاً إلا قيمة الطوب والنقض لأن العقار لا يمكن تغييره وقلبه والمرأة قد يجوز أن ينقطع ما بينها وبينه من العصمة ويجوز تغييرها وتبديلها وليس الولد والوالد كذلك لأنه لا يمكن التقصي منها والمرأة يمكن الاستبدال بها فما يجوز أن يجيء ويذهب كان ميراثها فيما يجوز تبديله وتغيره إذ شبهها وكان الثابت المقيم على حاله لمن كان مثله في الثبات والمقام.

باب ٣٧٣ - العلة التي من اجلها سميت قم

١ - حدثنا علي بن عبد الله الوراق رحمه الله قال: حدثنا سعد بن عبد الله قال: حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى والفضل بن عامر الاشعري قالا: حدثنا سليمان ابن مقبل قال: حدثنا محمد بن زياد الازدي قال: حدثنا عيسى بن عبد الله الأشعري عن الصادق جعفر بن محمد قال حدثني أبي عن جدي عن أبيه عليهم السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله لما أسري بي إلى السماء حملني جبرائيل على كتفه الأيمن فنظرت إلى بقعة بأرض الجبل حمراء أحسن لوناً من الزعفران وأطيب ريحاً من المسك فإذا فيها شيخ على رأسه برنس، فقلت لجبرائيل: ما هذه البقعة الحمراء التي هي أحسن

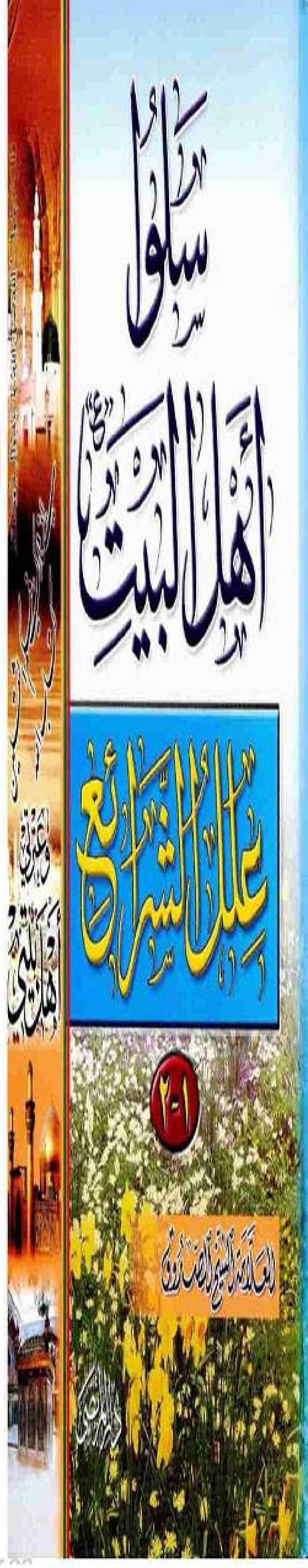

جهاد وعد أشياء غير هذا وهذا على الرجال فلذلك جعل له سهمان ولها سهم .

٤ ـ حدثنا على بن أحمد بن محمد رضى الله عنه قال حدثنا محمد بن أبي عبد الله الكوفى عن موسى بن عمران النخعى عن عمه الحسين بن يزيد عن على بن سالم عن أبيه قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام فقلت له كيف صار الميراث للذكر مثل حظ الانثيين فقال: لأن الحبات التى أكلها آدم وحواء فى الجنة كانت ثمانية عشر أكل آدم منها اثنتى عشرة حبة وأكلت حواء ستا فلذلك صار الميراث للذكر مثل حظ الانثيين .

٥ ـ حدثنا أبو الحسن محمد بن عمر بن على بن عبد الله البصرى قال : حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن احمد بن خالد بن جبلة الواعظ قال : حدثنا أبو القاسم عبد الله بن احمد بن عامر الطائى قال : حدثنا أبى قال : حدثنا على بن موسى الرضا عن أبيه عن آبائه عن أمير المؤمنين عليه السلام انه سأله رجل من أهل الشام عن مسائل فكان فيما سأله أن قال له لم صار الميراث للذكر مثل حظ الانثيين قال : من قبل السنبلة كان عليها ثلاث حبات فبادرت اليها حواء فأكلت منها حبة واطعمت آدم حبتين فمن أجل ذلك ورث الذكر مثل حظ انثيين .

﴿ باب ٣٧٢ ـ العلة التى من أجلها لا ترث المرأة مما ترك زوجها ﴾
من العقار شيئا وترث مما سوى ذلك

١ ـ أبى رحمه الله قال : حدثنا محمد بن أبى القاسم ما جيلويه عن محمد بن عيسى عن على بن الحكم عن أبان عن ميسر قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن النساء ما لهن من الميرث فقال : لهن قيمة الطوب والبناء والخشب والقصب فاما الارض والعقار فلاميراث لهن فيهما قلت الثياب لهن قال الثياب نصيبهن فيه قلت كيف هذا ولهن الثمن والربع مسمى قال : لان المرأة ليس لها نسب ترث به وانما هى دخلت عليهم وانما صار هذا هكذا لئلا تتزوج المرأة فيجيء زوجها أو ولدها من قوم آخرين فيزاحمون هؤلاء فى عقارهم .

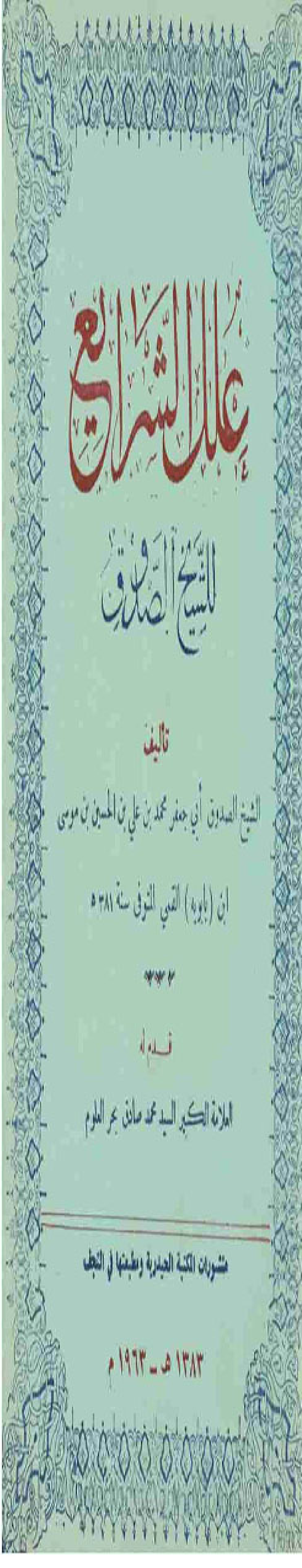

باب ٣٧٢ ـ العلة التي من أجلها لا ترث المرأة مما ترك زوجها من العقار شيئاً وترك مما سوى ذلك

١ ـ أبي رحمه الله قال: حدثنا محمد بن أبي القاسم ماجيلويه عن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن أبان عن ميسر قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن النساء ما لهن من الميراث، فقال: لهن قيمة

الطوب والبناء والخشب والقصب، فأما الأرض والعقار فلا ميراث لهن فيهما، قلت: الثياب لهن؟ قال: الثياب نصيبهن فيه، قلت: كيف هذا ولهن الثمن والربع مسمى؟ قال: لأن المرأة ليس لها نسب ترث به وإنما هي دخلت عليهم وإنما صار هذا هكذا لئلا تتزوج المرأة فيجيء زوجها أو ولدها من قوم آخرين فيزاحمون هؤلاء في عقارهم.

٢ ـ حدثنا علي بن أحمد رحمه الله قال: حدثنا محمد بن أبي عبد الله عن محمد بن إسماعيل عن علي بن العباس قال: حدثنا القاسم بن الربيع الصحاف عن محمد بن سنان أن الرضا عليه السلام كتب إليه فيما كتب من جواب مسائله علة المرأة أنها لا ترث من العقار شيئاً إلا قيمة الطوب والنقض لأن العقار لا يمكن تغييره وقلبه والمرأة قد يجوز أن ينقطع ما بينها وبينه من العصمة ويجوز تغييرها وتبديلها وليس الولد والوالد كذلك لأنه لا يمكن التقصي منها والمرأة يمكن الاستبدال بها فما يجوز أن يجيء ويذهب كان ميراثها فيما يجوز تبديله وتغيره إذا شبهها وكان الثابت المقيم على حاله لمن كان مثله في الثبات والمقام.

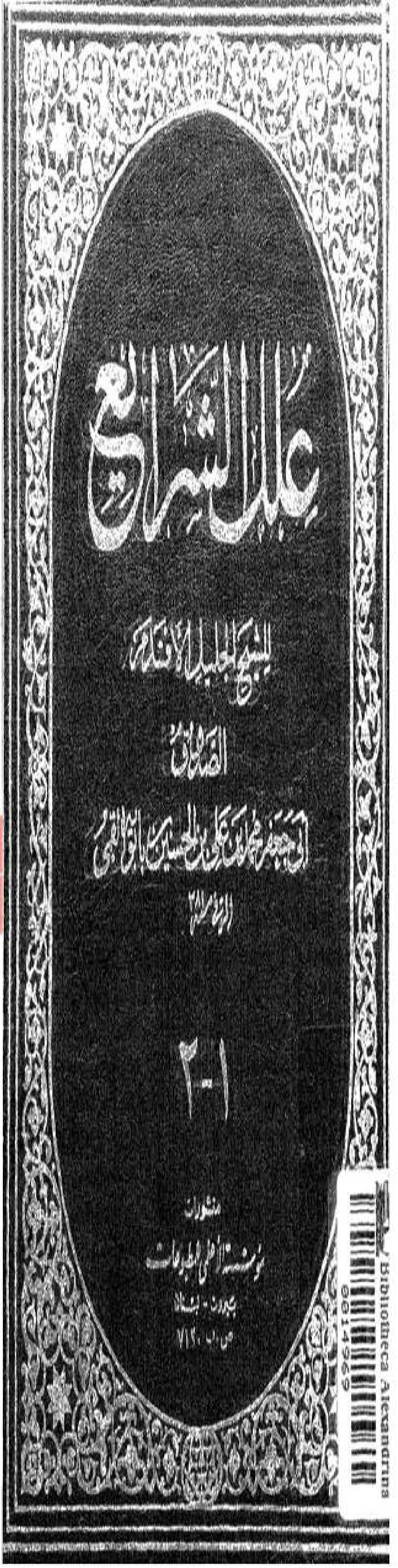

- ٦٣٥ -

باب العلّة التي من أجلها لا ترث المرأة ممّا ترك زوجها من العقار شيئاً وترث ممّا سوىٰ ذلك

[١/١٣٦٠] أبي[1] رحمه الله، قال: حدّثنا محمّد بن أبي القاسم ماجيلويه، عن محمّد بن عيسىٰ، عن عليّ بن الحكم، عن أبان، عن ميسّر، قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن النساء ما لهنّ من الميراث؟

فقال: «لهنّ قيمة الطوب[2] والبناء والخشب والقصب، فأمّا الأرض والعقار[3] فلا ميراث لهنّ فيهما»، قلت: الثياب لهنّ؟

قال: «الثياب نصيبهنّ فيه» قلت: كيف هذا ولهذا الثُّمن والربع

---

(١) في «س، ن»: حدّثنا أبي.

(٢) ورد في حاشية «ج، ل»: الطوب بالضمّ: الآجر. القاموس المحيط ١: ١٣١.

(٣) ورد في حاشية «ج، ل»: في هذه المسألة أقوال:

أوّلها - وهو المشهور -: حرمان الزوجة من الأرض سواء كانت بياضاً أم مشغولة بزرع وشجر وبناء وغيرها عيناً وقيمةً، ومن عين آلاتها وأبنيتها وتعطىٰ قيمة ذلك.

وثانيها: حرمانها من جميع ذلك مع إضافة الشجر إلى الآلات في الحرمان من العين، وبه قال العلّامة في القواعد، والشهيد في الدروس، وكثير من المتأخّرين.

وثالثها: حرمانها من الرباع وهي الدور والمساكن دون البساتين والضياع، وتعطىٰ قيمة الآلات والأبنية من الدور والمساكن، وبه قال المفيد وابن إدريس.

ورابعها: حرمانها من عين الرباع خاصّة لامن قيمته، وهو قول المرتضىٰ.

وخامسها: عدم حرمانها من شيء لا عيناً ولا قيمةً، وبه قال ابن الجنيد، وهو نادر جدّاً. (م ق رحمه الله).

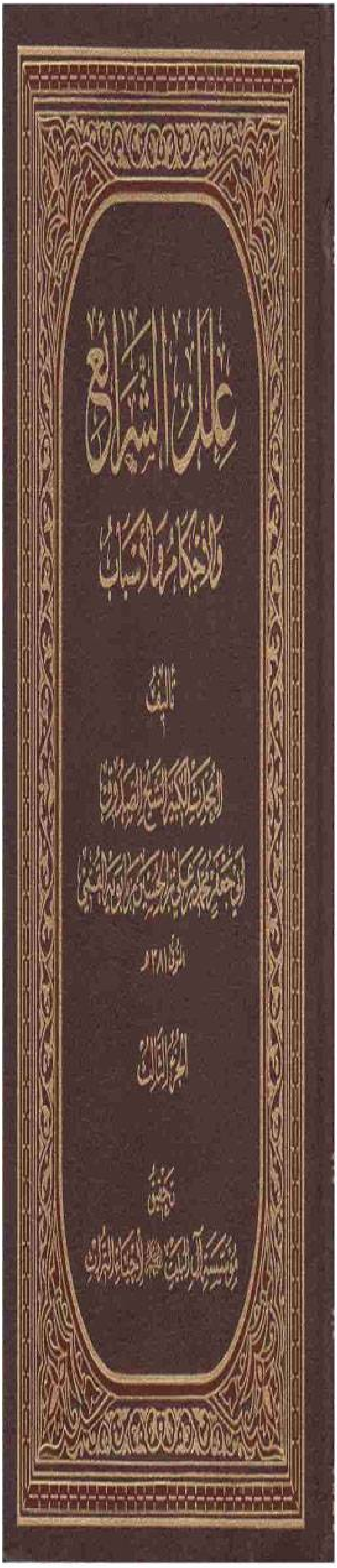

باب (۳۷۲) وہ سبب جس کی بنا پر شوہر کے متروکہ میں سے زوجہ اثاث البیت میں سے کچھ نہ پائے گی اس کے علاوہ اور میں ترکہ پائے گی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی القاسم ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابان سے انہوں نے میسر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا عورتوں کے لئے میراث میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے لئے صرف اینٹوں کی عمارت اور لکڑی اور بانس وسرکنڈوں کی قیمت ہے۔ زمین اور گھر کے سامان میں سے ان کے لئے کوئی میراث نہیں ہے میں نے عرض کیا اور کپڑے؟ آپ نے فرمایا ہاں ان میں ان کا حصہ ہے میں نے عرض کیا یہ کیسے عورتوں کے لئے تو آٹھواں اور چوتھائی مقرر ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ عورت تو داخل نسب نہیں جس سے اس کو میراث ملے وہ تو دوسری جگہ سے آکر ان میں داخل ہو گئی اور یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اگر عورت اس شوہر کے بعد کسی دوسرے سے عقد کرے تو اس کی اور جو دوسری قوم کی ہے اگر ان لوگوں سے گھر کے سامان پر مزاحمت کرے گی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے آپ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں اس کا سبب بھی تحریر فرمایا کہ عورت گھر کے سامان تعمیر میں سے کچھ میراث نہ پائے گی سوائے لکڑی اور شہتیر وغیرہ کی قیمت کے کیونکہ گھر میں لگا ہوا سامان میں تغیر اور تبدیل ممکن نہیں۔ اور لڑکے اور باپ کا معاملہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ اس میں توڑنے کا امکان نہیں ہے اور عورت کے لئے اس کا امکان ہے کہ وہ [illegible] ہو جیسے اس میں جو آنے اور جانے والی اس کو میراث بھی ان ہی چیزوں میں ملے گی جس میں تغیر اور تبدیل ہو سکے اور ثابت اور [illegible] کو وہی پائے گی جو اسی کے مثل ثابت اور مقیم ہو۔

باب (۳۷۳) وہ سبب جس کی بنا پر قم کا نام قم رکھا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے [illegible] عبد اللہ الوراق رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد [illegible] حفص بن عمر اشعری نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سلیمان بن مقبل نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن زیاد الازدی نے [illegible] کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن عبد اللہ اشعری نے روایت کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ [illegible] میرے پدر بزرگوار نے روایت کرتے ہوئے میرے جد نامدار سے اور انہوں نے روایت کی اپنے پدر بزرگوار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شب معراج مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرئیل نے مجھے اپنے شانے پر اٹھایا تو میں نے دیکھی [illegible] دوستوں میں مجھے ایک چبوترہ نظر آیا جس کا رنگ زعفران سے زیادہ خوبصورت اور [illegible] بو مشک سے زیادہ بہتر تھی [illegible] جب وہاں گئے تو دیکھا جس کے سر پر ٹوپی تھی میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ زمین کون سی ہے جس کا رنگ سرخ زعفران سے زیادہ [illegible] خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے شیعوں اور آپ کے وصی علی بن ابی طالب کے شیعوں کا خطہ ہے [illegible] وہ عمامہ پر ٹوپی لگائے ہوئے کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ ابلیس ہے میں نے کہا وہ ان لوگوں سے کیا چاہتا ہے؟

علل الشرائع

حصہ دوم

شیخ صدوق

عن أبي جعفر (عليه السلام) : أنَّ المرأة لا ترث ممّا ترك زوجها من القرى والدور والسلاح والدوابّ شيئاً ، وترث من المال والفرش والثياب ومتاع البيت ممّا ترك ، وتقوّم[1] النقض والأبواب والجذوع والقصب ، فتعطى حقّها منه .

ورواه الشيخ بإسناده عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب مثله[2] .

[٣٢٨٣٧] ٢ ـ وعنهم ، عن سهل ، (وعن محمد ، عن أحمد)[1] ، عن عليّ بن الحكم ، عن علاء ، عن محمد بن مسلم ، قال : قال أبو عبد الله (عليه السلام) : ترث المرأة الطوب[2] ، ولا ترث من الرباع شيئاً ، قال : قلت : كيف ترث من الفرع ، ولا ترث من الرباع[3] شيئاً ؟ فقال[4] : ليس لها منه[5] نسب ترث به ، وإنّما هي دخيل عليهم ، فترث من الفرع ، ولا ترث من الأصل ، ولا يدخل عليهم داخل بسببها .

ورواه الحميريُّ في (قرب الإسناد) عن السندي بن محمد عن العلاء ابن رزين ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) مثله[6] .

[٣٢٨٣٨] ٣ ـ وعنهم ، عن سهل ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبان الأحمر ، قال : لا أعلمه إلّا عن ميسر بيّاع الزطي ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) ، قال : سألته عن النساء ، ما لهنّ من الميراث ؟ قال : لهنّ قيمة الطوب والبناء والخشب والقصب ، فأما الأرض والعقارات فلا ميراث لهنّ

---

(١) في المصدر : ويقوّم .
(٢) التهذيب ٩ : ٢٩٨ / ١٠٦٥ ، والاستبصار ٤ : ١٥١ / ٥٧١ .
٢ ـ الكافي ٧ : ١٢٨ / ٥ والتهذيب ٩ : ٢٩٨ / ١٠٦٧ والاستبصار ٤ : ١٥٢ / ٥٧٣ .
(١) ليس في المصدر .
(٢) في المصدر : من الطوب .
(٣) في المصدر : الأصل .
(٤) في المصدر زيادة : لي .
(٥) في المصدر : منهم .
(٦) قرب الاسناد : ٢٧ .
٣ ـ الكافي ٧ : ١٣٠ / ١١ .

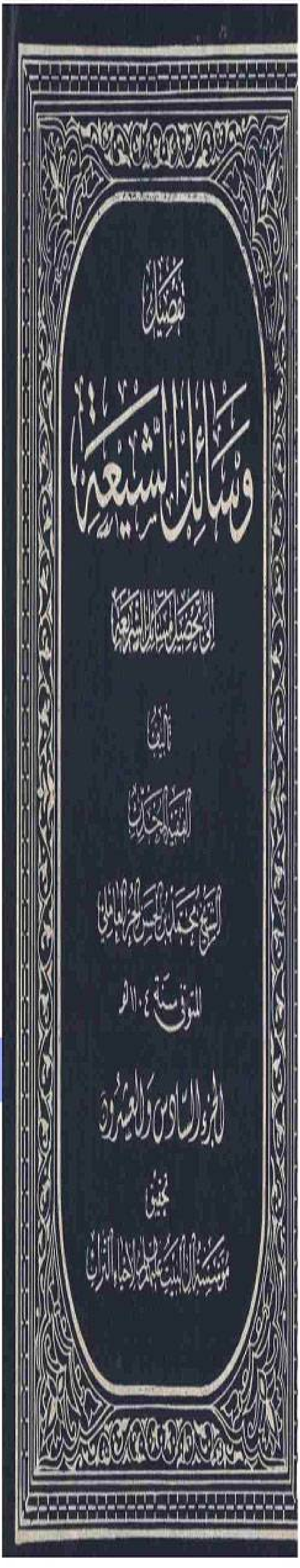

حوالے کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جب بیوی کی اولاد نہ ہو۔ تو وہ زمین، مکانات، اسلحہ اور جانوروں میں سے وراثت حاصل نہیں کرتی۔ ہاں البتہ زمین کے علاوہ وہ باقی چیزوں کی قیمت میں سے حصہ پاتی ہے جن میں دروازے، سرکنڈے، لکڑیاں، مکان کا ملبہ، درخت اور کھجور وغیرہ داخل ہیں۔ مگر بیٹیاں ہر چیز سے وراثت حاصل کرتی ہیں۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر جو بستیاں، مکانات، اسلحہ اور جانور چھوڑ کر جاتا ہے عورت اس میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ (نقدی کے علاوہ) وہ دوسرے مال ومتاع، فرش فروش، کپڑوں کی وارث ہوتی ہے اور ملبہ، درختوں کے تنوں، سرکنڈوں اور دروازوں کی قیمت لگائی جائیگی اور اس سے وہ اپنے حق کی وراثت حاصل کرے گی۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت (بیوہ) پکی اینٹوں (ملبہ وغیرہ) سے تو وراثت پاتی ہے مگر زمین سے وراثت نہیں پاتی۔ راوی نے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ عورت فرع (عارضی چیزوں) سے تو وراثت حاصل کرتی ہے مگر زمین سے (جو کہ اصل ہے) کیوں حاصل نہیں کرتی؟ فرمایا: چونکہ (عموماً) عورت کا مرد سے رشتہ عارضی ہوتا ہے نسبی نہیں ہوتا۔ اس لئے اسے وراثت بھی فرع سے ملتی ہے اصل سے نہیں۔ نیز اس لئے بھی کہ (اس کے شوہر کے قبیلہ پر) اس کی بیوہ کی وجہ سے کوئی اجنبی آدمی داخل نہ ہو۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۳۔ نیز باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورتیں زمین اور جائیداد میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہوتیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ باسناد خود زرارہ، فضیل، برید اور محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت مرد کے گھر کی مٹی، یا زمین کی وارث نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ مکان کے ملبہ اور لکڑیوں کی قیمت لگائی جائے گی اور اس قیمت کے ربع یا ثمن کی مستحق قرار پائے گی۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وراثت میں کیا دیا؟

قيس بن سعد

هـذا عـليّ وابـن عم المـصطفى	أول مـن أجابـه ممـن دعـا
هذا الإمام لا نبالي من غوى

شاعر

حب الإمـام عـلى الأنـام فـريضـة	أعـني أمـير المـؤمـنين عـليـا
فـرض الإلـه عـلى الـبرية حبـه	واخـتـاره لـلمـؤمـنين ولـيـا

أنشد

أشـهـد بـالله وآلائـه	شـهـادة يـعـلمـهـا ربِّ
أن عـليّـاً بـعـد خـير الـورى	إمـام أهـل الشرق والـغـرب
من لم يـقـل مـثـل الـذي قـلتـه	جـاءت بـه الـرعـنـاء في الـدرب

قوله تعالى : ﴿ ونجعلهم أئمة ونجعلهم الوارثين ﴾ [القصص : ٥] . انبأني الحافظ أبو العلى بإسناده عن شريك بن عبد الله عن أبي ربيعة عن ابن بريدة عن أبيه قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم : « لكل نبيّ وصيّ ووارث ، وإن عليّاً وصيّي ووارثي » .

فضائل الصحابة عن أحمد عن زيد بن أوفى قال صلى الله عليه وآله وسلم في خبر : « وأنت مني منزلة هارون من موسى ، إلا أنه لا نبي بعدي ، وأنت أخي ووارثي » ، قال : وما أرث منك يا رسول الله ؟ قال : « ما ورث الأنبياء قبلي » ، قال : وما ورث الأنبياء قبلك قال : « كتاب الله وسنة نبيه » .

زرارة[1] عن أبي جعفر عليه السلام قال : ورث عليّ علم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وورثت فاطمة عليها السلام تركته ، والخبر المشهور : « أنت وارث علم الأولين والآخرين » .

ابن حماد

ذاك عـليّ المـرتضى الـعـالي الـذي	بفـخـره قـد فـخـرت عـدنـانـه
صـنـو الـنـبي هـديـه كـهـديـه	إذ كـلّ شيء شـكـلـه عـنـوانـه

(١) زرارة بن أعين من أصحاب الباقر .

(رجال الطوسي ص ١٢٣)

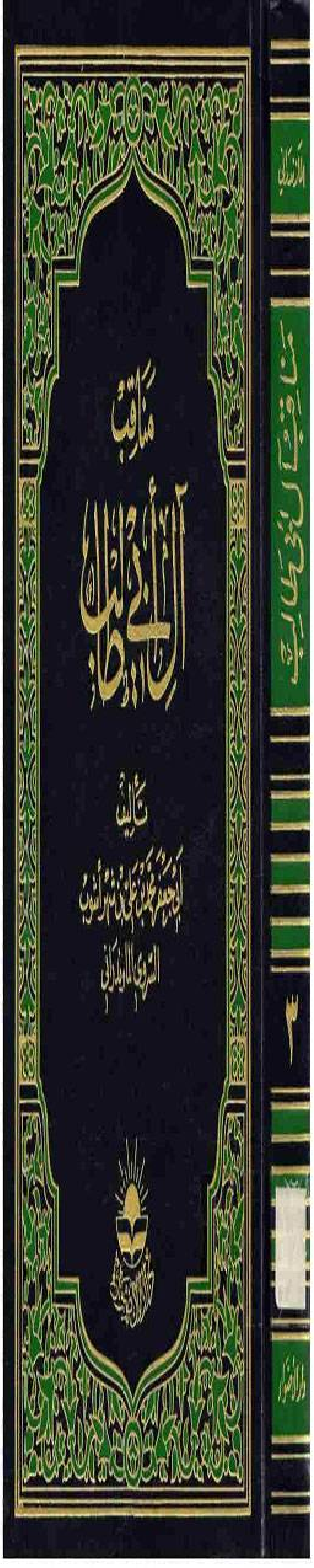

[في أنّه عليه السلام الوارث]

قوله تعالى ﴿وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾.

أنبأني الحافظ أبو العلي بإسناده عن شريك بن عبد الله عن أبي ربيعة عن أبي بريدة عن أبيه قال النبي ﷺ:

لكلّ نبيّ وصيّ ووارث، وإنّ علياً عليه السلام وصيّي ووارثي[1].

فضائل الصحابة عن أحمد عن زيد بن أوفى قال ﷺ في خبر: وأنت بمنزلة هارون من موسى إلّا أنّه لا نبي بعدي، وأنت أخي ووارثي، قال: وما أرث منك يا رسول الله؟

قال: ما ورث الأنبياء قبلي، قال: وما ورّث الأنبياء قبلك؟ قال: كتاب الله، وسنّة نبيّه[2].

زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: ورث علي عليه السلام علم رسول الله ﷺ، وورثت فاطمة عليها السلام تركته[3].

والخبر المشهور: أنت وارث علم الأوّلين والآخرين.

---

(١) الكامل لابن عدي: ٤/١٤، تاريخ دمشق: ٤٢/٣٩٢.

(٢) فضائل الصحابة لأحمد: ٣١/١ رقم١٠٨٥، المعجم الكبير للطبراني: ٥/٢٢١، الثقات لابن حبان: ١/١٤٢، الكامل لابن عدي: ٣/٢٠٧، تاريخ دمشق: ٢١/٤١٥، تنبيه الغافلين: ٣٨.

(٣) بصائر الدرجات: ٣١٤ باب ١١.

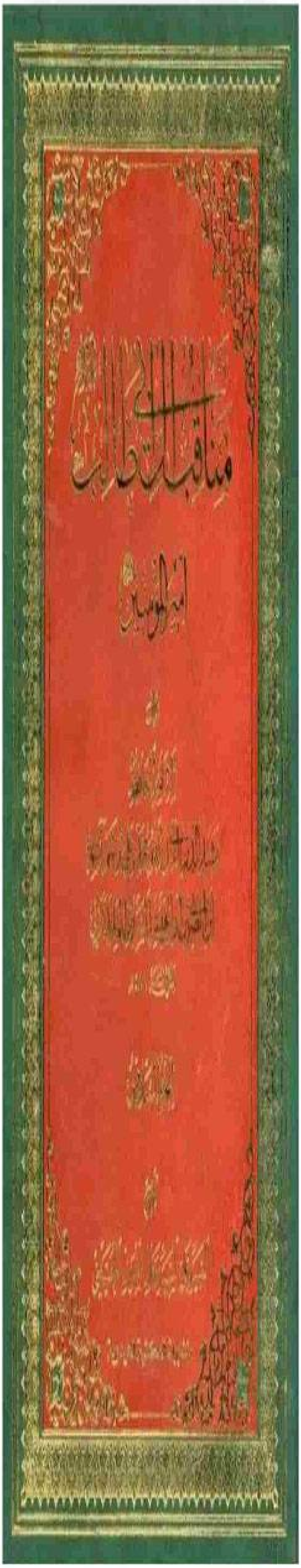

گواهی پیامبر ﷺ

حافظ ابوالعلی به سند خود از شریک بن عبدالله، از ربیعه، از ابوبریده[1] از پدرش مرا حدیث آورده که گفته است: پیامبر ﷺ فرمود: «هر پیامبری را وصّی و وارثی است و علی علیه‌السلام وصّی و وارث من باشد»[2].

در فضائل الصحابه احمد از زید بن اوفی آمده است که پیامبر ﷺ در ضمن سخنانی فرمود: «و تو در جایگاهی چون جایگاه هارون نسبت به موسایی، جز این‌که پس از من پیامبری نیست و تو برادر و وارث منی»[3].

علی علیه‌السلام پرسید: ای پیامبر خدا ﷺ، چه چیز از تو ارث برم؟

فرمود: آنچه پیامبران علیهم‌السلام پیش از من ارث بردند.

پرسید: پیامبران علیهم‌السلام پیش از تو چه چیز به ارث بردند؟

فرمود: کتاب خدا و سنت پیامبرانش را[4].

زراره از امام باقر علیه‌السلام روایت کرده که فرموده است: «علی علیه‌السلام علم پیامبر خدا ﷺ را به ارث برد و فاطمه علیهاالسلام وارث ماترک او بود»[5].

این خبر نیز مشهور است که پیامبر ﷺ به علی علیه‌السلام فرمود: «تو وارث علم نخستان و پسینیانی»[6].

ابن‌حماد گفته است:

این علی مرتضی علیه‌السلام است، بلندمرتبه‌ای که تیرهٔ عدنان از افتخارهای او فخر به کف آورده است.

همتای پیامبر ﷺ که راهنمایی آن دو یکسان است؛ چراکه تصویر هر چیز نشانگر خود آن باشد.

---

۱. در منابع «ابن‌بریده» است.

۲. «لکل نبی وصی و وارث و ان علیا وصیی و وارثی». برای متن عیناً یا با تفاوت‌هایی ← ابن‌حجر، فتح الباری، ۱۵۰/۸؛ ابن‌عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۳۹۲/۴۲؛ دیلمی، الفردوس، ۳۳۶/۳؛ طبری، ذخائر العقبی، ۷۱؛ طوسی، اختیار معرفة الرجال، ۳۸۴/۱؛ خوارزمی، المناقب، ۸۵.

۳. «و انت بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی و انت اخی و وارثی».

۴. «کتاب الله و سنة نبیه». ← ابن‌حنبل، فضائل الصحابة، ۹۳۸/۲.

۵. «ورث علی علم رسول الله و ورثت فاطمة ترکته». ← صفار، بصائر الدرجات، ۳۱۴.

۶. «انت وارث علم الاولین و الآخرین». خبر را بدین ساختار در منابع نیافتم. آنچه یافته‌ام حدیث «انت وارث علمی ...» است ← خزاز قمی، کفایة الاثر، ۱۳۲ و ۱۶۷.

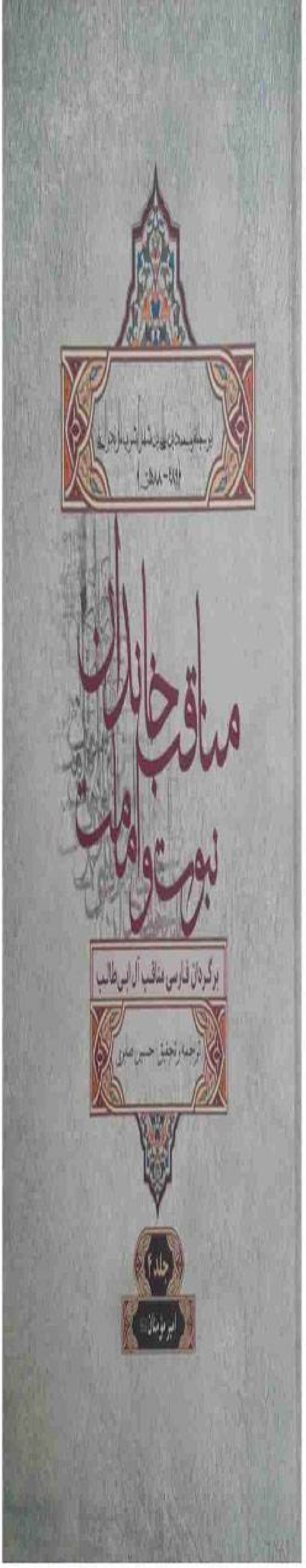

حال ہے۔ فرمایا میری موت کا وقت قریب ہے میں نے کہا پھر کسی کو اپنا جانشین بنایئے۔ فرمایا کس کو میں نے کہا عمرؓ کو حضرت پھر خاموش ہو گئے۔ تیسری بار پھر آہ کی میں نے پھر عرض کیا حضورؐ کسی کو اپنا جانشین بنایئے فرمایا کس کو میں نے کہا علیؑ کو یہ سن کر حضرت نے فرمایا خدا کی قسم اگر لوگوں نے ان کی اطاعت کی تو سب کے سب جنّت میں جائیں گے۔ ہارون نے حضرت علیؑ کو خلیفہ کہنے سے منع کیا ابو منذر یہ نے کہا بنی تیم نے اپنے کو ہم سے خلیفہ کہلوایا بنی امیہ نے کہلوایا اسے بنی ہاشم خلافت میں تمہارا حصہ کہاں ہے اور واللہ یہ حصہ نہیں ہے سوائے علیؑ کے ہارون یہ سن کر چپ ہو گیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورہ یٰسین ۱۲/۳۶) نازل ہوئی تو دو شخصوں نے پوچھا کیا امام مبین سے توریت مراد ہے فرمایا نہیں، پوچھا کیا انجیل مراد ہے فرمایا نہیں پھر انہوں نے کہا قرآن مراد ہے فرمایا نہیں اسی اثنا میں امیرالمومنینؑ آ گئے یہ ہے وہ امام جس میں خدا نے ہر شئے کا احصار کر دیا ہے۔ یعنی بقول تعالیٰ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورہ الفرقان ۷۴/۲۵) آپ امام المتقین ایسا نہ کہ آپ کا غیر اور جنّت متقیوں ہی کے لیے ہے۔

معجم طبرانی میں اور اخبار اہل بیت میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ شب معراج میں تین چیزیں خدا نے علیؑ کے بارے میں فرمائیں۔ امام المتقین۔ سید المرسلین۔ قائد الغر المحجلین۔

ابی الصلت اہوازی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تم سید الوصیین امام المتقین اور قائد الغر المحجلین ہو یعسوب الدین ہو۔

یوسف قطان نے اپنی تفسیر میں سعید بن جبیر اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ بلائے گا ائمہ ہدیٰ مصابیح الدجیٰ اعلام التقیٰ امیرالمومنینؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو پھر ان سے کہے گا صراط سے تم اور تمہارے شیعہ گزر و اور بغیر حساب جنّت میں داخل ہو پھر بدکاروں کو بلائے گا یزید بھی ان میں ہو گا خدا اس سے کہے گا اپنے ساتھیوں کو لے جا دوزخ میں لے جا۔

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا۔ تمام لوگ اپنے اپنے امام زمانہ اور اپنی آسمانی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے ساتھ بلائے جائیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت ہر قوم ان لوگوں کے ساتھ بلائی جائے گی جن کو وہ دوست رکھتی ہو گی۔ ہم مضطر ہوں گے رسولؐ کی طرف اور تم مضطر ہو گے ہماری طرف ہم تمہیں جنّت میں لے جائیں گے۔

حافظ ابو یعلیٰ نے شریک بن عبداللہ سے اس نے ابو بریدہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہر نبی کا وصی و وارث ہوتا ہے میرے وصی و وارث علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا یا رسول اللہ میں آپ سے میراث میں پاؤں گا فرمایا مجھ سے قبل جو انبیاء نے وراثت میں چھوڑا ہے اور وہ اللہ کی کتاب اور انبیاء کی سنت ہے۔ اے علیؑ تم علم اولین و آخرین کے وارث ہو۔

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد اوّل و دوئم

ترجمہ

مناقب علی ابن شہر آشوب

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ (امروہوی)

(مصنف دوازدہ کتب)

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد کراچی

ہوئے کہتا ہے:

وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ ؕ

"اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسولؐ کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا"۔ (الصف:٦)

پس حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشارت دی۔ جیسا کہ ان سے قبل انبیاءؑ ایک دوسرے کی آمد کی خوشخبری سنا چکے تھے۔ حتیٰ کہ انبیاءؑ کی بعثت کا یہ سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچ گیا۔

اور جب حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا مقررہ عرصہ تمام ہوگیا اور آپؐ کی زندگی کے دن اپنے اختتام کو پہنچ گئے تو خداوند عالم نے آپؐ کی طرف وحی کی:

"اے محمدؐ! آپؐ کی نبوت کا وقت پورا ہوگیا اور آپؐ کی مدت حیات ختم ہونے کو آگئی ہے۔ لہٰذا آپؐ اپنا علم، ایمان (وعدے اور مواثیق)، اسم اکبر، میراث علمی اور آثار نبوت اپنے بعد اپنی ذریت میں سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے سپرد کردیں۔ کیونکہ میں آپؐ کی ذریت میں سے ہونے والے آپؐ کے جانشین سے اس سلسلے کو روکنا نہیں چاہتا۔ جیسا کہ میں نے آپؐ کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ہونے والے انبیاؑ کے گھروں سے بھی اس سلسلہ کو منقطع نہیں کیا تھا"۔

اور اس کا بیان اس فرمانِ الٰہی میں آیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ‌ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۚ﴿۳۴﴾

"بے شک اللہ نے آدم، نوح، خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو سارے جہانوں سے منتخب کیا ہے۔ جو ایک نسل ہے جن کے بعض بعض سے ہیں (یہ اولاد ہے ایک دوسرے کی) اور خدا بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے"۔ (سورۃ آل عمران: ۳۳-۳۴)

خداوند متعال نے علم کو کوئی حقیر اور پست چیز بنایا (کہ ہر کوئی علم الٰہی کا عالم ہونے کا دعویٰ کرتا

خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ کی وراثتی اور وقف جائیداد کیا تھی؟

٣٥ - باب: صدقات النبي ﷺ وفاطمة والأئمة عليهم السلام ووصاياهم

١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الثَّانِي عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحِيطَانِ السَّبْعَةِ الَّتِي كَانَتْ مِيرَاثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ عليها السلام فَقَالَ: لَا إِنَّمَا كَانَتْ وَقْفاً وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُ إِلَيْهِ مِنْهَا مَا يُنْفِقُ عَلَى أَضْيَافِهِ وَالتَّابِعَةُ يَلْزَمُهُ فِيهَا، فَلَمَّا قُبِضَ جَاءَ الْعَبَّاسُ يُخَاصِمُ فَاطِمَةَ عليها السلام فِيهَا فَشَهِدَ عَلِيٌّ عليه السلام وَغَيْرُهُ أَنَّهَا وَقْفٌ عَلَى فَاطِمَةَ عليها السلام وَهِيَ الدَّلَالُ، وَالْعَوَافُ، وَالْحُسْنَى وَالصَّافِيَةُ وَمَا لِأُمِّ إِبْرَاهِيمَ وَالْمَيْثَبُ وَالْبُرْقَةُ.

٢ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَلَبِيِّ؛

وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَا: سَأَلْنَاهُ عَنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَدَقَةِ فَاطِمَةَ عليها السلام قَالَ: صَدَقَتُهُمَا لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ.

٣ - وَعَنْهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي يَحْيَى الْمَدِينِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: الْمَيْثَبُ هُوَ الَّذِي كَاتَبَ عَلَيْهِ سَلْمَانُ فَأَفَاءَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهُوَ فِي صَدَقَتِهَا.

٤ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَدَقَةِ عَلِيٍّ عليه السلام فَقَالَ: هِيَ لَنَا حَلَالٌ، وَقَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ عليها السلام جَعَلَتْ صَدَقَتَهَا لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ.

٥ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: أَلَا أُقْرِئُكَ وَصِيَّةَ فَاطِمَةَ عليها السلام؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَأَخْرَجَ حُقّاً أَوْ سَفَطاً فَأَخْرَجَ مِنْهُ كِتَاباً فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا أَوْصَتْ بِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْصَتْ بِحَوَائِطِهَا السَّبْعَةِ: الْعَوَافِ، وَالدَّلَالِ، وَالْبُرْقَةِ، وَالْمَيْثَبِ، وَالْحُسْنَى، وَالصَّافِيَةِ، وَمَا لِأُمِّ إِبْرَاهِيمَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام فَإِنْ مَضَى عَلِيٌّ فَإِلَى الْحَسَنِ فَإِنْ مَضَى الْحَسَنُ فَإِلَى الْحُسَيْنِ فَإِنْ مَضَى الْحُسَيْنُ فَإِلَى الْأَكْبَرِ مِنْ وُلْدِي شَهِدَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَكَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

وَعَنْهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ حُقّاً وَلَا سَفَطاً وَقَالَ: إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْ وُلْدِي دُونَ وُلْدِكَ.

٦ - وَعَنْهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: أَلَا أُقْرِئُكَ وَصِيَّةَ فَاطِمَةَ عليها السلام؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَ: فَأَخْرَجَ إِلَيَّ صَحِيفَةً: هَذَا مَا عَهِدَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي مَالِهَا إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَإِنْ مَاتَ فَإِلَى الْحَسَنِ وَإِنْ مَاتَ فَإِلَى الْحُسَيْنِ فَإِنْ مَاتَ الْحُسَيْنُ فَإِلَى الْأَكْبَرِ مِنْ وُلْدِي دُونَ وُلْدِكَ الدَّلَالُ وَالْعَوَافُ وَالْمَيْثَبُ وَبُرْقَةُ وَالْحُسْنَى وَالصَّافِيَةُ وَمَا لِأُمِّ إِبْرَاهِيمَ شَهِدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ذَلِكَ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

إِنَّ رَجُلاً مَاتَ وَ أَوْصَى إِلَيَّ وَ إِلَى آخَرَ أَوْ إِلَى رَجُلَيْنِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: خُذْ نِصْفَ مَا تَرَكَ وَ أَعْطِنِي النِّصْفَ مِمَّا تَرَكَ فَأَبَى عَلَيْهِ الْآخَرُ فَسَأَلُوا أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ذَلِكَ لَهُ.

(۳۵)

بَابُ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صلی الله علیه و آله وَفَاطِمَةَ وَ الْأَئِمَّةِ علیهم السلام وَوَصَايَاهُمْ

۱ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الثَّانِي عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحِيطَانِ السَّبْعَةِ الَّتِي كَانَتْ مِيرَاثَ رَسُولِ اللهِ صلی الله علیه و آله لِفَاطِمَةَ علیها السلام فَقَالَ: لا، إِنَّمَا كَانَتْ وَقْفاً وَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه و آله يَأْخُذُ إِلَيْهِ مِنْهَا مَا يُنْفِقُ عَلَى أَضْيَافِهِ وَ التَّابِعَةُ يَلْزَمُهُ فِيهَا فَلَمَّا قُبِضَ جَاءَ الْعَبَّاسُ يُخَاصِمُ فَاطِمَةَ علیها السلام فِيهَا فَشَهِدَ عَلِيٌّ عليه السلام وَ غَيْرُهُ أَنَّهَا وَقْفٌ عَلَى فَاطِمَةَ علیها السلام وَهِيَ الدَّلَالُ وَ الْعَوَافُ وَالْحُسْنَى وَالصَّافِيَةُ وَ مَا لِأُمِّ إِبْرَاهِيمَ وَ الْمَبِيتُ وَ الْبُرْقَةُ.

مردی از دنیا رفت و من و دیگری ـ یا دو نفر دیگر ـ را وصی خود قرار داد. پس یکی از آن دو نفر گفت: نصف ترکه را تو بردار و نصف دیگر را به من بده. اما دومی خودداری کرد. بنا بر این از امام صادق علیه السلام در این باره پرسیدند.

فرمود: وصی دوم حق خودداری ندارد.

بخش سی و پنجم
صدقات و وصیت‌های رسول خدا، فاطمهٔ زهرا و امامان معصوم علیهم السلام

۱ ـ احمد بن محمد گوید: از امام رضا علیه السلام در باره باغ‌های هفتگانه‌ای که ارث حضرت فاطمه علیها السلام از پیامبر صلی الله علیه و آله بود سؤال کردم.

فرمود: نه؛ تنها وقف بود و پیامبر خدا صلی الله علیه و آله به اندازه خرج میهمانان خود و نیازهای آنان از آن باغ‌های وقفی بر می‌داشت. هنگامی که پیامبر خدا صلی الله علیه و آله از دنیا رفت، عباس آمد و با حضرت فاطمه علیها السلام در خصوص آن منازعه نمود. پس حضرت علی علیه السلام و دیگران شهادت دادند که آن باغ‌ها وقف حضرت فاطمه علیها السلام است. و آن باغ‌ها دلال، عواف، حسنی، صافیه، باغ ام ابراهیم، میثب و برقه بودند.

متن و ترجمه

کتاب نفیس

فروع کافی

جلد نهم

جمعداری اموال
مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی
ش.اموال: ۵۲۷۲۶

تألیف

محدّث عالی مقام ثقة الاسلام

محمّد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی رحمه الله

ترجمه: گروه مترجمان

اشراف و ویرایش: محمّد حسین رحیمیان

وكان له عشر لقاح(١) يحلبها يسار كل ليلة قربتين عظيمتين يفرقها على نسائه ، منها (مهرة) أرسل بها سعد بن عبادة ، و (الشقراء) و (الرياء) ابتاعهما بسوق النبط ، و (الحباء) و (السمراء) و (العريس) ، و (السعيدة) ، و (البغوم) ، و (اليسيرة) و (بردة) .

وكانت منائح(٢) رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سبع أعنز يرعاهن ابن أم أيمن وهي : (عجوة) و (زمزم) ، و (سقيا) ، و (بركة) ، و (ورسة) ، و (أطلال) ، و (أطراف)(٣) . وكانت له مائة من الغنم وكان مخرنبق أحد بني النضير حبراً عالماً أسلم وقاتل مع رسول الله ، وأوصى بماله لرسول الله وهو سبع حوائط وهي : الميثب(٤) ، والصايفة ، والحسيني ، ويرقد ، والغواف ، والكلاء ، ومشربة أم إبراهيم .

وكان له صفايا(٥) ثلاثة : مال بني النضير وخيبر وفدك ، فأعطى فدك والعوالي فاطمة عليها السلام وروي أنه وقف عليها . وكان له من الغنيمة الخمس وصفيّ يصطفيه من الغنم ما شاء قبل القسمة وسهمه مع المسلمين كرجل منهم ، وكانت له الأنفال ، وكان ورث من أبيه أم أيمن فأعتقها ، وورث خمسة أجمال أوارك(٦) وقطعة(٧) غنم وسيفاً ما ثوى وزرقاً .

سيوفه : ذو الفقار والمنحذم(٨) ، والرسوب ورثه من أبيه ، والعضب أعطاه سعد بن عبادة ، وأصاب من بني قينقاع بتاراً(٩) وحتفاً وسيفاً قلعياً .

رماحه : أصاب ثلاثاً من بني قينقاع وكان له رمح يقال له المستوفي . وكان له

---

(١) اللقاح : جمع لقحة : الناقة الحلوب الغزيرة اللبن . (لسان العرب ، مادة لقح)

(٢) المنائح : جمع المنحة وهي كل ذات لبن من الغنم وغيرها . (لسان العرب ، مادة منح)

(٣) وفي بعض النسخ « أطراق » وفي أخرى « أطواف » .

(٤) وفي بعض النسخ : الميت بدل الميثب .

(٥) الصفي والصفية : كل شيء صفوه ، وما يصطفيه الرئيس من الغنيمة قبل قسمتها . (المعجم الوسيط ١/٥١٨)

(٦) الأوارك جمع الأرك : وهي الإبل التي اعتلت بطونها من أكل الأراك . (المعجم الوسيط ١/١٤)

(٧) وفي بعض النسخ : قطيعة غنم بدل قطعة .

(٨) وفي بعض النسخ : مخذم وقد ضبطه كذلك في المجمع وقال : مخذم بالخاء والذال المعجمتين ، سيف كان لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سمي به لقطعه .

(٩) البتار : السيف القاطع . (لسان العرب ، مادة بتر)

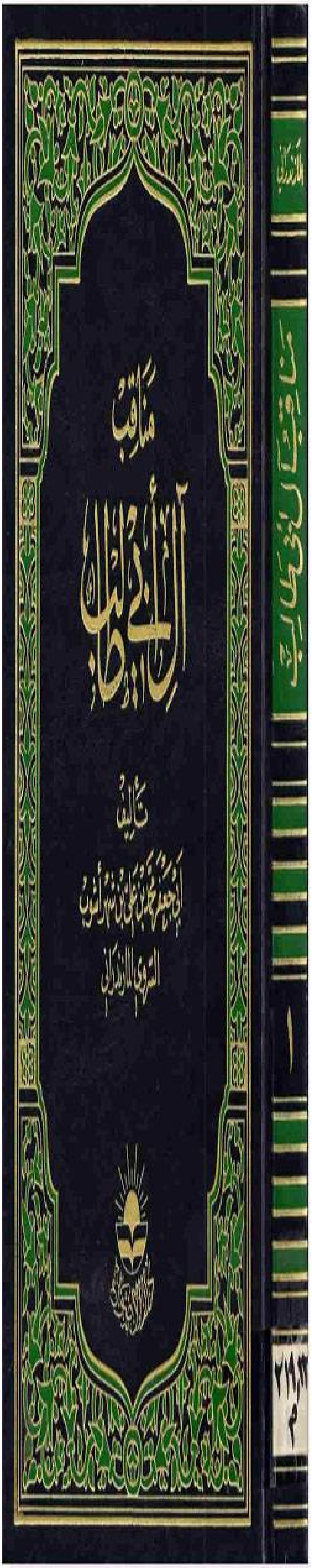

العرب كانت تقول زيد بن محمد على عادتهم في تبني العبيد فأبطل الله تعالى ذلك و نهى عن سنة الجاهلية و قال إن محمدا ليس أبا لواحد من الرجال البالغين المعروفين بينكم[1] و ذلك لا ينفي كونه أبا لأطفال لم يطلق عليهم لفظة الرجال كإبراهيم و حسن و حسين عليهم السلام.[2]

أقول: ثم ذكر بعض الاعتراضات و الأجوبة التي ليس هذا الباب موضع ذكرها.

باب ١٠ أوقافها و صدقاتها صلوات الله عليها

٢٣٥/٤٣ ١ـكا: [الكافي] محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن فضال عن أحمد بن عمر عن أبيه عن أبي مريم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن صدقة رسول الله صلى الله عليه وآله و صدقة علي عليه السلام فقال هي لنا حلال و قال إن فاطمة عليها السلام جعلت صدقتها لبني هاشم و بني المطلب.[3]

٢ـكا: [الكافي] علي عن أبيه عن ابن أبي نجران عن عاصم بن حميد عن أبي بصير قال قال أبو جعفر عليه السلام ألا أقرئك وصية فاطمة قال قلت بلى فأخرج حقا أو سفطا فأخرج منه كتابا فقرأ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هذا ما أوصت به فاطمة بنت محمد رسول الله صلى الله عليه وآله أوصت بحوائطها السبعة العواف و الدلال و البرقة و المبيت[4] و الحسنى و الصافية و ما لأم إبراهيم إلى علي بن أبي طلب عليه السلام فإن مضى علي فإلى الحسن فإن مضى الحسن فإلى الحسين فإن مضى الحسين فإلى الأكبر من ولدي شهد الله على ذلك و المقداد بن الأسود و الزبير بن العوام و كتب علي بن أبي طالب عليه السلام[5].

كا: [الكافي] علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن عاصم بن حميد مثله و لم يذكر حقا و لا سفطا و قال إلى الأكبر من ولدي دون ولدك.[6]

٢٣٦/٤٣ ٣ـكا: [الكافي] علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن أبي بصير قال قال أبو عبد الله عليه السلام ألا أقرئك وصية فاطمة قلت بلى قال فأخرج إلي صحيفة هذا ما عهدت فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وآله في أموالها إلى علي بن أبي طالب فإن مات فإلى الحسن فإن مات فإلى الحسين فإن مات فإلى الأكبر من ولدي دون ولدك الدلال والعواف والمبيت[7] والبرقة والحسنى والصافية وما لأم إبراهيم شهد الله عزوجل على ذلك والمقداد بن الأسود والزبير بن العوام.[8]

٤ـكا: [الكافي] علي عن أبيه عن ابن أبي نجران عن عاصم بن حميد عن إبراهيم بن أبي يحيى المزني[9] عن أبي عبد الله عليه السلام قال المبيت[10] هو الذي كاتب عليه سلمان فأفاءه الله على رسوله فهو في صدقتها.[11]

٥ـكا: [الكافي] محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن أبي الحسن الثاني عليه السلام قال سألته عن الحيطان السبعة التي كانت ميراث رسول الله صلى الله عليه وآله لفاطمة عليها السلام فقال[12] إنما كانت وقفا فكان رسول الله صلى الله عليه وآله يأخذ إليه منها ما ينفق على أضيافه و التابعة تلزمه فيها فلما قبض جاء العباس يخاصم فاطمة فيها فشهد علي و غيره أنها وقف على فاطمة عليها السلام و هي الدلال و العواف و الحسنى و الصافية و ما لأم إبراهيم و المبيت[13] و البرقة.[14]

---

١. في المصدر اضافة: «يعتزي اليه بالنبوة». ٢. شرح ابن أبي الحديد ج ١١، ص ٢٦.
٣. فروع الكافي ج ٧ ص ٤٨ باب صدقات النبي صلى الله عليه و آله و سلم و فاطمة و الائمة عليهم السلام و وصاياهم، حديث ٤.
٤. في المصدر: «الميثب» بدل «المبيت».
٥. فروع الكافي ج ٧ ص ٤٨ صدقات النبي صلى الله عليه و آله و فاطمة و الائمة عليهم السلام و وصاياهم، حديث ٥.
٦. فروع الكافي ج ٧ ص ٤٨ باب صدقات النبي صلى الله عليه و آله و فاطمة و الائمة عليهم السلام و وصاياهم، ذيل الحديث ٥.
٧. في المصدر: «الميثب» بدل «المبيت».
٨. فروع الكافي ج ٧ ص ٤٩ باب صدقات النبي صلى الله عليه و آله و فاطمة و الائمة عليهم السلام و وصاياهم، حديث ٦.
٩. في المصدر: «المدينى» بدل «المزني». ١٠. في المصدر: «الميثب» بدل «المبيت».
١١. فروع الكافي ج ٧ ص ٤٨ باب صدقات النبي صلى الله عليه و آله و فاطمة و الائمة عليهم السلام و وصاياهم، حديث ٣.
١٢. في المصدر اضافة: «لا». ١٣. في المصدر: «الميثب» بدل «المبيت».
١٤. فروع الكافي ج ٧ ص ٤٧ باب صدقات النبي صلى الله عليه و آله و فاطمة و الائمة عليهم السلام و وصاياهم، حديث ١.

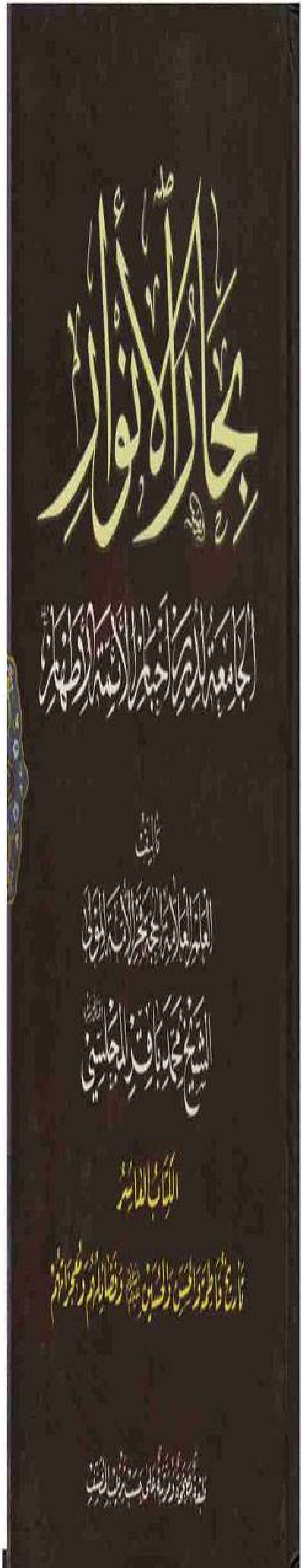

125/592

ـ ١٠ ـ ٤٣/٢٣٥

باب أوقافها وصدقاتها صلوات الله عليها

١ ـ كا: محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن فضال، عن أحمد بن عمر، عن أبيه، عن أبي مريم قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن صدقة رسول الله صلى الله عليه وآله وصدقة علي عليه السلام فقال: هي لنا حلال، وقال: إنّ فاطمة عليها السلام جعلت صدقتها لبني هاشم وبني المطلب[1].

٢ ـ كا: علي، عن أبيه، عن ابن أبي نجران، عن عاصم بن حميد، عن أبي بصير قال: قال أبو جعفر عليه السلام: ألا أقرئك وصية فاطمة؟ قال: قلت: بلى فأخرج حقاً أو سفطاً فأخرج منه كتاباً فقرأ: بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما أوصت به فاطمة بنت محمد رسول الله صلى الله عليه وآله أوصت بحوائطها السبعة العواف والدلال والبرقة والمبيت[2] والحسني والصافية وما لام إبراهيم إلى علي بن أبي طالب عليه السلام فإن مضى علي فإلى الحسن، فإن مضى الحسن فإلى الحسين، فإن مضى الحسين فإلى الأكبر من ولدي، شهد الله على ذلك والمقداد بن الأسود والزبير بن العوام وكتب علي بن أبي طالب عليه السلام[3].

كا: علي، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عاصم بن حميد مثله ولم يذكر حقاً ولا سفطاً وقال: إلى الأكبر من ولدي دون ولدك[4].

٣ ـ كا: علي، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حماد بن عثمان، عن أبي بصير قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: ألا أقرئك وصية فاطمة؟ قلت: بلى قال: فأخرج إليّ صحيفة: هذا ما عهدت فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وآله في أموالها إلى علي بن أبي طالب فإن مات فإلى الحسن، فإن مات فإلى الحسين، فإن مات فإلى الأكبر من ولدي دون ولدك: الدلال والعواف والمبيت[5] والبرقة والحسني والصافية وما لأم إبراهيم. شهد الله عز ٤٣/٢٣٦
وجل على ذلك والمقداد بن الأسود والزبير بن العوام[6].

٤ ـ كا: علي، عن أبيه، عن ابن أبي نجران، عن عاصم بن حميد، عن إبراهيم بن أبي يحيى المزني[7]، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: المبيت[8] هو الذي كاتب عليه سلمان فأفاءه الله على رسوله فهو في صدقتها[9].

٥ ـ كا: محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن أبي الحسن الثاني عليه السلام قال: سألته عن الحيطان

---

(١) فروع الكافي ج٧ ص٤٨ باب صدقات النبي صلى الله عليه وآله وسلم وفاطمة والأئمة عليهم السلام ووصاياهم، حديث ٤.
(٢) في المصدر: «الميثب» بدل «المبيت».
(٣) فروع الكافي ج٧ ص٤٨ صدقات النبي صلى الله عليه وآله وفاطمة والأئمة عليهم السلام ووصاياهم، حديث ٥.
(٤) فروع الكافي ج٧ ص٤٨ باب صدقات النبي صلى الله عليه وآله وفاطمة والأئمة عليهم السلام ووصاياهم، ذيل الحديث ٥.
(٥) في المصدر: «الميثب» بدل «المبيت».
(٦) فروع الكافي ج٧ ص٤٩ باب صدقات النبي صلى الله عليه وآله وفاطمة والأئمة عليهم السلام ووصاياهم، حديث٦.
(٧) في المصدر: «المديني» بدل «المزني».
(٨) في المصدر: «الميثب» بدل «المبيت».
(٩) فروع الكافي ج٧ ص٤٨ باب صدقات النبي صلى الله عليه وآله وفاطمة والأئمة عليهم السلام ووصاياهم، حديث٣.

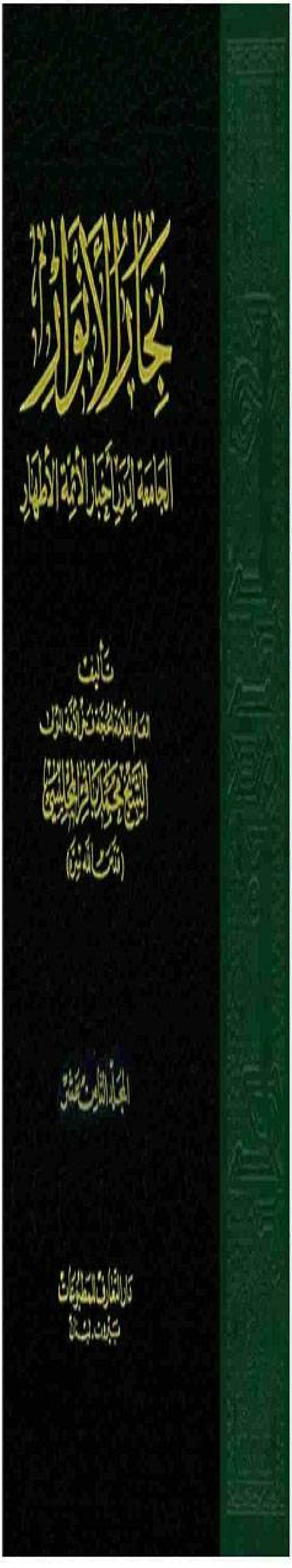

باب دهم: درباره موقوفات و صدقات حضرت زهرا علیها السّلام

۱. کافی: از ابو مریم روایت می کند که گفت: «از حضرت امام جعفر صادق علیه السّلام درباره صدقات رسول خدا و حضرت امیر جویا شدم. آن حضرت فرمود: «صدقه های آنان به ما حلال است. حضرت فاطمه صدقه های خود را برای بنی هاشم و بنی مطلب قرار داد.»

۲. کافی: همچنین به نقل از ابو بصیر روایت می کند که گفت: «حضرت امام محمّد باقر به من فرمود: «دوست داری که وصیت نامه حضرت فاطمه را برایت بخوانم؟» گفتم آری. آن بزرگوار کیسه ای در آورد و از داخل آن نامه ای بیرون آورد که نوشته بود: «بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِیمِ.این وصیت نامه ای است که فاطمه دختر پیغمبر خدا به حضرت علی بن ابی طالب کرده است. بستان های هفتگانه ام که عبارتند از: عواف، دلال، برقه، میث، حسنی، صافیه و نیز آنچه که از ام ابراهیم است، موقعی که علی از دنیا رفت حسن متصدی آنها باشد، هر گاه حسن از دنیا رحلت کرد حسین متصدی باشد، هنگامی که حسین از این جهان رفت بزرگ ترین فرزندانم متولی آنها باشد. خدا و مقداد بن اسود و زبیر بن عوام بر این وصیت نامه شاهدند.این وصیت نامه را علی بن ابی طالب نوشت.»

کافی با سند دیگر همین روایت را آورده است. و واژه «حقّاً و سفطاً» را ذکر نکرده و نیز گفته است: «الی الاکبر من ولدی دون ولدک»، یعنی با اضافه کردن «دون ولدک.»

۳. کافی: به نقل از ابو بصیر روایت می کند که گفت: «حضرت امام جعفر صادق علیه السّلام به من فرمود: «آیا میل داری وصیت نامه فاطمه زهرا را برای تو بخوانم؟» گفتم آری. آن بزرگوار نامه ای درآورد که در آن نوشته شده بود: «این

ص: ۳۰۲

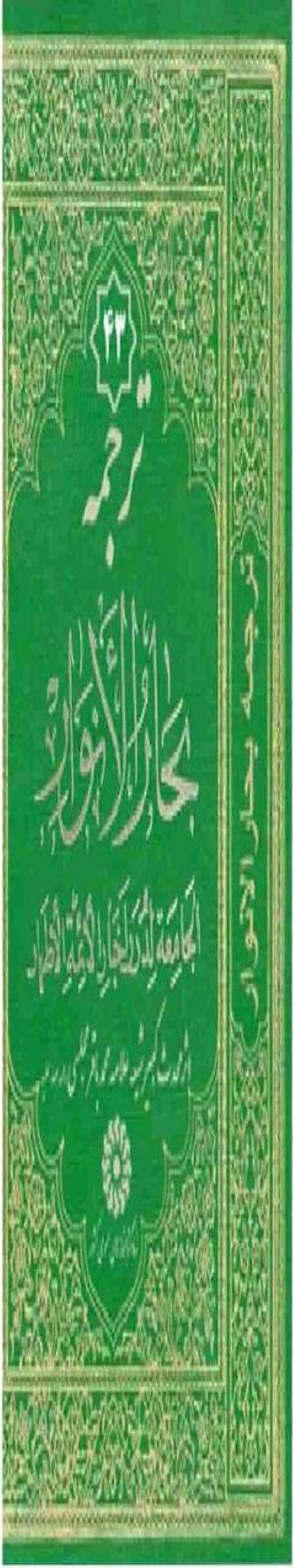

باب ۱۰
جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اوقاف و صدقات

(۱) آپ کا صدقہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کیلئے

کتاب کافی میں ابو مریم سے مروی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے صدقے کے متعلق دریافت کیا گیا؛

آپؑ نے فرمایا' وہ ہمارے لیے حلال ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے صدقہ کو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے لیے مخصوص کر دیا تھا۔ (کافی)

(۲) وقف نامے کی عبارت

ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا' کیا میں تمھیں حضرت فاطمہ زہرا کی وصیت پڑھ کر سُناؤں ؟

میں نے عرض کیا' جی ہاں' سُنائیے۔

پس آپؑ نے ایک صندوقچہ یا ایک ڈبہ نکالا اور اس میں سے ایک نوشتہ نکالا اور اسے پڑھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : یہ فاطمہ بنت محمدؐ کا وصیت نامہ ہے میں (فاطمہ) وصیت کرتی ہوں اپنے ان ساتوں باغات کے متعلق جن کے نام یہ ہیں: العواف' دلال' برقہ' مبیت' حسنیٰ' صافیہ اور اُم ابراہیم والا باغ' کہ یہ سب علی ابن ابی طالبؑ کو دیئے جائیں۔ اور جب وہ دنیا سے گذر جائیں تو ان سب کے متولی حسنؑ ہوں گے اور جب حسنؑ گذر جائیں [illegible] اور حسینؑ بھی نہ رہیں تو میری اولاد میں سے جو [illegible]

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۳ سوم

بحار الانوار

ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۹۱۴۴۴۲

٥٥٨٢ ١٣ ـ وروى عاصم بن حميد عن أبي بصير قال قال أبو جعفر عليه السلام «ألا أحدّثك بوصيّة فاطمة عليها السلام ؟ قلت : بلى ، فأخرج حقّاً أوسفطاً فأخرج منه كتاباً فقرأه « بسم الله الرّحمن الرّحيم هذا ما أوصت به فاطمة بنت محمّد صلّى الله عليه وآله أوصت بحوائطها السّبعة : العواف ، والدّلال ، والبرقة ، والميثب ، والحسنى ، والصافية ، ومال أمّ إبراهيم (٢) إلى عليّ بن أبي طالب عليه السلام ، فإن مضى عليّ فإلى الحسن ، فإن مضى الحسن فإلى الحسين فإن مضى الحسين فإلى الأكبر من ولدي ، شهد الله على ذلك والمقداد بن الأسود الكنديّ والزّبير بن العوّام ، وكتب عليّ بن أبي طالب عليه السلام » .

وروي أنّ هذه الحوائط كانت وقفاً وكان رسول الله صلّى الله عليه وآله يأخذ منها ما ينفق على أضيافه ومن يمرّ به ، فلمّا قبض جاء العبّاس يخاصم فاطمة عليها السلام فيها ، فشهد عليّ عليه السلام وغيره أنّها وقف عليها .

← وهما الاختلاف وخوف الخراب ، ومنهم من اكتفى بأحدهما ، والاقوى العمل بما دلت عليه ظاهراً من جواز بيعه اذا حصل بين أربابه خلف شديد ، وأن خوف الخراب مع ذلك أو منفرداً ليس بشرط لعدم دلالة الرواية عليه ، وأما مجوز بيعه مع كون بيعه أنفع للموقوف عليهم وان لم يكن خلف فاستند فيه الى رواية جعفر بن حنان ومال الى العمل بمضمونها من المتأخرين الشهيد في شرح الارشاد والشيخ علي ، مع أن في طريقها ابن حنان وهو مجهول ، فالعمل بخبره فيما خالف الاصل والاجماع في غاية الضعف .

(١) أي يقام له مجلس تذكار في المواسم.

(٢) في الكافي في غير موضع « ما لام ابراهيم » والمراد مشربة أم ابراهيم ـ أعني مارية القبطية ـ وهي بعوالي المدينة بين النخيل ، وهذه الحوائط السبعة من أموال مخيريق اليهودي الذي أوصى بأمواله الى النبي صلى الله عليه وآله على قول وعلى آخر هي من أموال بني النضير مما أفاء الله على رسوله صلى الله عليه وآله وقيل غير ذلك راجع وفاء الوفاء للسمهودي.

245/

المسموع من ذكر أحد الحوائط الميثب ولكنّي سمعت السيّد أبا عبدالله محمّد ابن الحسن الموسوي ـ أدام الله توفيقه ـ (١) يذكر أنّها تعرف عندهم بالميثم .

٥٥٨٣ ١٤ ـ وروى محمّد بن عليّ بن محبوب ، عن محمّد بن الفرج ، عن عليّ بن معبد

(۵۵۷۸) عباس بن معروف نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے مہران بن محمد سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ سات سال حج کے موقع پر ان کے لئے نوحہ و تذکرہ کیا جائے اور ہر موقع پر جو کچھ خرچ ہوگا اس کے لئے کچھ وقف کر دیا۔

(۵۵۷۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو کیا میں تم کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت بتاؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ علیہ السلام نے ایک ڈبیہ یا ایک صندوقچہ نکالا اور اس میں سے ایک تحریر نکالی اس کو پڑھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے اپنے سات باغات (۱) عواف (۲) دلال (۳) برقہ (۴) مسیثب (۵) حسنیٰ (۶) صافیہ اور (۷) مال ام ابراہیم (مشربہ ام ابراہیم یعنی ماریہ قبطیہ کا مکان) کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اگر وہ دنیا سے گزر جائیں تو امام حسن علیہ السلام کے لئے ہے اور اگر وہ بھی گزر جائیں تو امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے اگر وہ بھی گزر جائیں تو میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے یہ وصیت ہے اور اس پر گواہ اللہ تعالیٰ اور مقداد بن اسود کندی اور زبیر بن العوام ہیں اور علی ابن ابی طالب نے لکھا ہے۔

اور روایت کی گئی یہ مندرجہ بالا باغات وقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پیداوار اور آمدنی میں سے کچھ اپنے مہمانوں اور اپنے یہاں آنے جانے والوں کے لئے لیا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو عباسؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) اس کے مدعی ہو کر حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام وغیرہ نے گواہی دی کہ یہ سب حضرت فاطمہ علیہا السلام پر وقف ہے۔ اور ان باغات میں ایک کا نام مسیثب سنا گیا ہے لیکن میں نے سید ابو عبداللہ محمد ابن الحسن موسوی ادام اللہ توفیقہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ وہ باغ ہم لوگوں کے یہاں میثم کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(۵۵۸۰) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن فرج سے انہوں نے علی بن معبد سے روایت کی ہے کہ محمد بن احمد بن ابراہیم نے ۲۳۴ھ میں حضرت امام علی النقی ہادی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک عورت اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں اور ان سب کے لئے ایک غلام چھوڑا جس کو اس نے ان لوگوں پر دس سال کے لئے وقف کر دیا اس کے بعد وہ غلام دس سال بعد آزاد ہو جائے گا۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان کیا ان ورثاء کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ مجبور ہوں اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو اس غلام کو فروخت کر دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مدت معینہ (یعنی دس سال) کے لئے جو مشروط ہے فروخت نہ کریں مگر یہ کہ وہ لوگ انتہائی مجبور ہوں تو ان کے لئے جائز ہے۔

اردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر
الکساء پبلشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

عزت کتابها، و جبرئیل به آیات قرآن مونس ما بود، پس تو ناپیدا شدی و جمیع خیرات پنهان شد. کاش پیش از تو ما را مرگ در می‌یافت، چون رفتی و جمال خود را از ما پوشیدی ما مبتلا شدیم به بلائی چند که هیچ اندوهناکی از خلایق به مثل آن مبتلا نشده بود، نه از عجم و نه از عرب»[1].

پس حضرت فاطمه عليها السلام به جانب خانه برگردید و حضرت امیر عليه السلام انتظار معاودت او می‌کشید، چون به منزل شریف قرار گرفت از روی مصلحت خطابهای شجاعانهٔ درشت با سیّد اوصیاء نمود که: مانند جنین در رحم پرده‌نشین شده‌ای و مثل خائنان در خانه گریخته‌ای، و بعد از آنکه شجاعان دهر را به خاک هلاک افکندی مغلوب این نامردان گردیده‌ای. اینک پسر ابو قحافه به ظلم و جبر بخشیدهٔ پدر مرا و معیشت فرزندانم را از من می‌گیرد و به آواز بلند با من لجاج و مخاصمه می‌کند و انصار مرا یاری نمی‌کنند و مهاجران خود را به کنار کشیده‌اند و سایر مردم دیده‌ها پوشیده‌اند، نه دافعی دارم و نه مانعی و نه یاوری و نه شافعی، خشمناک بیرون رفتم و غمناک برگشتم، خود را ذلیل کردی در روزی که دست از سطوت خود برداشتی، گرگان می‌درند و می‌برند و تو از جای خود حرکت نمی‌کنی، کاش پیش از این مذلت و خواری مرده بودم، وای بر من در هر صبحی و شامی، محلّ اعتماد من مُرد و یاور من سست شد، شکایت من به سوی پدر من است و مخاصمهٔ من به سوی پروردگار من است. خداوندا! حول و قوّت تو از همه بیشتر است و عذاب ونکال تو از همه شدیدتر است.

۱.
قَدْ كانَ بَعدَكَ أَنباءٌ وَهَنبَثَةٌ — لَوْ كُنتَ شاهِدَها لَمْ تَكثُرِ الخُطَبُ
إنّا فَقَدْناكَ فَقدَ الأرضِ وابِلَها — وَاختَلَّ قَومُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَلا تَغِبِ
أَبدَتْ رِجالٌ لَنا نَجْوىٰ صُدُورِهِمُ — لَمّا قَضَيتَ وَحالَتْ دُونَكَ التُرَبُ
تَجَهَّمَتْنا رِجالٌ وَاستُخِفَّ بِنا — إذْ غِبتَ عَنّا فَنَحْنُ اليَومَ نُغْتَصَبُ
وَكُنْتَ بَدْراً وَنُوراً يُستَضاءُ بِهِ — عَلَيكَ يُنْزِلُ مِنْ ذِي العِزَّةِ الكُتُبُ
وَكانَ جِبريلُ بِالآياتِ يُؤنِسُنا — فَقَدْ فُقِدْتَ وَكُلُّ الخَيرِ يَحْتَجِبُ
فَلَيتَ قَبلَكَ كانَ المَوتُ صادَفَنا — لَمّا مَضَيتَ وَحالَتْ دُونَكَ الكُتُبُ
فَقَدْ لَقِينا الَّذي لَمْ يَلْقَهُ أَحَدٌ — مِنَ البَرِيَّةِ لا عَجَمٌ وَلا عَرَبُ

که بیت آخر این اشعار را از امالی شیخ مفید آوردیم.

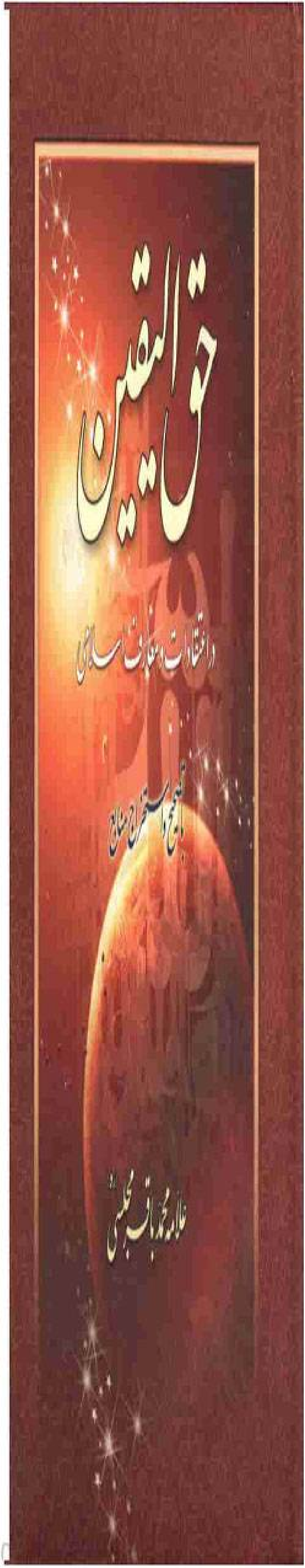

چند مردوں نے اپنے دلوں کے کینے جب آپ زیرِ خاک پنہاں ہو گئے تو ہمارے ساتھ ظاہر کیے۔ ایک گروہ نے ہم سے ترشروئی کی اور ہمارے حق کو سبک سمجھا جبکہ آپ کو نہ دیکھا۔ ان لوگوں نے زمین ہم پر تنگ کر دی۔ آپ وہ ماہِ تاباں اور آفتابِ درخشاں تھے جس سے ہم روشنی حاصل کرتے تھے۔ آپ پر پروردگارِ عزت کی جانب سے کتاب نازل ہوئی اور جبرئیل قرآنی آیتوں کے ساتھ ہمارے مونس تھے۔ آپ دُنیا سے گئے اور تمام نیکیاں چھُپ گئیں۔ کاش آپ کے سامنے ہم کو موت آگئی ہوتی۔ جب آپ گئے اور اپنا جمال ہم سے پوشیدہ کر لیا تو ہم چند ایسی بلاؤں میں مبتلا ہوئے کر خلائق سے جس کے مثل کوئی اندوہناک مُبتلا نہ ہوا تھا۔ پھر جناب فاطمہؑ بیت الشرف واپس تشریف لے گئیں۔ جناب امیرؑ ان کے انتظار میں تھے۔ جب وہ اپنے خانۂ اقدس میں پہنچ گئیں تو مصلحتہً دلیرانہ سخت خطابات جناب امیرؑ سے کیے کہ آپ اس جنین کے مانند جو رحم میں ہوتا ہے، پردہ نشین ہو گئے اور خوفزدہ لوگوں کی طرح گھر میں بھاگ آئے۔ اس کے بعد جبکہ زمانہ کے شجاعوں کو خاک میں ملا دیا اور ان نامردوں سے مغلوب ہو گئے۔ یہ فرزند قحافہ میرے پدر کا عطا کردہ فدک جو میرے فرزندوں کی معیشت کا ذریعہ تھا مجھ سے بجبر و ظلم لیتا ہے اور علانیہ مجھ سے مخاصمت کرتا ہے اور انصار میری مدد نہیں کرتے۔ مہاجرین ایک کنارہ ہو گئے اور تمام لوگوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ نہ کوئی مجھ سے دُشمنوں کو دفع کرنے والا ہے۔ اور نہ روکنے والا نہ کوئی مددگار ہے نہ سفارش کرنے والا۔ غضبناک میں نکلی اور غمناک واپس آئی۔ آپ نے اپنے کو ذلیل کر دیا جس روز کہ اپنے رُعب و جلال سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ بھیڑیے پھاڑے کھاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں لے جاتے ہیں اور آپ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے۔ کاش اس ذلت و خواری سے پہلے میں مر چکی ہوتی ہر صبح و شام مجھ پر وائے ہو۔ میرا محل مٹ گیا۔ میرا مددگار سُست ہو گیا میری شکایت اپنے پدر سے ہے۔ اور میرا مخاصمہ اپنے پروردگار سے ہے۔ خداوندا تیری قوت و طاقت سب سے زیادہ ہے۔ اور تیرا عذاب اور تیری سختی سب سے زیادہ شدید ہے۔ یہ سُن کر امیر المومنینؑ نے فرمایا اے سیّدۃ النسا۔ ذلت و خواری اور کسی طرح کا عذاب تم پر نہیں بلکہ تمہارے دشمن پر ہے۔ صبر کرو اور اپنے غم و صدمہ کی آگ کو بجھا دو۔ اے برگزیدۂ عالمین کی بیٹی اور اے پیغمبری کی ذریت کی بقیہ میں نے اپنے امرِ دین میں سُستی نہیں کی اور جس پر خدا کی جانب سے مامور تھا عمل میں لایا اور جس قدر ممکن تھا اپنے حق کے طلب کرنے میں کسی روز میں نے کمی نہیں کی۔ تمہارا اور تمہاری اولاد کا خدا ضامن ہے اور جو تمہارے امر کا کفیل ہے امن میں ہے اور جو کچھ حق تعالیٰ نے تمہارے لیے آخرت میں مُہیا کیا ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو ان اشقیا نے تم سے چھین لیا ہے۔ لہٰذا خدا سے اجر طلب کرو اور صبر کرو۔ جناب فاطمہؑ

اُردو ترجمہ

حق الیقین

جلد اوّل

مصنف

علامہ سیّد محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجم

جناب سیّد بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ وسیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وراثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مباحثہ

٥٥٨٢ ١٣ ـ وروى عاصم بن حميد عن أبي بصير قال قال أبوجعفر عليه السلام «ألا أحدّثك بوصيّة فاطمة عليها السلام ؟ قلت : بلى ، فأخرج حقّاً أو سفطاً فأخرج منه كتاباً فقرأه « بسم الله الرّحمن الرّحيم هذا ما أوصت به فاطمة بنت محمّد صلى الله عليه وآله أوصت بحوائطها السّبعة : العواف ، والدّلال ، والبرقة ، والميثب ، والحسنى ، والصافية ، ومال اُمّ إبراهيم (٢) إلى عليّ بن أبي طالب عليه السلام ، فإن مضى عليّ فإلى الحسن ، فإن مضى الحسن فإلى الحسين فإن مضى الحسين فإلى الأكبر من ولدي ، شهد الله على ذلك والمقداد بن الأسود الكنديّ والزّبير بن العوّام ، وكتب عليّ بن أبي طالب عليه السلام » .

وروي أنّ هذه الحوائط كانت وقفاً وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يأخذ منها ما ينفق على أضيافه ومن يمرّ به ، فلمّا قبض جاء العبّاس يخاصم فاطمة عليها السلام فيها ، فشهد عليّ عليه السلام وغيره أنّها وقف عليها .

← وهما الاختلاف وخوف الخراب ، ومنهم من اكتفى بأحدهما ، والاقوى العمل بما دلت عليه ظاهراً من جواز بيعه اذا حصل بين أربابه خلف شديد ، وأن خوف الخراب معذلك أو منفرداً ليس بشرط لعدم دلالة الرواية عليه ، وأما مجوز بيعه مع كون بيعه أنفع للموقوف عليهم وان لم يكن خلف فاستند فيه الى رواية جعفر بن حنان ومال الى العمل بمضمونها من المتأخرين الشهيد فى شرح الارشاد والشيخ على ، مع أن فى طريقها ابن حنان وهو مجهول ، فالعمل بخبره فيما خالف الاصل والاجماع فى غاية الضعف .

(١) أى يقام له مجلس تذكار فى المواسم.

(٢) فى الكافى فى غير موضع «ما لام ابراهيم» والمراد مشربة أم ابراهيم ـ أعنى مارية القبطية ـ وهى بعوالى المدينة بين النخيل ، وهذه الحوائط السبعة من أموال مخيريق اليهودى الذى أوصى بأمواله الى النبى صلى الله عليه وآله على قول وعلى آخر هى من أموال بنى النضير مما أفاء الله على رسوله صلى الله عليه وآله وقيل غير ذلك راجع وفاء الوفاء للسمهودى.

245/

المسموع من ذكر أحد الحوائط الميثب ولكنّي سمعت السيّد أبا عبدالله محمّد ابن الحسن الموسويّ ـ أدام الله توفيقه ـ (١) يذكر أنّها تعرف عندهم بالميثم .

٥٥٨٣ ١٤ ـ وروى محمّد بن عليّ بن محبوب ، عن محمّد بن الفرج ، عن عليّ بن معبد

(۵۵۷۸) عباس بن معروف نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے مہران بن محمد سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ سات سال حج کے موقع پر ان کے لئے نوحہ و تذکرہ کیا جائے اور ہر موقع پر جو کچھ خرچ ہوگا اس کے لئے کچھ وقف کر دیا۔

(۵۵۷۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو کیا میں تم کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت بتاؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ علیہ السلام نے ایک ڈبیہ یا ایک صندوقچہ نکالا اور اس میں سے ایک تحریر نکالی اس کو پڑھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے اپنے سات باغات (۱) عواف (۲) دلال (۳) برقہ (۴) میثب (۵) حسنیٰ (۶) صافیہ اور (۷) مال ام ابراہیم (مشربہ ام ابراہیم یعنی ماریہ قبطیہ کا مکان) کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اگر وہ دنیا سے گزر جائیں تو امام حسن علیہ السلام کے لئے ہے اور اگر وہ بھی گزر جائیں تو امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے اگر وہ بھی گزر جائیں تو میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے یہ وصیت ہے اور اس پر گواہ اللہ تعالیٰ اور مقداد بن اسود کندی اور زبیر بن العوام ہیں اور علی ابن ابی طالب نے لکھا ہے۔

اور روایت کی گئی یہ مندرجہ بالا باغات وقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پیداوار اور آمدنی میں سے کچھ اپنے مہمانوں اور اپنے یہاں آنے جانے والوں کے لئے لیا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو عباسؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) اس کے مدعی ہو کر حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام وغیرہ نے گواہی دی کہ یہ سب حضرت فاطمہ علیہا السلام پر وقف ہے۔ اور ان باغات میں ایک کا نام میثب سنا گیا ہے لیکن میں نے سید ابو عبداللہ محمد ابن الحسن موسوی ادام اللہ توفیقہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ وہ باغ ہم لوگوں کے یہاں میثم کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(۵۵۸۰) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن فرج سے انہوں نے علی بن معبد سے روایت کی ہے کہ محمد بن احمد بن ابراہیم نے ۲۳۳ھ میں حضرت امام علی النقی ہادی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک عورت اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں اور ان سب کے لئے ایک غلام چھوڑا جس کو اس نے ان لوگوں پر دس سال کے لئے وقف کر دیا اس کے بعد وہ غلام دس سال بعد آزاد ہو جائے گا۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان کیا ان ورثاء کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ مجبور ہوں اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو اس غلام کو فروخت کر دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مدت معینہ (یعنی دس سال) کے لئے جو مشروط ہے فروخت نہ کریں مگر یہ کہ وہ لوگ انتہائی مجبور ہوں تو ان کے لئے جائز ہے۔

اردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر
الکساء پبلشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

نفسي بيده لا يقسِم ورثتي شيئاً، ما تركت صدقة»[1]، قال: وكانت هذه الصَّدقة بيَدِ عليّ ﷺ، غلب عليها العبّاس، وكانت فيها خصومتهما، فأبى عمرُ أن يقسمها بينهما حتى أعرض عنها العبّاس وغلب عليها علي ﷺ، ثم كانت بيَدِ حسن وحسين ابني عليّ ﷺ، ثم كانت بيَدِ عليّ بن الحسين ﷺ والحسن بن الحسن، كلاهما يتداولانها، ثم بيد زيد بن عليّ ﷺ.

قال أبو بكر: وأخبرنا أبو زيد قال: حدثنا عثمان بن عمر بن فارس، قال: حدثنا يونس، عن الزهريّ، عن مالك بن أوس بن الحدثان، أن عمر بن الخطّاب دعاه يوماً بعد ما ارتفع النهار، قال: فدخلتُ عليه وهو جالس على سرير رمال ليس بينه وبين الرمال فراش، على وسادة أدَم، فقال: يا مالك، إنه قد قدم من قومك أهلُ أبيات حضروا المدينة، وقد أمرت لهم برضْخ فاقسمه بينهم، فقلت: يا أمير المؤمنين، مُرْ بذلك غيري، قال: اقسم أيها المرء.

قال: فبينا نحن على ذلك إذ دخل يرفأ، فقال: هل لك في عثمان وسعد وعبد الرحمن والزبير يستأذنون عليك؟ قال: نعم، فأذن لهم، قال: ثم لبث قليلاً، ثم جاء فقال: هل لك في عليّ والعباس يستأذنان عليك؟ قال: ائذن لهما، فلما دخلا، قال عباس: يا أمير المؤمنين، اقض بيني وبين هذا - يعني عليّاً - وهما يختصمان في الصوافي التي أفاء الله على رسوله من أموال بني النضير، قال: فاستبّ عليّ والعباس عند عمر، فقال عبد الرحمن: يا أمير المؤمنين: اقض بينهما وأرح أحدهما من الآخر، فقال عمر: أنشدكم الله الذي تقوم بإذنه السماوات والأرض، هل تعلمون أن رسول الله ﷺ قال: «لا نُورَث، ما تركناه صدقة»، يعني نفسه؟ قالوا: قد قال ذلك، فأقبل على العباس وعليّ فقال: أنشُدكما الله هل تعلمان ذلك؟ قالا: نعم. قال عمر: فإني أحدّثكم عن هذا الأمر، إن الله تبارك وتعالى خصّ رسوله ﷺ في هذا الفيء بشيء لم يُعطه غيره، قال تعالى: ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُۥ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾[2]، وكانت هذه خاصة لرسول الله ﷺ، فما اختارها دونكم، ولا استأثر بها عليكم، لقد أعطاكُموها وبثها فيكم حتى بقي منها هذا المال، وكان ينفق منه على أهله سنتهم، ثم يأخذ ما بقي فيجعله فيما يجعل مال الله عزّ وجلّ، فعل ذلك في حياته ثم توفّي، فقال أبو بكر: أنا وليّ رسول الله ﷺ، فقبضه الله، وقد عمل فيها بما عمل به رسول الله ﷺ، وأنتما حينئذ، والتفت إلى عليّ والعباس تزعمان أن أبا بكر فيها ظالم فاجر، والله يعلم أنه فيها لصادق بارٌ راشد، تابع للحق،

---

(١) أخرجه الجوهري في السقيفة وفدك: ١١١، وأخرجه التبريزي الأنصاري في اللمعة البيضاء: ٧٥٩.

(٢) سورة الحشر، الآية: ٦.

شرح نهج البلاغة

ابن أبي الحديد

تحقيق

محمد إبراهيم

المجلد الثامن

١٥-١٦

بأنه استشهد عمرَ وطلحةَ والزبيرَ وعبدَ الرحمن وسعدا ، فقالوا : سمعناه من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ، فأين كانت هذه الروايات أيّام أبى بكر ! ما نقل أنّ أحداً من هؤلاء يوم خصومة فاطمةَ عليها السلام وأبى بكر رَوَى من هذا شيئاً .

قال أبو بكر : وأخبرنا أبو زيد عمر بن شبّة ، قال : حدّثنا محمّد بن يحيى [1] ، عن إبراهيم بن أبى يحيى ، عن الزُّهرىّ ، عن عروة ، عن عائشة أنّ أزواج النبىّ صلّى الله عليه وآله أرسلنَ عثمان إلى أبى بكر ، فذكر الحديث ، قال عروة : وكانت فاطمة قد سألتْ ميراثَها من أبى بكر ممّا تركه النبىّ صلّى الله عليه وآله ، فقال لها : بأبى أنتِ وأمى ، وبأبى أبوكِ وأمّى ونفسى ، إن كنتِ سمعتِ من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم شيئاً ، أو أمركِ بشىء لم أتّبِـع غير ما تقولين ، وأعطيتكِ ما تبتغين ، وإلّا فإنى أتبع ما أُمِرتُ به !

قال أبو بكر : وحدّثنا أبو زيد قال : حدّثنا عمرو بن مرزوق ، عن شعبة ، عن عمرو ابن مرّة ، عن أبى البَختَرىّ قال : قال لها أبو بكر لمّا طلبتْ فَدَك : بأبى أنتِ وأمّى ! أنت عندى الصادقة الأمينة ، إن كان رسولُ الله صلّى الله عليه وسلم عَهِد إليك فى ذلك عهدا ، أو وَعَدَكِ به وعدا ، صدّقتُكِ ، وسلّمتُ إليك ! فقالت: لم يعهد إلىّ فى ذلك بشىء ، ولكنّ الله تعالى يقول : ﴿ يُوصِيكُمُ اللهُ فِى أَوْلَادِكُمْ ﴾ [2] ، فقال : أشهد لقد سمعت [3] رسولَ الله صلّى الله عليه وسلم يقول : « إنّا معاشر الأنبياء لا نُورَث » .

* * *

قلت : وفى هذا من الإشكال ما هو ظاهر ، لأنّها قد ادّعت أنه عَهِد إليها رسولُ الله صلى الله عليه وآله فى ذلك أعظم العهد ، وهو النِّحْلة ، فكيف سكتت عن ذكر هذا لمّا سألها أبو بكر ! وهذا أعجبُ من العجب .

---

(١) ب : « عيسى » . (٢) سورة النساء ١١ . (٣) كذا فى ا ، وفى ب : « كان » .

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ وراثت کا حق نہیں رکھتے کیونکہ وہ مہاجر نہیں ہیں

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین.(۱)

عباس رسول کے چچا وراثت کے حق دار نہیں

حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب مجھے ہارون کے پاس لے جایا گیا میں نے اسے سلام کیا ہارون نے جواب کے بعد کہا اے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام دو خلیفہ ایک مملکت میں اور یہ دو ٹیکس و مالیات لے رہے ہیں میں نے کہا تجھے خدا کا واسطہ کہ مجھے اور خود کو گناہ گار کرے اس بے ہودہ گفتگو سے بچو اور تم جانتے ہو کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے لوگ ہم پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اگر اس میں صلاح و بہتری جانتا ہے وہی رشتہ داری کے متعلق اگر اجازت دیں تو ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کروں۔

ہارون نے کہا اجازت ہے امام نے فرمایا میرے والد اپنے آباء سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ رشتہ دار جب رشتہ کے پاس پہنچے تو ایک دوسرے کو ملیں ایک دوسرے کو ہاتھ میں ہاتھ دیں رشتہ داری کا تعلق اپنی طرف کھینچے گا ہارون نے کہا آپ پر قربان میرے قریب آئیں میں ان کے قریب گیا میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر کہا آپ بیٹھیں ناراحت نہ ہوں۔

تم نے مجھے کوئی کام نہیں دیکھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں سمجھ گیا ہارون نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے جد نے سچ کہا میرا خون جوش میں آ گیا دل ٹوٹ گیا آنسو جاری ہو گئے یہ رشتہ داری کی علامت و نشانی ہے۔

امام نے فرمایا: کسی نے ادعا نہیں کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباہلہ کے دن علی علیہ السلام، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، اور حسنین علیہم السلام کے علاوہ کسی کو لے گئے ہوں اس بنا پر اس واقعہ مباہلہ نجران سے استفادہ ہوتا ہے کہ انفسنا سے مراد خود علی علیہ السلام ابناءنا سے حسنین علیہم السلام اور نساءنا سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

ہارون نے امام کی اس روشن دلیل کو قبول کیا اور داد تحسین دی۔

پھر ہارون نے کہا پھر آپ کے قول کے مطابق کہ حضرت عباس رسول کے چچا تھے ان کی صلب سے تھے ان کی میراث نہیں ہے۔

....

۱۔ سورہ عمران آیت ۶۱

esented by www.ziaraat.com

امام نے فرمایا: اللہ و رسول کے حق کا واسطہ مجھے اس آیت کی تاویل سے معاف رکھو یہ علماء کے نزدیک مستور مخفی ہے اس نے کہا میں آپ کو امان دیتا ہوں مجھے اس سوال کا جواب دو میں دوبارہ امان دیتا ہوں میں نے کہا مہاجر ہی کا وارث ہو سکتا ہے پھر حضرت عباس تو مہاجر نہیں تھے۔

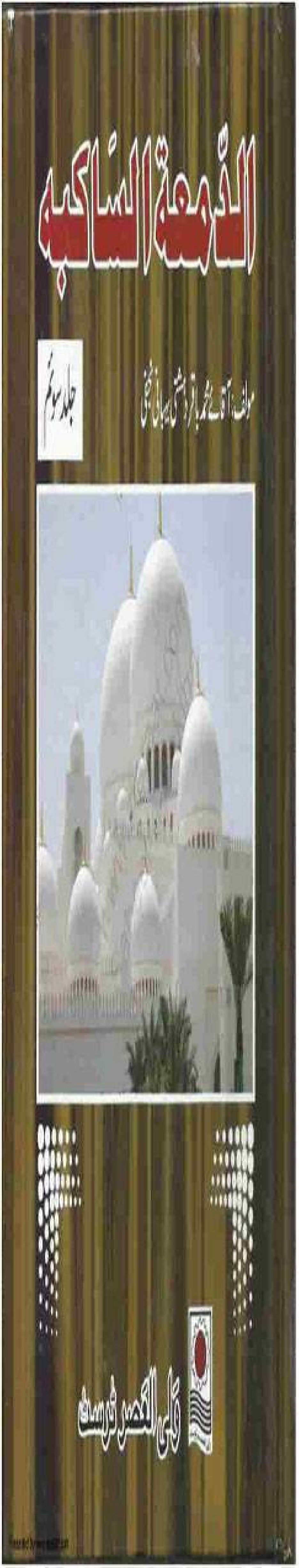

وارثت حضرت
داؤد علیہ السلام

٤ - أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ شُعَيْبٍ الْحَدَّادِ، عَنْ ضُرَيْسٍ الْكُنَاسِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ (عليه السلام) وَعِنْدَهُ أَبُو بَصِيرٍ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (عليه السلام): إِنَّ دَاوُدَ وَرِثَ عِلْمَ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ، وَإِنَّ مُحَمَّداً (صلى الله عليه وآله) وَرِثَ سُلَيْمَانَ، وَإِنَّا وَرِثْنَا مُحَمَّداً (صلى الله عليه وآله) وَإِنَّ عِنْدَنَا صُحُفَ إِبْرَاهِيمَ وَأَلْوَاحَ مُوسَى، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعِلْمُ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَيْسَ هَذَا هُوَ الْعِلْمَ، إِنَّمَا الْعِلْمُ مَا يَحْدُثُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، يَوْماً بِيَوْمٍ وَسَاعَةً بِسَاعَةٍ.

٥ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ (عليه السلام) قَالَ: قَالَ لِي: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُعْطِ الْأَنْبِيَاءَ شَيْئاً إِلَّا وَقَدْ أَعْطَاهُ مُحَمَّداً (صلى الله عليه وآله)، قَالَ: وَقَدْ أَعْطَى مُحَمَّداً جَمِيعَ مَا أَعْطَى الْأَنْبِيَاءَ، وَعِنْدَنَا الصُّحُفُ الَّتِي قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ﴾ [الأعلى: ١٩] قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ هِيَ الْأَلْوَاحُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

٦ - مُحَمَّدٌ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ (عليه السلام) أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ﴾ الأنبياء: ١٠٥] مَا الزَّبُورُ وَمَا الذِّكْرُ؟ قَالَ: الذِّكْرُ عِنْدَ اللهِ، وَالزَّبُورُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى دَاوُدَ، وَكُلُّ كِتَابٍ نَزَلَ فَهُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَنَحْنُ هُمْ.

٧ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي زَاهِرٍ، أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادٍ، عَنْ أَخِيهِ أَحْمَدَ ابْنِ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ (عليه السلام) قَالَ: قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَخْبِرْنِي عَنِ النَّبِيِّ (صلى الله عليه وآله) وَرِثَ النَّبِيِّينَ كُلَّهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى نَفْسِهِ؟ قَالَ: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً إِلَّا وَمُحَمَّدٌ (صلى الله عليه وآله) أَعْلَمُ مِنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ كَانَ يَفْهَمُ مَنْطِقَ الطَّيْرِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ (صلى الله عليه وآله) يَقْدِرُ عَلَى هَذِهِ الْمَنَازِلِ، قَالَ: فَقَالَ: إِنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ قَالَ لِلْهُدْهُدِ حِينَ فَقَدَهُ وَشَكَّ فِي أَمْرِهِ: ﴿فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ﴾ [النمل: ٢٠] حِينَ فَقَدَهُ، فَغَضِبَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ﴿لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾ [النمل: ٢١]. وَإِنَّمَا غَضِبَ لِأَنَّهُ كَانَ يَدُلُّهُ عَلَى الْمَاءِ، فَهَذَا - وَهُوَ طَائِرٌ - قَدْ أُعْطِيَ مَا لَمْ يُعْطَ سُلَيْمَانُ، وَقَدْ كَانَتِ الرِّيحُ وَالنَّمْلُ وَالْإِنْسُ وَالْجِنُّ وَالشَّيَاطِينُ وَالْمَرَدَةُ لَهُ طَائِعِينَ، وَلَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ الْمَاءَ تَحْتَ الْهَوَاءِ، وَكَانَ الطَّيْرُ يَعْرِفُهُ وَإِنَّ اللهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ﴾ [الرعد: ٣١]. وَقَدْ وَرِثْنَا نَحْنُ هَذَا الْقُرْآنَ الَّذِي فِيهِ مَا تُسَيَّرُ بِهِ الْجِبَالُ وَتُقَطَّعُ بِهِ الْبُلْدَانُ، وَتُحْيَا بِهِ الْمَوْتَى، وَنَحْنُ نَعْرِفُ الْمَاءَ تَحْتَ الْهَوَاءِ، وَإِنَّ فِي كِتَابِ اللهِ لَآيَاتٍ مَا يُرَادُ بِهَا أَمْرٌ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ اللهُ بِهِ مَعَ مَا قَدْ يَأْذَنُ اللهُ مِمَّا كَتَبَهُ الْمَاضُونَ، جَعَلَهُ اللهُ لَنَا فِي أُمِّ الْكِتَابِ، إِنَّ اللهَ يَقُولُ: ﴿وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ [النمل: ٧٥]. ثُمَّ قَالَ: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ [فاطر: ٣٢]. فَنَحْنُ الَّذِينَ اصْطَفَانَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَوْرَثَنَا هَذَا الَّذِي فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ.

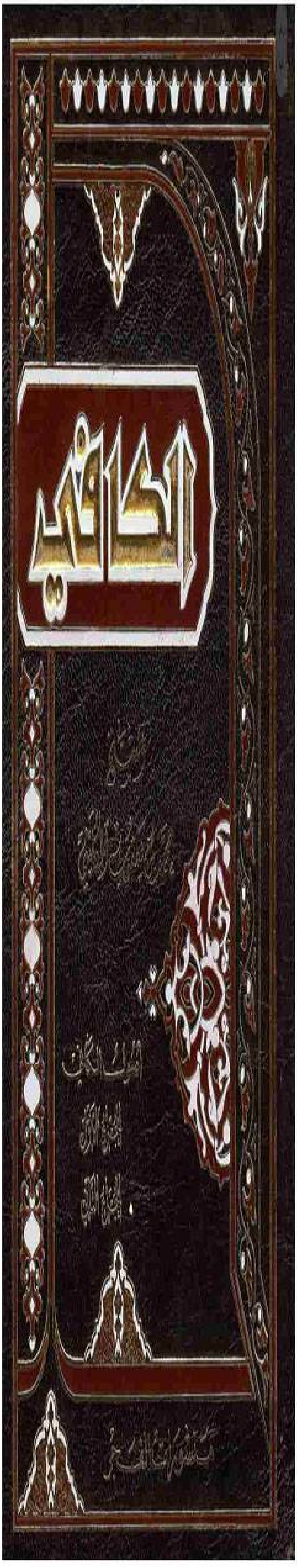

راوی کہتا ہے میں نے کہا، علم اسی کا نام ہے، فرمایا یہ وہ علم نہیں، علم وہ ہے جس کا تعلق ہر روز ہر گھڑی کے واقعات سے ہے

٤ ـ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ شُعَيْبِ الْحَدَّادِ عَنْ ضُرَيْسٍ الْكُنَاسِيِّ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام وَ عِنْدَهُ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام : إِنَّ دَاوُدَ وَرِثَ عِلْمَ الْأَنْبِيَاءِ وَ إِنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَ إِنَّ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله وَرِثَ سُلَيْمَانَ وَ إِنَّا وَرِثْنَا مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله وَإِنَّ عِنْدَنَا صُحُفَ إِبْرَاهِيمَ وَ أَلْوَاحَ مُوسَى عليهما السلام فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ : إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعِلْمُ فَقَالَ : يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ! لَيْسَ هٰذَا هُوَ الْعِلْمُ، إِنَّمَا الْعِلْمُ مَا يَحْدُثُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَوْماً بِيَوْمٍ وَسَاعَةً بِسَاعَةٍ.

۴۔ راوی کہتا ہے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابو بصیر بھی موجود تھے حضرت نے فرمایا۔ داؤد وارث ہوئے علم انبیاءؑ کے اور سلیمان وارث ہوئے داؤد کے اور محمد وارث ہوئے سلیمان کے اور ہم وارث ہوئے حضرت محمد مصطفےٰ کے اور ان کے پاس علم تھا صحف ابراہیم اور الواح موسیٰ کا علم وہ ہے جو رات دن، روز بروز اور ساعت بڑھتا رہے۔

٥ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْجَبَّارِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : قَالَ لِي : يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يُعْطِ الْأَنْبِيَاءَ شَيْئاً إِلَّا وَقَدْ أَعْطَاهُ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله ، قَالَ: وَقَدْ أَعْطَى مُحَمَّداً جَمِيعَ مَا أَعْطَى الْأَنْبِيَاءَ وَعِنْدَنَا الصُّحُفُ الَّتِي قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ : «صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى» قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ هِيَ الْأَلْوَاحُ؟ قَالَ : نَعَمْ.

۵۔ راوی نے صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ الواح (کتاب) تھیں، آپؑ نے فرمایا، ہاں ایسا ہی تھا۔

٦ ـ مُحَمَّدٌ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سِنَانٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : «وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ» مَا الزَّبُورُ وَ مَا الذِّكْرُ ؟ قَالَ : الذِّكْرُ عِنْدَاللهِ وَالزَّبُورُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى دَاوُدَ وَ كُلُّ كِتَابٍ نَزَلَ فَهُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَنَحْنُ هُمْ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجۃ

خلافت رسالت نبوت امامت

ترجمہ **اصول کافی** جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن ... مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ ... امروہوی

بانی و سرپرست جامعہ امامیہ کراچی

مصنف درسی کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

خلیفہ وقت کی کیا
ذمہ داری ہے؟

التذكير وقبله- أيها الناس استصبحوا من شعلة مصباح واعظ متعظ وامتاحوا من صفو عين قد روقت من الكدر-

عباد الله لا تركنوا إلى جهالتكم ولا تنقادوا لأهوائكم، ولا تنقادوا لأهوائكم فإن النازل بهذا المنزل نازل بشفا جرف هار، ينقل الردى على ظهره من موضع إلى موضع لرأي يحدثه بعد رأي يريد أن يلصق ما لا يلتصق ويقرب ما لا يتقارب- فالله الله أن تشكوا إلى من لا يشكي شجوكم، ولا ينقض برأيه ما قد أبرم لكم إنه ليس على الإمام إلا ما حمل من أمر ربه- الإبلاغ في الموعظة والاجتهاد في النصيحة، والإحياء للسنة وإقامة الحدود على مستحقيها، وإصدار السهمان على أهلها فبادروا العلم من قبل تصويح نبته ومن قبل أن تشغلوا بأنفسكم عن مستثار العلم من عند أهله- وانهوا غيركم عن المنكر وتناهوا عنه- فإنما أمرتم بالنهي بعد التناهي-

جائے، اور سب کانوں سے بڑھ کر سننے والا وہ کان ہے کہ جو نصیحت کی باتیں سنے اور انہیں قبول کرے۔ اے لوگو! واعظ باعمل کے چراغ ہدایت کی لو سے اپنے چراغ روشن کر لو، اور اس صاف و شفاف چشمہ سے پانی بھر لو، جو (شہادت کی) آمیزشوں اور کدورتوں سے نتھر چکا ہے۔ اے اللہ کے بندو! اپنی جہالتوں کی طرف نہ مڑو اور نہ اپنی خواہشوں کے تابع ہو جاؤ۔ اس لئے کہ خواہشوں کی منزل میں اُترنے والا ایسا ہے جیسے کوئی سیلاب زدہ دیوار کے کنارے پر کھڑا ہو کہ جو گرا چاہتی ہو۔ وہ ہلاکتوں کا پلندہ اپنی پیٹھ پر اٹھائے کبھی اس کندھے پر رکھتا ہے، کبھی اُس کندھے پر۔ اپنی اُن رایوں کی صورت میں جنہیں وہ بدلتا رہتا ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ اس پر (کوئی دلیل) چسپاں کرے، مگر جو چسپکنے والی نہیں ہوتی اور اسے (ذہنوں سے) قریب کرنا چاہتا ہے، جو قریب ہونے کے قابل نہیں۔ اللہ سے ڈرو کہ تم اپنی شکائتیں اس شخص کے سامنے لے کر بیٹھ جاؤ کہ جو (تمہاری خواہشوں کے مطابق) تمہارے شکوؤں کے قلق کو دور نہیں کرے گا، اور نہ شریعت کے محکم و مضبوط احکام کو توڑے گا۔ امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کی طرف سے سپرد ہوا ہے (اسے انجام دے) اور وہ یہ ہے کہ پند و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے۔ سمجھانے بجھانے میں پوری پوری کوشش کرے، سنت کو زندہ رکھے، اور جن پر حد لگتا ہے اُن پر حد جاری کرے اور (غصب کئے ہوئے) حصوں کو اُن کے اصلی وارثوں تک پہنچائے۔ تمہیں چاہئے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ اس کا (ہرا بھرا) سبزہ خشک ہو جائے اور قبل اس کے کہ اہل علم سے علم سیکھنے میں اپنے ہی نفس کی مصروفیتیں حائل ہو جائیں۔ دوسروں کو برائیوں سے روکو اور خود بھی رکے رہو۔ اس لئے کہ تمہیں برائیوں سے رکنے کا حکم پہلے ہے، اور دوسروں کو روکنے کا بعد میں ہے۔

d by www.ziaraat.com

نہج البلاغہ

ترجمہ وحواشی

از

حجۃ الاسلام علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مرحوم و مغفور اعلی اللہ مقامہ

المعراج کمپنی

(لاہور پاکستان)

ented by www.ziaraat.com

امامت اور خلافت

2

آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ہے اور پیچھے رہ جانے والے کو ان سے آ کر ملنا ہے حق ولایت کی خصوصیات انہی کے لئے ہیں اور انہی کے بارے میں ''پیغمبر کی'' وصیت اور انہی کے لئے (نبی کی) وراثت ہے اب یہ وقت وہ ہے کہ حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا اور اپنی صحیح جگہ پر منتقل ہو گیا۔ (خ 2/100)

دیکھو اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزیں پیدا کیں اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہو گئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علماء سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون و قرار سے نہ بیٹھیں تو میں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کندھے پر ڈال دیتا اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس پیالے سے اس کے اول کو سیراب کیا تھا اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابل اعتنا پاتے۔ (خ 3/103)

عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں مقام ذی قار میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ اپنا جوتا ٹانک رہے ہیں (مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے ابن عباس اس جوتے کی کیا قیمت ہو گی؟) میں نے کہا کہ اب تو اس کی کچھ بھی قیمت نہ ہو گی، تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر میرے پیش نظر حق کا قیام اور باطل کا مٹانا نہ ہو تو تم لوگوں پر حکومت کرنے سے یہ جوتا مجھے کہیں زیادہ عزیز ہے پھر آپؑ باہر تشریف لائے اور لوگوں میں یہ خطبہ دیا۔ (خ 34/184)

اے لوگو! ایک تو میرا تم پر حق ہے اور ایک تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں تمہاری خیر خواہی پیش نظر رکھوں اور بیت المال سے تمہیں پورا پورا حصہ دوں اور تمہیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ رہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں جس پر تم عمل کرو اور میرا تم پر یہ حق ہے کہ بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرو اور سامنے اور پس پشت خیر خواہی کرو جب بلاؤں تو میری صدا پر لبیک کہو اور جب کوئی حکم دوں تو اس کی تعمیل کرو۔ (خ 34/186)

امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کیطرف سے سپرد ہوا ہے (اسے انجام دے) اور وہ یہ ہے کہ پند و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے سمجھائے بجھانے میں پوری پوری کوشش کرے، سنت کو زندہ رکھے اور جن پر حد لگتا ہے ان پر حد جاری کرے اور (غصب کیے ہوئے) حصوں کو ان کے اصلی وارثوں تک پہنچائے تمہیں چاہیے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس

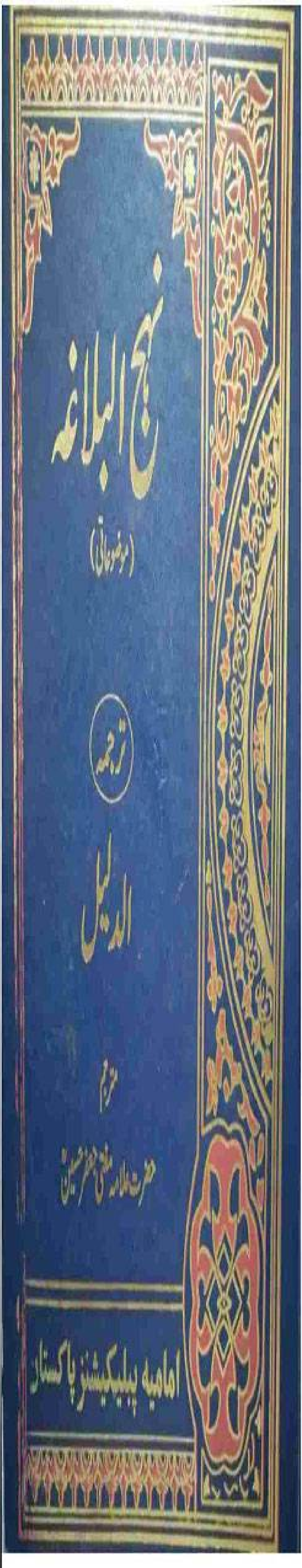

عتب عليها في ذلك ، ولا على أبي بكر في التماس البيّنة ، وان لم يحكم لما لم يتم [1] ولم يكن لها هناك خصم لأنّ التركة صدقة على ما ذكرنا فكان لا يمكن [2] أن يعوّل في ذلك على يمين أو نكول فلم يكن الأمر [3] الآّ ما فعله .

وقد أنكر أبو علي ما قاله السائل من أنّها لما أرادت فدك وردّت في دعوى النحلة ادّعته إرثاً وقال : كان طلب الإرث قبل ذلك فلما سمعت منه الخبر كفّت ثم ادّعت النحلة .

فأمّا فعل عمر بن عبد العزيز فلم يثبت أنّه ردّه على سبيل النحلة ، بل عمل في ذلك ما فعله عمر بن الخطاب بأن أقره في يد أمير المؤمنين عليه السلام ليصرف غلّاتها في الموضع [4] الذي كان يجعلها رسول الله صلّى الله عليه وآله فيه فقام بذلك مدّة ثم ردّها إلى عمر في آخر سنيه وكذلك فعل عمر بن عبد العزيز ، ولو ثبت أنّه فعل بخلاف ما فعله السّلف لكان هو المحجوج بقولهم وفعلهم ، وأحد ما يقوى ما ذكرناه ان الأمر لما انتهى إلى أمير المؤمنين عليه السلام ترك فدك على ما كانت [5] ولم يجعلها ميراثاً لولد فاطمة عليها السلام ، وهذا يبيّن أنّ الشاهد كان غيره ، لأنّه لو كان هو الشاهد لكان الأقرب أن يحكم بعلمه ، على أنّ الناس اختلفوا في الهبة إذا لم تقبض ، فعند بعضهم تستحق بالتسليم ، وعند بعضهم يصير وجوده كعدمه ، فلا يمتنع من هذا الوجه أيضاً ان يمتنع

(١) ش « لم يتبيّن » .
(٢) غ « لا ينكر » .
(٣) ش « في الأمر » .
(٤) غ « في المواضع التي »
(٥) غ « ترك أمر فدك على ما كان » .

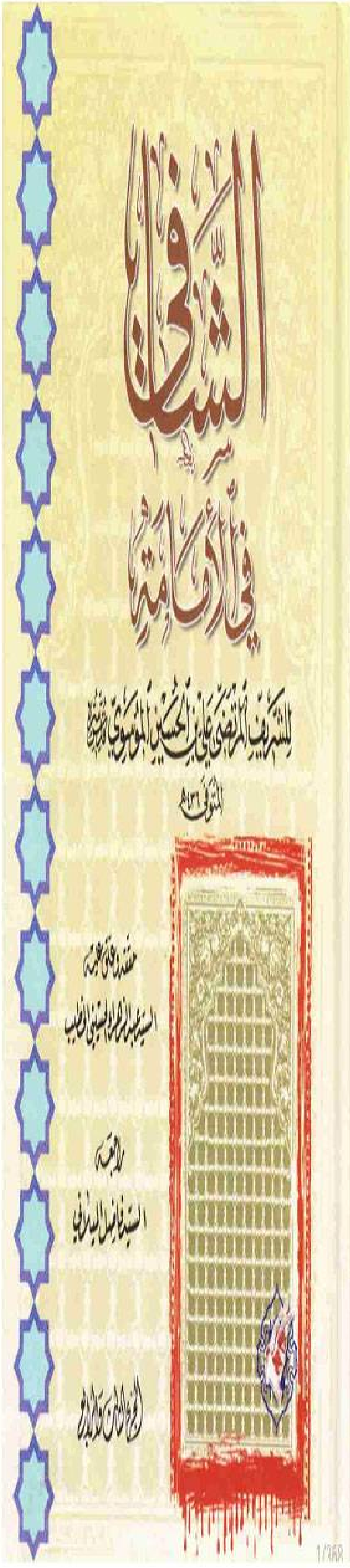

سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا کی ناراضگی

عبد الله عليه السلام فقال رحمك الله هل شيّعت الجنازة بنار ومشي معها بمجمرة أو قنديل أو غير ذلك ممّا يضاء به، قال فتغيّر لون أبي عبد الله عليه السلام من ذلك واستوى جالساً ثمّ قال إنّه جاء شقيّ من الأشقياء إلى فاطمة بنت محمّد صلى الله عليه وآله فقال لها أما علمت أنّ عليّ بن أبي طالب عليه السلام خطب بنت أبي جهل فقالت حقّاً ما تقول فقال حقّاً ما أقول

80/3

ثلاث مرّات فدخلها من الغيرة ما لا تملك نفسها وذلك أنّ الله تبارك وتعالى كتب على النساءِ غيرة وجعل على الرجال جهاداً، وجعل للمحتسبة الصابرة منهنّ من الأجر ما جعل للمرابط المهاجر في سبيل الله فاشتدّ غمّ فاطمة عليها السلام من ذلك وبقيت متفكّرة حتى جاء الليل، فحملت الحسن على عاتقها الأيمن والحسين على عاتقها الأيسر وأخذت بيد أمّ كلثوم اليسرى بيدها اليمنى، ثمّ تحوّلت إلى حجرة أبيها فجاء عليّ عليه السلام فدخل حجرته فلم ير فاطمة عليها السلام، فاشتدّ بذلك غمّه وعظم عليه ولم يعلم القصّة ما هي فاستحى أن يدعوها من منزل أبيها، فخرج إلى المسجد فصلّى فيه ما شاء الله ثمّ جمع شيئاً من كثيب المسجد واتكى عليه.

فلمّا رأى النبيّ صلى الله عليه وآله ما بفاطمة عليها السلام من الحزن أفاض عليه من الماء ولبس ثوبه ثمّ دخل المسجد فلم يزل يصلّي بين راكع وساجد وكلّما صلّى ركعتين دعا الله أن يذهب ما بفاطمة من الحزن والغمّ، وذلك أنّه خرج من عندها وهي تتقلّب وتتنفس الصعداء فلمّا رآها النبيّ صلى الله عليه وآله أنه لا يهنئها النوم وليس لها قرار قال لها قومي يا بنيّة، فقامت فحمل النبيّ صلى الله عليه وآله الحسن وحملت فاطمة عليها السلام الحسين وأخذت بيد أمّ كلثوم فانتهى إلى عليّ عليه السلام وهو نائم في المسجد فوضع النبيّ صلى الله عليه وآله رجله على رجل عليّ عليه السلام وغمزه وقال قم يا أبا تراب فكم ساكن أزعجته ادع لي أبا بكر من داره وعمر من مجلسه فخرج عليّ عليه السلام فاستخرجهما من منزلهما واجتمعوا عند رسول الله صلى الله عليه وآله، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله يا عليّ أما علمت أنّ فاطمة بضعة منّي وأنا

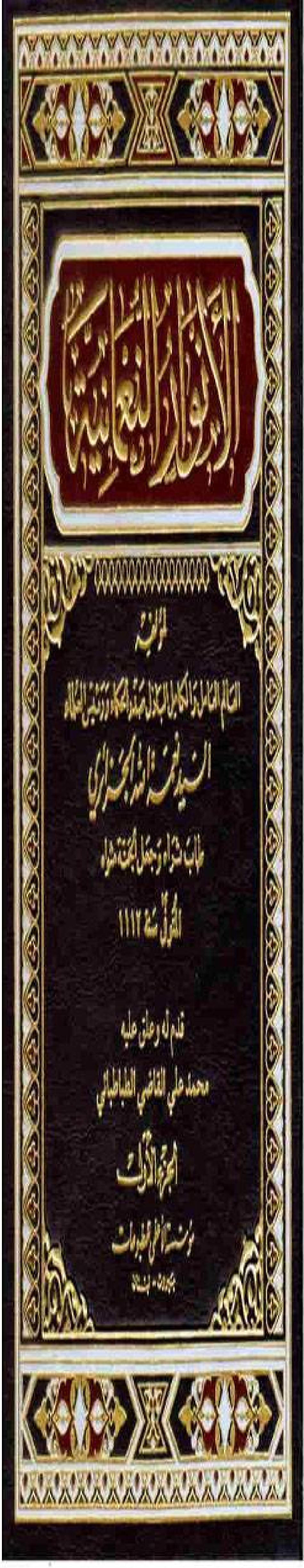

کرددست وبامیزد هیچکس نمیتوانست که اورا خلاص کند پس ابوبکر بعمر گفت که این از رایهای شوم تست من میدانستم که چنین خواهد شد پس ابوبکر عمر را گفت برو و عباس عم او را خبر کن شاید شفاعت عم خود را قبول کند چون عباس بمسجد در آمد گفت او را بحق صاحب قبر قسم دهید تا دست بردارد چون چنین کردند دست برداشت و بگریبان عمر چسبید و او را حرکت عنیفی داد و فرمود اگر وصیت رسولخدا (ص) نمی‌بود میدانستی که من ضعیف‌ترم یا تو و دست برداشت بخانه مراجعت فرمود ابن بابویه بسند معتبر روایت کرده است که شخصی از حضرت صادق پرسید که آیا آتش از پی جنازه میتوان برد مجمره و قندیل و امثال آن باجنازه میتوان برد پس رنگ مبارک حضرت متغیر شد و فرمود که یکی از اشقیا بنزد حضرت فاطمه زهرا (ع) آمد و گفت علی بن ابی‌طالب دختر ابوجهل را خواستگاری مینمود حضرت آن ملعون را سوگند داد آن ملعون سه مرتبه سوگند یاد کرد که آنچه میگویم حقست حضرت فاطمه ع بسیار بغیرت آمد زیرا که حق تعالی در جبلت زنان غیرتی قرار داده چنانچه بر مردان جهاد واجب گردانیده و از برای

Marfat.com

زنی که باوجود غیرت صبر کند ثوابی مقرر فرموده مثل ثواب کسی که مرابطه کند در سرحد مسلمانان از برای خدا پس غم فاطمه شدید شد و در تفکر ماند تا شب چون شب در آمد امام حسن را بر دوش راست و جناب امام حسین را بر دوش چپ گرفت و دست ام کلثوم را بدست راست خود گرفت بحجره پدر خود رفت چون علی (ع) بحجره در آمد فاطمه (ع) را در آنجا ندید غم آنحضرت شدید شد و بسیار عظیم نمود بر او سبب آنحالت را نداشت شرم کرد که آنحضرت را از خانهٔ پدر خود طلب نماید پس بیرون آمد بسوی مسجد و نماز کرد بسیار پس بعضی از ریگ مسجد را جمع کرد و بر آن تکیه فرمود چون رسولخدا (ص) حزن فاطمه را مشاهده نمود غسل کرد و جامه پوشید بسجده در آمد پیوسته در مسجد نماز میکرد و مشغول رکوع و سجود بود هر دو رکعت نماز که میکرد از حقتعالی سؤال مینمود که حزن فاطمه را زایل گرداند زیرا که وقتی از خانه بیرون آمد فاطمه را دید که از پهلو بپهلو میگردید و نالهای بلند میکرد چون حضرت دید که او را خواب نمیبرد و قرار نمیگیرد فرمود برخیز ای دختر گرامی چون برخاست رسولخدا امام حسن را برداشت و فاطمه (ع) جناب امام حسین را برداشت دست ام کلثوم را گرفت از خانه بسوی مسجد آمدند تا آنکه نزدیک امیرالمؤمنین رسیدند

ابن بابویه به سند معتبر روایت کرده است که: شخصی از حضرت صادق ﷺ پرسید که: آیا آتش از پی جنازه می توان برد و مجمره و قندیل و امثال آن با جنازه می توان برد؟ پس رنگ مبارک حضرت متغیّر شد و فرمود که: یکی از اشقیا به نزد حضرت فاطمهٔ زهرا ﷺ آمد و گفت که: علی بن ابیطالب دختر ابو جهل را خواستگاری می‌نمود، حضرت آن ملعون را سوگند داد، آن ملعون سه مرتبه سوگند یاد کرد که آنچه می‌گویم حق است. حضرت فاطمه ﷺ بسیار به غیرت آمد زیرا که حق تعالیٰ در جبلّت زنان غیرتی قرار داده چنانچه بر مردان جهاد واجب گردانیده، و از برای زنی که با وجود غیرت صبر کند ثوابی مقرّر فرموده مثل ثواب کسی که مرابطه کند در سرحدّ مسلمانان از برای خدا.

پس غم فاطمه ﷺ شدید شد و در تفکّر ماند تا شب شد. چون شب درآمد امام حسن را بر دوش راست و جناب امام حسین را بر دوش چپ گرفت و دست امّ کلثوم را به دست راست خود گرفت به حجرهٔ پدر خود رفت، چون حضرت امیر ﷺ به حجره درآمد فاطمه ﷺ را در آنجا ندید، غم آن حضرت شدید شد و بسیار عظیم نمود بر او، سبب آن حالت را ندانست، شرم کرد که آن حضرت را از خانهٔ پدر خود طلب نماید.

پس بیرون آمد بسوی مسجد و نماز کرد بسیار، پس بعضی از ریگ مسجد را جمع کرد و بر آن تکیه فرمود. چون حضرت رسالت ﷺ حزن فاطمه را مشاهده نمود، غسل کرد

(۱) کتاب سلیم بن قیس ۲۵۵؛ احتجاج ۱ / ۲۴۰.

و جامه پوشید به مسجد درآمد، پیوسته در مسجد نماز می‌کرد و مشغول رکوع و سجود بود، هر دو رکعت نماز که می‌کرد از حق تعالیٰ سؤال می‌نمود که حزن فاطمه را زایل گرداند، زیرا که وقتی از خانه بیرون آمد فاطمه را دید که از پهلو به پهلو می‌گردید و ناله‌های بلند می‌کرد.

چون حضرت دید که او را خواب نمی‌برد و قرار نمی‌گیرد فرمود که: برخیز ای دختر گرامی، چون برخاست حضرت رسول ﷺ امام حسن را برداشت و حضرت فاطمه ﷺ جناب امام حسین را برداشت، دست امّ کلثوم را گرفت از خانه بسوی مسجد آمدند، تا آنکه نزدیک امیرالمؤمنین ﷺ رسیدند و او در خواب بود، پس حضرت رسول پای خود را بر پای حضرت امیر ﷺ گذاشت و فشرد فرمود: برخیز ای ابو تراب بسا ساکتی را از جا به در آورده‌ای، برو و ابوبکر و عمر و طلحه را بطلب.

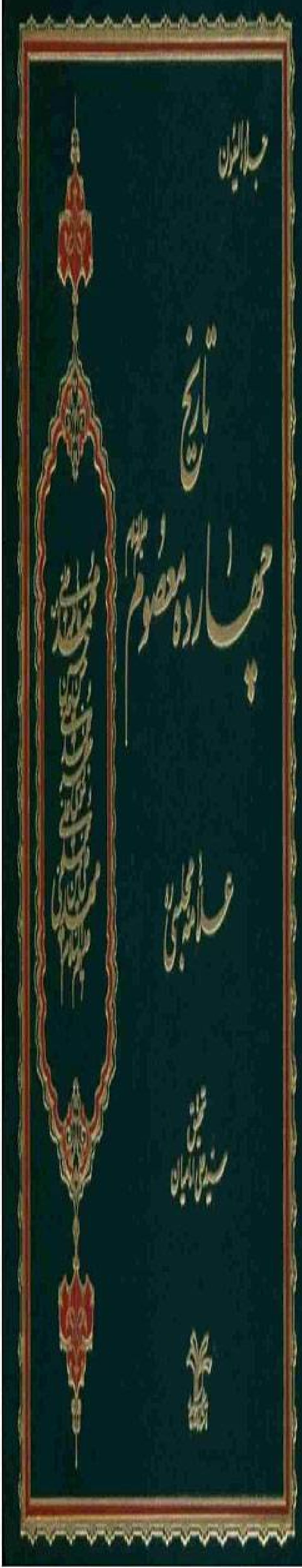

جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر - 260756, 269598

مارچ 2001 ہدیہ -/

جناب سیدہؑ پر اپنے گھر میں نماز پڑھی۔ پانچ تکبیریں کہیں۔ اور ہر مرتبہ جب حضرت تکبیر کہتے تھے۔ جبرئیل اور جمیع ملائکہ بھی تکبیر کہتے تھے۔ بروایت دیگر پچیس ۲۵ تکبیریں کہیں۔ اور فرمایا۔ جب جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ کو قبر میں رکھا۔ فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ محمد بن عبداللہ۔ اے صدیقہ معصومہ میں نے تم کو اسے سونپا۔ اور اس کے سپرد کیا۔ جو مجھ سے زیادہ تم کو سزاوار ہے اور میں راضی ہوا اس وجہ سے کہ خدا راضی ہوا تم سے۔ پس یہ آیۃ تلاوت فرمایا۔ منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ یعنی میں نے تم کو خاک سے پیدا کیا اور تمہاری خاک ہی کی طرف بازگشت کی۔ اور خاک ہی سے تم کو بار دیگر باہر لاؤں گا۔ جب قبر پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا نزدیک قبر بیٹھ گئے۔ اور سیلاب اشک خونین دیدۂ حق بین سے جاری ہوا۔ اس وقت عباس نے بنہایت التماس و دلجوئی امام مظلوم محزون و مغموم کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر میں لائے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب صادق سے پوچھا۔ کہ آگ جنازہ کے پیچھے لے جاسکتے ہیں۔ اور شمع و قندیل وغیرہ بھی ہمراہ جنازہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ سن کر رنگ مبارک حضرت متغیر ہوا۔ اور فرمایا۔ ایک روز شیطان جناب سیدہؑ پاس آیا۔ اور کہا۔ علیؑ ابن ابی طالب نے دختر ابوجہل کی خواستگاری کی۔ جناب سیدہؑ نے اس شقی سے کہا تو قسم کھا۔ اس نے تین دفعہ قسم کھائی۔ اور کہا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ سچ کہتا ہوں۔ جناب فاطمہؑ کو بہت غیرت آئی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کے ضمیر میں بہت غیرت قرار دی ہے۔ جس طرح مردوں پر جہاد واجب کیا ہے اور اس عورت کے لئے جو باوجود غیرت کے صبر کرے ایک ثواب مقرر کیا ہے مثل ثواب اس شخص کے جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے سرحد پر نگہبان کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ کو نہایت صدمہ ہوا۔ اور متفکر و متردد ہوئیں۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی جب وقت ہوئی۔ امام حسینؑ کو بائیں کندھے پر بٹھایا۔ اور بایاں ہاتھ کلثوم کا اپنے داہنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے گھر تشریف لے گئیں۔ جب جناب امیرؑ گھر میں آئے اور جناب فاطمہؑ کو وہاں نہ دیکھا۔ بہت غمگین و محزون ہوئے مگر تشریف لے جانے کا سبب نہ نکلا۔ اور شرم و حجاب دامنگیر ہوا۔ کہ جناب سیدہؑ کو ان کے پدر بزرگوار کے گھر سے بلالیں۔ پس گھر سے باہر نکل آئے۔ اور مسجد میں جاکر بہت نماز ادا کیں۔ اور ایک تودہ خاک جمع کر کے اس پر تکیہ فرمایا۔ جب جناب رسول خدا نے جناب فاطمہؑ کو محزون و مغموم پایا غسل کیا۔ اور لباس بدل کر مسجد میں تشریف لائے۔ اور نمازیں پڑھنی شروع کیں۔ مشغول رکوع و سجود تھے۔ بعد دو رکعت کے دعا مانگتے تھے۔ خداوندا فاطمہؑ کے حزن و ملال کو زائل کر کیونکہ جس وقت گھر سے باہر تشریف لائے فاطمہؑ کو دیکھ کر آئے تھے۔ کہ آپ کروٹیں بدلتیں اور ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہیں۔ پھر گھر میں تشریف لے گئے تو دیکھا۔ فاطمہؑ کو نیند نہیں آتی۔ اور مضطرب ہے۔ فرمایا۔ اے دختر گرامی اے فاطمہؑ اٹھو۔ جب جناب فاطمہؑ اٹھیں۔ جناب رسولؐ خدا نے امام

يأت بما غل يوم القيمة الم ينسبوه الى انه صلى الله عليه وآله ينطق عن الهوى في ابن عمه على عليه السلام حتى كذبهم الله عزوجل فقال سبحانه وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى الم ينسبوه الى الكذب في قوله انه رسول من الله عليهم حتى انزل الله عز و جل عليه ولقد كذبت رسل من قبلك فصبروا على ما كذبوا و اوذوا حتى اتيهم نصرنا و لقد قال يوماً عرج بي البارحة الى السماء فقيل والله مافارق فراشه طول ليلته وما قالوا في الاوصيا. اكثر من ذلك الم ينسبوا سيد الاوصياء عليه السلام الى انه كان يطلب الدنيا والملك و انه كان يؤثر الفتنة على السكون و انه يسفك دماء المسلمين بغير حلها و انه لوكان فيه خير ما امر خالد بن الوليد بضرب عنقه الم ينسبوه الى انه عليه السلام اراد ان يتزوج ابنة ابي جهل على فاطمة عليها السلام و ان رسول الله صلى الله عليه وآله شكاه على المنبر الى المسلمين فقال ان علياً عليه السلام يريد ان يتزوج ابنة عدو الله على ابنة نبي الله الا ان فاطمة بضعة مني فمن آذاها فقد آذاني ومن سرها فقد سرني ومن غاظها فقد غاظني ثم قال الصادق عليه السلام ياعلقمة ما اعجب اقاويل الناس في على عليه السلام كم بين من يقول انه رب معبود و بين من يقول انه عبد عاص للمعبود ولقد كان قول من ينسبه الى العصيان اهون عليه من قول من ينسبه الى الربوبية يا علقمة الم يقولوا الله (لله) عز و جل انه ثالث ثلاثة الم يشبهوه بخلقه الم يقولوا انه الدهر الم يقولوا انه الفلك الم يقولوا انه جسم الم يقولوا انه صورة تعالى الله عن ذلك علواً كبيراً ياعلقمة

خیانت و درقرآن نازل کرد (آل عمران١٦١) پیغمبری نباشد که ازغنیمت بدزدد، هر که از غنیمت بدزدد روزقیامت در بند وی باشد متهمش نکردند که درباره پسرعمش علی ازروی هوی سخن میگوید تا خدای عزوجل آنها را تکذیب کرد و فرمود (نجم) از هوی سخن نکند همانا وحی است که به وی رسد ، او را متهم نکردند که بدروغ خود را رسولخدا میداند تاخدا باو فرستاد (انعام٢٤) پیش از تو رسولانی تکذیب شدند وصبر کردند برتکذیب‌خود و آزرده شدند تا یاری خدایشان آمد روزی فرمود مرا دیشب بآسمان بردند، گفته شد بخدا همه شب از بسترش جدا نشده و آنچه درباره اوصیاء گفتند بیش از اینست،سید اوصیاء را متهم نکردند که دنیاجو و سلطنت طلب است و آشوب را بر راحت بر میگزیندو خون مردم رامی‌ریزد و اگر مرد خوبی بود خالدبن ولید مامور نمیشد گردنش را بزند، اورا متهم نکردند که میخواست دختر ابی‌جهل را بر سر فاطمه ع بگیرد و رسولخدا ص سر منبر از او بمسلمانان شکایت کرد و فرمود علی میخواهد دختر دشمن خدا را بر سر دختر پیغمبر خدا بزنی گیرد هلا فاطمه پاره تن منست وهر که اورا آزارد مرا آزرده‌وهر که اورا شاد کند مرا شاد کرده وهر که اورا خشمناك سازد مرا خشمناك ساخته سپس امام صادق فرمود ای علقمه‌چه گفتار عجیبی مردم درباره علی ع دارند یکی او را معبود داند و دیگری عاصی معبود پندارد و آنکه اورا متهم بمعصیت کند بر اوسهل‌تر است‌از آنکه‌متهم به‌ربوبیت نماید ای علقمه مگر نگفتند‌خدای‌عزوجل سومی سه تاست مگر اورا مانند خلقش ندانستند مگر نگفتند که‌او دهر است؟ نگفتند که‌اوچرخ است؟

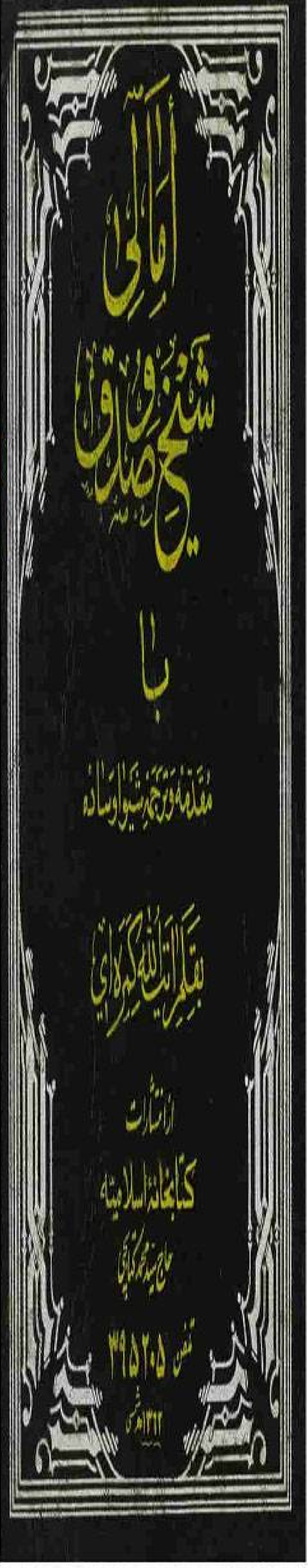

عن أبيه، عن آبائه عليهم السلام: أن رسول الله ﷺ قال: من اغتاب مؤمناً بما فيه، لم يجمع الله بينهما في الجنة أبداً، ومن اغتاب مؤمناً بما ليس فيه، فقد انقطعت العصمة بينهما، وكان المغتاب في النار خالداً فيها وبئس المصير. قال علقمة: فقلت للصادق عليه السلام: يابن رسول الله، إن الناس ينسبوننا إلى عظائم الأمور، وقد ضاقت بذلك صدورنا. فقال عليه السلام: يا علقمة، إن رضا الناس لا يملك، وألسنتهم لا تضبط، فكيف تسلمون مما لم يسلم منه أنبياء الله ورسله وحججه عليهم السلام؟ ألم ينسبوا يوسف عليه السلام إلى أنه همّ بالزنا؟ ألم ينسبوا أيوب عليه السلام إلى أنه ابتلى بذنوبه؟ ألم ينسبوا داود عليه السلام إلى أنه تبع الطير حتى نظر إلى امرأة أوريا فهواها؟ وأنه قدم زوجها أمام التابوت حتى قتل ثم تزوج بها؟ ألم ينسبوا موسى عليه السلام إلى أنه عنين وآذوه حتى برأه الله مما قالوا، وكان عند الله وجيها؟ ألم ينسبوا جميع أنبياء الله إلى أنهم سحرة طلبة الدنيا؟ ألم ينسبوا مريم بنت عمران عليها السلام إلى أنها حملت بعيسى من رجل نجار اسمه يوسف؟ ألم ينسبوا نبينا محمداً ﷺ إلى أنه شاعر مجنون؟ ألم ينسبوه إلى أنه هوى امرأة زيد بن حارثة فلم يزل بها حتى استخلصها لنفسه؟ ألم ينسبوه يوم بدر إلى أنه أخذ لنفسه من المغنم قطيفة حمراء؟ حتى أظهره الله عزوجل على القطيفة وبرأ نبيه ﷺ من الخيانة، وأنزل بذلك في كتابه: ﴿ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ﴾ [آل عمران: ١٦١]، ألم ينسبوه إلى أنه ﷺ ينطق عن الهوى في ابن عمه علي عليه السلام؟ حتى كذبهم الله عزوجل، فقال سبحانه: ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ﴾ [النجم: ٣-٤] ألم ينسبوه إلى الكذب في قوله: إنه رسول من الله إليهم؟ حتى أنزل الله عزوجل عليه: ﴿ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا۟ عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا۟ وَأُوذُوا۟ حَتَّىٰٓ أَتَىٰهُمْ نَصْرُنَا ﴾ [الأنعام: ٣٤]، ولقد قال يوماً: عرج بي البارحة إلى السماء. فقيل: والله ما فارق فراشه طول ليلته. وما قالوا في الأوصياء عليهم السلام أكثر من ذلك، ألم ينسبوا سيد الأوصياء عليه السلام إلى أنه كان يطلب الدنيا والملك، وأنه كان يؤثر الفتنة على السكون، وأنه يسفك دماء المسلمين بغير حلّها، وأنه لو كان فيه خير ما أمر خالد بن الوليد بضرب عنقه؟ ألم ينسبوه إلى أنه عليه السلام أراد أن يتزوج ابنة أبي جهل على فاطمة عليها السلام، وأن رسول الله ﷺ شكاه على المنبر إلى المسلمين، فقال: إن علياً يريد أن يتزوج ابنة عدو الله على ابنة نبيّ الله، ألا إن فاطمة بضعة مني، فمن آذاها فقد آذاني، ومن سرها فقد سرني، ومن غاظها فقد غاظني؟ ثم قال الصادق عليه السلام: يا علقمة، ما أعجب أقاويل الناس في علي عليه السلام! كم بين من يقول: إنه رب معبود، وبين من يقول: إنه عبد عاص للمعبود! ولقد كان

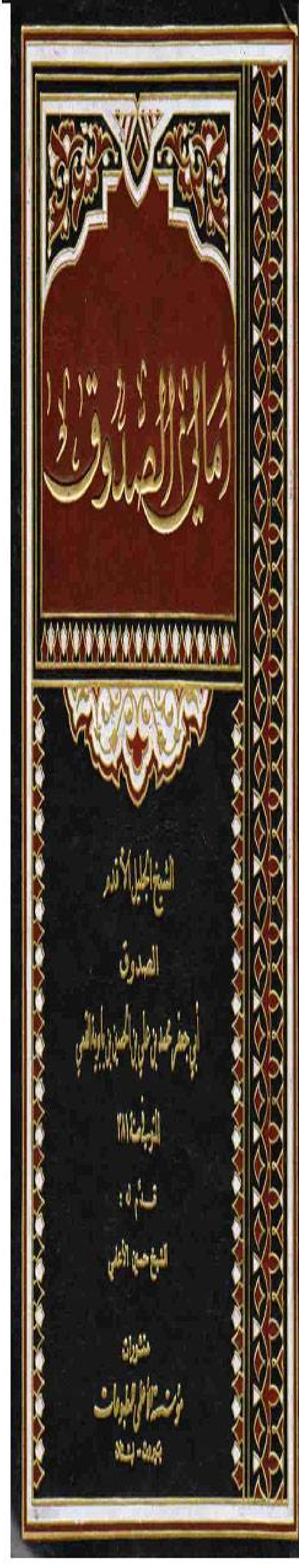

يأت بما غل يوم القيمة الم ينسبوه الى انه (ص) ينطق عن الهوى في ابن عمه علي (ع) حتى كذبهم الله عزوجل فقال سبحانه وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى الم ينسبوه الى الكذب في قوله انه رسول من الله عليهم حتى انزل الله عز و جل عليه ولقد كذبت رسل من قبلك فصبروا على ما كذبوا و اوذوا حتى اتيهم نصرنا و لقد قال يوماً عرج بي البارحة الى السماء فقيل والله مافارق فراشه طول ليلته وما قالوا في الاوصياء اكثر من ذلك الم ينسبوا سيد الاوصياء (ع) الى انه كان يطلب الدنيا والملك و انه كان يؤثر الفتنة على السكون و انه يسفك دماء المسلمين بغير حلها و انه لو كان فيه خير ما امر خالد بن الوليد بضرب عنقه الم ينسبوه الى انه (ع) اراد ان يتزوج ابنة ابي جهل على فاطمة عليها السلام و ان رسول الله (ص) شكاه على المنبر الى المسلمين فقال ان علياً (ع) يريد ان يتزوج ابنة عدو الله على ابنة نبي الله الا ان فاطمة بضعة مني فمن آذاها فقد آذاني ومن سرها فقد سرني ومن غاظها فقد غاظني ثم قال الصادق (ع) ياعلقمة ما اعجب اقاويل الناس في علي (ع) كم بين من يقول انه رب معبود و بين من يقول انه عبد عاص للمعبود ولقد كان قول من ينسبه الى العصيان اهون عليه من قول من ينسبه الى الربوبية يا علقمة الم يقولوا الله (لله) عز و جل انه ثالث ثلاثة الم يشبهوه بخلقه الم يقولوا انه الدهر الم يقولوا انه الفلك الم يقولوا انه جسم الم يقولوا انه صورة تعالى الله عن ذلك علواً كبيراً ياعلقمة

خیانت و درقرآن نازل کرد (آل عمران١٦١) پیغمبری نباشد که ازغنیمت بدزدد، هر که از غنیمت بدزدد روزقیامت در بند وی باشد متهمش نکردند که درباره پسرعمش علی ازروی هوی سخن میگوید تا خدای عزوجل آنها را تکذیب کرد و فرمود (نجم) از هوی سخن نکند همانا وحی است که به وی رسد ، او را متهم نکردند که بدروغ خود را رسولخدا میداند تاخدا باو فرستاد (انعام٢٤) پیش از تو رسولانی تکذیب شدند وصبر کردند برتکذیب‌خود و آزرده شدند تا یاری خدایشان آمد روزی فرمود مرا دیشب بآسمان بردند، گفته شد بخدا همه شب از بسترش جدا نشده و آنچه درباره اوصیاء گفتند بیش از اینست،سید اوصیاء را متهم نکردند که دنیاجو و سلطنت طلب است و آشوب را بر راحت بر میگزیندو خون مردم رامی‌ریزد و اگر مرد خوبی بود خالدبن ولید مامور نمیشد گردنش را بزند، اورا متهم نکردند که میخواست دختر ابی‌جهل را بر سر فاطمه ع بگیرد و رسولخدا ص سر منبر از او بمسلمانان شکایت کرد و فرمود علی میخواهد دختر دشمن خدا را بر سر دختر پیغمبر خدا بزنی گیرد هلا فاطمه پاره تن منست وهر که اورا آزارد مرا آزرده‌وهر که اورا شاد کند مرا شاد کرده وهر که اورا خشمناك سازد مرا خشمناك ساخته سپس امام صادق فرمود ای علقمه‌چه گفتار عجیبی مردم درباره علی‌ع دارند یکی او را معبود داند و دیگری عاصی معبود بندارد و آنکه اورا متهم بمعصیت کند بر اوسهل‌تر است‌از آنکه‌متهم‌به‌ربوبیت نماید ای علقمه مگر نگفتند‌خدای‌عزوجل سومی سه تاست مگر اورا مانند خلقش ندانستند مگر نگفتند که‌او دهر است؟ نگفتند که‌اوچرخ است؟

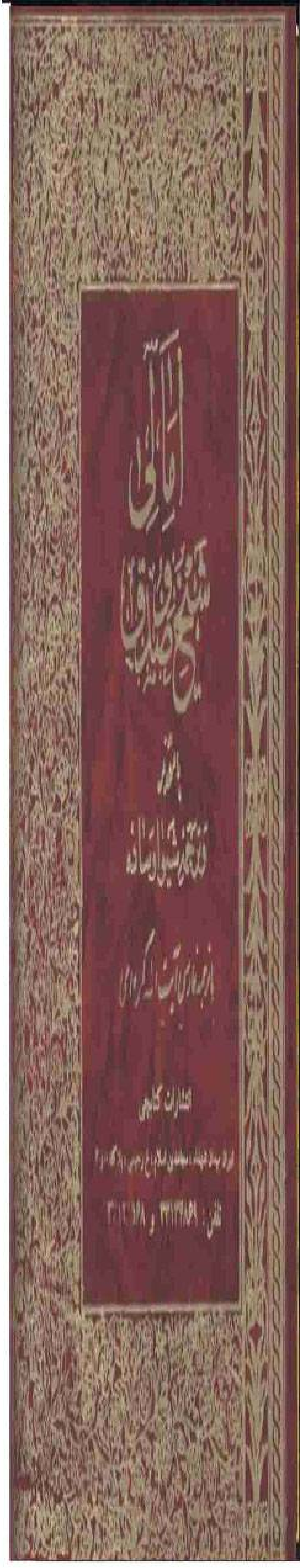

حارِثَةَ فَلَمْ يَزَلْ بِها حَتّى اسْتَخْلَصَها لِنَفْسِهِ، أَلَمْ يَنْسُبُوهُ يَوْمَ بَدْرٍ إِلى أَنَّهُ أَخَذَ لِنَفْسِهِ مِنَ الْمَغْنَمِ قَطِيفَةً حَمْراءَ حَتّى أَظْهَرَهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى الْقَطِيفَةِ وَ بَرَّأَ نَبِيَّهُ صلى الله عليه و آله مِنَ الْخِيانَةِ وَ أَنْزَلَ بِذَلِكَ فِي كِتابِهِ: «وَ ما كانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ وَ مَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِما غَلَّ يَوْمَ الْقِيامَةِ»[۱]، أَ لَمْ يَنْسُبُوهُ إِلى أَنَّهُ صلى الله عليه و آله يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى فِي ابْنِ عَمِّهِ عَلِيٍّ عليه السلام حَتّى كَذَّبَهُمُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَقالَ سُبْحانَهُ «وَ ما يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى إِنْ هُوَ إِلاّ وَحْيٌ يُوحى»[۲]، أَلَمْ يَنْسُبُوهُ إِلَى الْكَذِبِ فِي قَوْلِهِ إِنَّهُ رَسُولٌ مِنَ اللهِ عَلَيْهِمْ حَتّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِ «وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلى ما كُذِّبُوا وَ أُوذُوا حَتّى أَتاهُمْ نَصْرُنا»[۳]، وَ لَقَدْ قالَ: يَوْماً عُرِجَ بِيَ الْبارِحَةَ إِلَى السَّماءِ فَقِيلَ: وَ اللهِ ما فارَقَ فِراشَهُ طُولَ لَيْلَتِهِ وَ ما قالُوا فِي الْأَوْصِياءِ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، أَلَمْ يَنْسُبُوا سَيِّدَ الْأَوْصِياءِ عليه السلام إِلى أَنَّهُ كانَ يَطْلُبُ الدُّنْيا وَ الْمُلْكَ وَ أَنَّهُ كانَ يُؤْثِرُ الْفِتْنَةَ عَلَى السُّكُونِ وَ أَنَّهُ يَسْفِكُ دِماءَ الْمُسْلِمِينَ بِغَيْرِ حِلِّها وَ أَنَّهُ لَوْ كانَ فِيهِ خَيْرٌ ما أَمَرَ خالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِضَرْبِ عُنُقِهِ، أَلَمْ يَنْسُبُوهُ إِلى أَنَّهُ عليه السلام أَرادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلى فاطِمَةَ (عَلَيها السَّلامُ)، وَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ شَكاهُ عَلَى الْمِنْبَرِ إِلَى الْمُسْلِمِينَ فَقالَ: «إِنَّ عَلِيّاً عليه السلام يُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَ ابْنَةَ عَدُوِّ اللهِ عَلَى ابْنَةِ نَبِيِّ اللهِ أَلا إِنَّ فاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ آذاها فَقَدْ آذانِي وَ مَنْ سَرَّها فَقَدْ سَرَّنِي وَ مَنْ غاظَها فَقَدْ غاظَنِي»، ثُمَّ قالَ الصّادِقُ عليه السلام: «يا عَلْقَمَةُ ما أَعْجَبَ أَقاوِيلَ النّاسِ فِي عَلِيٍّ عليه السلام كَمْ بَيْنَ مَنْ يَقُولُ: إِنَّهُ رَبٌّ مَعْبُودٌ وَ بَيْنَ مَنْ يَقُولُ: إِنَّهُ عَبْدٌ عاصٍ لِلْمَعْبُودِ وَ لَقَدْ كانَ قَوْلُ مَنْ يَنْسُبُهُ إِلَى الْعِصْيانِ أَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنْ قَوْلِ مَنْ يَنْسُبُهُ إِلَى الرُّبُوبِيَّةِ يا عَلْقَمَةُ أَلَمْ يَقُولُوا لِلّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: أَنَّهُ ثالِثُ ثَلاثَةٍ أَلَمْ يُشَبِّهُوهُ بِخَلْقِهِ أَلَمْ يَقُولُوا إِنَّهُ الدَّهْرُ أَلَمْ يَقُولُوا إِنَّهُ الْفَلَكُ أَلَمْ يَقُولُوا إِنَّهُ جِسْمٌ أَلَمْ يَقُولُوا إِنَّهُ صُورَةٌ تَعالَى اللهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوّاً كَبِيراً، يا عَلْقَمَةُ إِنَّ الْأَلْسِنَةَ الَّتِي تَتَناوَلُ ذاتَ اللهِ تَعالى ذِكْرُهُ بِما لا يَلِيقُ بِذاتِهِ كَيْفَ تُحْبَسُ عَنْ تَناوُلِكُمْ بِما تَكْرَهُونَهُ «فَاسْتَعِينُوا بِاللّهِ وَ اصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلّهِ يُورِثُها مَنْ يَشاءُ مِنْ عِبادِهِ وَ الْعاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ»، فَإِنَّ بَنِي إِسْرائِيلَ قالُوا لِمُوسى عليه السلام أُوذِينا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنا وَ مِنْ بَعْدِ ما جِئْتَنا، فَقالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ: قُلْ لَهُمْ يا

۱. آل عمران / ۱۶۱. ۲. النجم / ۳ - ۴.
۳. الانعام / ۳۴.

خدا کے نزدیک آبرومند تھے لیکن کیا اِن تمام انبیاءؑ کو متہم نہ کیا گیا کہ جادوگر ہیں دنیا طلب ہیں مریم بنت عمرانؑ کو متہم نہ کیا کہ ایک بنجارے مرد یوسف سے حاملہ ہوئی ہے ہمارے پیغمبرؐ کو متہم نہ کیا گیا کہ شاعر و دیوانہ ہے، کیا آپؐ کو متہم نہ کیا گیا کہ زید بن حارثہ کی بیوی کا عاشق ہوا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کو اپنے نکاح میں لے آئے، کیا روزِ بدر آپ کو متہم نہ کیا گیا کہ ایک چادر سرخ کو اپنے لیے غنیمت سے لیا یہاں تک کہ خدا نے اس مخمل کی چادر کو عیاں کیا اور اُن کو بری کیا خیانت سے اور قرآن میں نازل کیا کہ وہ پیغمبر نہیں ہے کہ جو غنیمت سے چوری کرے جو کوئی غنیمت سے چوری کرے گا وہ روزِ قیامت اسی میں جکڑا ہوا ہوگا کیا متہم نہ کیا کہ ابن عمش علیؑ کے بارے میں ہوائے نفس سے بات کرتا ہے یہاں تک کہ خدا نے ان کی تکذیب کی اور فرمایا ''کہ وہ ہوائے نفس سے بات نہیں کرتا بیشک وہ وحی ہوتی ہے جو اس کو پہنچتی ہے (نجم) اور اس کو متہم نہ کیا کہ یہ اپنے جھوٹ سے رسولؐ خدا کو جھوٹا جانتے ہیں یہاں تک کہ خدا نے اُن کو وحی بھیجی ''کہ تم سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی اور انہوں نے اپنی تکذیب پر صبر کیا اور آزردہ ہوئے یہاں تک کہ ان کو خدا کی مدد آپہنچی'' (انعام: ۳۴) اور جب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مجھے کل رات خدا آسمان پر لے گیا تو کہا گیا کہ تمام رات یہ اپنے بستر سے تو اٹھے نہیں پھر کیسے آسمان پر گئے ہیں، اور اب جو کچھ اوصیاءؑ کے بارے میں کہتے ہیں، کیا اس سے پہلے سید الاوصیا کو متہم نہیں کرتے رہے کہ اپنی خاطر لوگوں کا خون گرا رہے ہیں (جمل و صفین) جبکہ خالد بن ولید جو لوگوں کی گردنیں کاٹ رہا ہے اسے اچھا کہتے ہیں اور جب لوگوں نے کہا کہ علیؑ چاہتا ہے کہ ابو جہل کی بیٹی کو فاطمہؑ پر سوتن لے آئے۔ تو رسول خداؐ نے اُن لوگوں کی تکذیب میں کہا کہ فاطمہؑ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جو کوئی اس کو آزار دے گا اس نے مجھے آزار دیا جو کوئی اس کو غضبناک کرے گا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

پھر امام صادقؑ نے فرمایا اے علقمہ لوگ کسی کیسی عجیب باتیں علیؑ کے بارے میں کرتے ہیں ایک گروہ اُن کو معبود جانتا ہے تو دوسرا گناہ گار، معبود کہنے اور اُن (علیؑ) پر ربوبیت کی تہمت سے زیادہ آسان اُن کی معصیت ہے۔ اے علقمہ وہ (لوگ) عقیدہ، تثلیث کے قائل تو نہیں ہیں مگر اُن (علیؑ) کو خلق بھی نہیں مانتے کبھی کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا جسم ہیں، کبھی انہیں آسمان

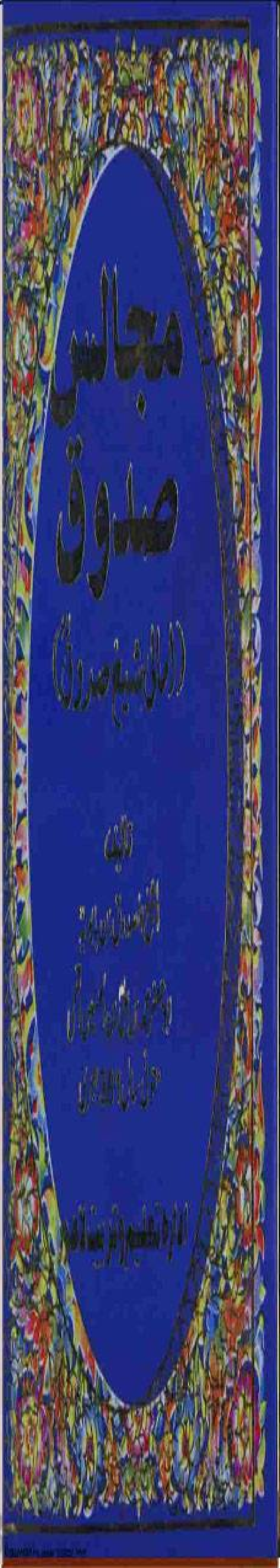

عزت کتابها، و جبرئیل به آیات قرآن مونس ما بود، پس تو ناپیدا شدی و جمیع خیرات پنهان شد. کاش پیش از تو ما را مرگ در می‌یافت، چون رفتی و جمال خود را از ما پوشیدی ما مبتلا شدیم به بلائی چند که هیچ اندوهناکی از خلایق به مثل آن مبتلا نشده بود، نه از عجم و نه از عرب»[1].

پس حضرت فاطمه علیها السلام به جانب خانه برگردید و حضرت امیر علیه السلام انتظار معاودت او می‌کشید، چون به منزل شریف قرار گرفت از روی مصلحت خطابهای شجاعانهٔ درشت با سیّد اوصیاء نمود که: مانند جنین در رحم پرده‌نشین شده‌ای و مثل خائنان در خانه گریخته‌ای، و بعد از آنکه شجاعان دهر را به خاک هلاک افکندی مغلوب این نامردان گردیده‌ای. اینک پسر ابو قحافه به ظلم و جبر بخشیدهٔ پدر مرا و معیشت فرزندانم را از من می‌گیرد و به آواز بلند با من لجاج و مخاصمه می‌کند و انصار مرا یاری نمی‌کنند و مهاجران خود را به کنار کشیده‌اند و سایر مردم دیده‌ها پوشیده‌اند، نه دافعی دارم و نه مانعی و نه یاوری و نه شافعی، خشمناک بیرون رفتم و غمناک برگشتم، خود را ذلیل کردی در روزی که دست از سطوت خود برداشتی، گرگان می‌درند و می‌برند و تو از جای خود حرکت نمی‌کنی، کاش پیش از این مذلت و خواری مرده بودم، وای بر من در هر صبحی و شامی، محلّ اعتماد من مُرد و یاور من سست شد، شکایت من به سوی پدر من است و مخاصمهٔ من به سوی پروردگار من است. خداوندا! حول و قوّت تو از همه بیشتر است و عذاب ونکال تو از همه شدیدتر است.

---

۱. قَدْ كانَ بَعدَكَ أَنباءٌ وَهَنبَثَةٌ ... لَوْ كُنتَ شاهِدَها لَمْ تَكثُرِ الخُطَبُ

إنّا فَقَدْناكَ فَقدَ الأرضِ وابِلَها ... وَاخْتَلَّ قَومُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَلا تَغِبِ

أَبدَتْ رِجالٌ لَنا نَجوىٰ صُدُورِهِمْ ... لَمّا قَضَيتَ وَحالَتْ دُونَكَ التُّرَبُ

تَجَهَّمَتْنا رِجالٌ وَاستُخِفَّ بِنا ... إذْ غِبتَ عَنّا فَنَحنُ اليَومَ نُغْتَصَبُ

وَكُنْتَ بَدْراً وَنُوراً يُسْتَضاءُ بِهِ ... عَلَيكَ يَنْزِلُ مِنْ ذِي العِزَّةِ الكُتُبُ

وَكانَ جِبرِيلُ بِالآياتِ يُؤنِسُنا ... فَقَدْ فُقِدْتَ وَكُلُّ الخَيرِ يَحْتَجِبُ

فَلَيتَ قَبلَكَ كانَ المَوتُ صادَفَنا ... لَمّا مَضَيتَ وَحالَتْ دُونَكَ الكُثُبُ

فَقَدْ لَقِينا الَّذي لَمْ يَلْقَهُ أَحَدٌ ... مِنَ البَرِيَّةِ لا عَجَمٌ وَلا عَرَبُ

که بیت آخر این اشعار را از امالی شیخ مفید آوردیم.

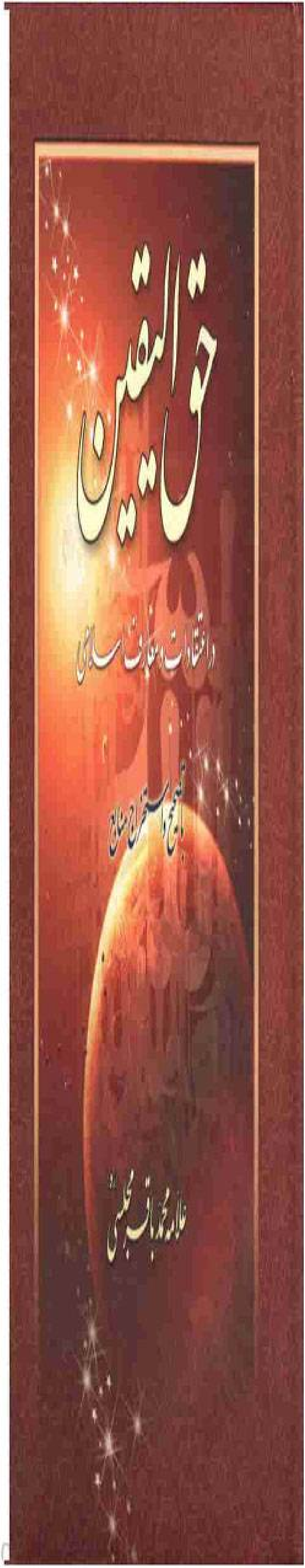

چند مردوں نے اپنے دلوں کے کینے جب آپ زیرِ خاک پنہاں ہو گئے تو ہمارے ساتھ ظاہر کیے۔ ایک گروہ نے ہم سے ترشروئی کی اور ہمارے حق کو سبک سمجھا جبکہ آپ کو نہ دیکھا۔ ان لوگوں نے زمین ہم پر تنگ کر دی۔ آپ وہ تاباں اور آفتابِ درخشاں تھے جس سے ہم روشنی حاصل کرتے تھے۔ آپ پر پروردگارِ عزّت کی جانب سے کتاب نازل ہوئی اور جبرئیل قرآنی آیتوں کے ساتھ ہمارے مونس تھے۔ آپ دُنیا سے گئے اور تمام نیکیاں چھُپ گئیں۔ کاش آپ کے سامنے ہم کو موت آگئی ہوتی۔ جب آپ گئے اور اپنا جمال ہم سے پوشیدہ کر لیا تو ہم چند ایسی بلاؤں میں مبتلا ہوئے کہ خلائق سے جس کے مثل کوئی اندوہناک مُبتلا نہ ہوا تھا۔ پھر جناب فاطمہؑ بیت الشرف واپس تشریف لے گئیں۔ جناب امیرؑ ان کے انتظار میں تھے۔ جب وہ اپنے خانۂ اقدس میں پہنچ گئیں تو مصلحتہً دلیرانہ سخت خطابات جناب امیرؑ سے کیے کہ آپ اس جنین کے مانند جو رحم میں ہوتا ہے، پردہ نشین ہو گئے اور خوفزدہ لوگوں کی طرح گھر میں بھاگ آئے۔ اس کے بعد جبکہ زمانہ کے شجاعوں کو خاک میں ملا دیا اور ان نامردوں سے مغلوب ہو گئے۔ یہ فرزند قحافہ میرے پدر کا عطا کردہ فدک جو میرے فرزندوں کی معیشت کا ذریعہ تھا مجھ سے بجبر و ظلم لیتا ہے اور علانیہ مجھ سے مخاصمت کرتا ہے اور انصار میری مدد نہیں کرتے۔ مہاجرین ایک کنارہ ہو گئے اور تمام لوگوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ نہ کوئی مجھ سے دُشمنوں کو دفع کرنے والا ہے۔ اور نہ روکنے والا نہ کوئی مددگار ہے نہ سفارش کرنے والا۔ غضبناک میں نکلی اور غمناک واپس آئی۔ آپ نے اپنے کو ذلیل کر دیا جس روز کہ اپنے رُعب و جلال سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ بھیڑیے پھاڑے کھاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں لے جاتے ہیں اور آپ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے۔ کاش اس ذلت و خواری سے پہلے میں مر چکی ہوتی ہر صبح و شام مجھ پر وائے ہو۔ میرا محل مٹ گیا۔ میرا مددگار سُست ہو گیا میری شکایت اپنے پدر سے ہے۔ اور میرا مخاصمہ اپنے پروردگار سے ہے۔ خداوندا تیری قوّت و طاقت سب سے زیادہ ہے۔ اور تیرا عذاب اور تیری سختی سب سے زیادہ شدید ہے۔ یہ سُن کر امیر المومنینؑ نے فرمایا اے سیّدۃ النسا۔ ذلت و خواری اور کسی طرح کا عذاب تم پر نہیں بلکہ تمہارے دشمن پر ہے۔ صبر کرو اور اپنے غم و صدمہ کی آگ کو بجھا دو۔ اے برگزیدۂ عالمین کی بیٹی اور اے پیغمبری کی ذریّت کی بقیہ میں نے اپنے امرِ دین میں سُستی نہیں کی اور جس پر خدا کی جانب سے مامور تھا عمل میں لایا اور جس قدر ممکن تھا اپنے حق کے طلب کرنے میں کسی روز میں نے کمی نہیں کی۔ تمہارا اور تمہاری اولاد کا خدا ضامن ہے اور جو تمہارے امر کا کفیل ہے امن میں ہے اور جو کچھ حق تعالیٰ نے تمہارے لیے آخرت میں مُہیّا کیا ہے، اُس سے بہتر ہے جو ان اشقیا نے تم سے چھین لیا ہے۔ لہٰذا خدا سے اجر طلب کرو اور صبر کرو۔ جناب فاطمہؑ

اُردو ترجمہ

حق الیقین

جلد اوّل

مصنّف

علامہ سید محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجم

جناب سید بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

الرسول ﷺ. فأقام الأعرابي بمكة أُسبوعاً، وخرج في طلب أمير المؤمنين (عليه السلام) إلى مدينة الرسول ﷺ، ونادى: من يدلني على دار أمير المؤمنين علي (عليه السلام)؟ فقال الحسين ابن علي (عليهما السلام) من بين الصبيان: أنا أدلك على دار أمير المؤمنين، وأنا ابنه الحسين بن علي. فقال الأعرابي: من أبوك؟ قال: أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليه السلام). قال: من أمك؟ قال: فاطمة الزهراء سيدة نساء العالمين. قال: من جدك؟ قال: رسول الله محمد بن عبد الله بن عبد المطلب. قال: من جدتك؟ قال: خديجة بنت خويلد. قال: من أخوك؟ قال: أبو محمد الحسن بن علي. قال: قد أخذت الدنيا بطرفيها، امشِ إلى أمير المؤمنين، وقل له إن الأعرابي صاحب الضمان بمكة على الباب. قال: فدخل الحسين بن علي (عليهما السلام) فقال: يا أبه، أعرابي بالباب، يزعم أنه صاحب الضمان بمكة. قال: فقال: يا فاطمة، عندك شيء يأكله الأعرابي؟ قالت: اللهمّ لا. قال: فتلبس أمير المؤمنين (عليه السلام) وخرج، وقال: ادعوا لي أبا عبد الله سلمان الفارسي. قال: فدخل إليه سلمان الفارسي (رضي الله عنه)، فقال: يا أبا عبد الله، أعرض الحديقة التي غرسها رسول الله ﷺ لي على التجار. قال: فدخل سلمان إلى السوق، وعرض الحديقة فباعها باثني عشر ألف درهم، وأحضر المال، وأحضر الأعرابي، فأعطاه أربعة آلاف درهم وأربعين درهماً نفقة. ووقع الخبر إلى سؤّال المدينة فاجتمعوا، ومضى رجل من الأنصار إلى فاطمة (عليها السلام)، فأخبرها بذلك، فقالت: آجرك الله في ممشاك. فجلس علي (عليه السلام) والدراهم مصبوبة بين يديه، حتى اجتمع إليه أصحابه، فقبض قبضة قبضة، وجعل يعطي رجلاً رجلاً، حتى لم يبق معه درهم واحد. فلما أتى المنزل قالت له فاطمة (عليها السلام): يابن عم، بعت الحائط الذي غرسه لك والدي؟ قال: نعم، بخير منه عاجلاً وآجلاً. قالت: فأين الثمن؟ قال: دفعته إلى أعين استحييت أن أذلّها بذّل المسألة قبل أن تسألني. قالت فاطمة: أنا جائعة، وابناي جائعان، ولا أشك إلا وأنك مثلنا في الجوع، لم يكن لنا منه درهم! وأخذت بطرف ثوب علي (عليه السلام)، فقال علي: يا فاطمة، خليني. فقالت: لا والله، أو يحكم بيني وبينك أبي. فهبط جبرئيل (عليه السلام) على رسول الله ﷺ فقال: يا محمد السلام يقرئك السلام ويقول: اقرأ علياً مني السلام وقل لفاطمة: ليس لك أن تضربي على يديه ولا تلزمي بثوبه. فلما أتى رسول الله ﷺ منزل علي (عليه السلام) وجد فاطمة ملازمة لعليّ (عليه السلام)، فقال لها: يابنية، مالك ملازمة لعليّ؟ قالت: يا أبه، باع الحائط الذي غرسته له باثني عشر ألف درهم ولم يحبس لنا منه درهما نشتري به طعاماً. فقال: يابنية، إن جبرئيل يقرئني من ربي السلام، ويقول: أقرئ علياً من ربه

السلام، وأمرني أن أقول لك: ليس لك أن تضربي على يديه. قالت فاطمة (عليها السلام): فإني استغفر الله، ولا أعود أبداً. قالت فاطمة (عليها السلام): فخرج أبي (عليه السلام) في ناحية وزوجي عليّ في ناحية، فما لبث أن أتى أبي ﷺ ومعه سبعة دراهم سود هجرية، فقال: يا

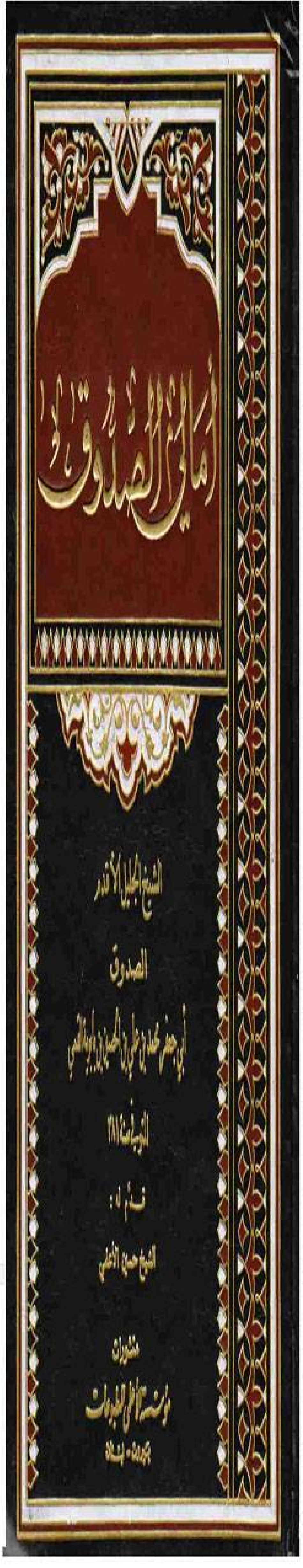

الضمان بمكة على الباب قال فدخل الحسين بن على عليه السلام و قال يا ابه اعرابى بالباب يزعم انه صاحب الضمان بمكة قال فقال يا فاطمة عندك شيء يأكله الاعرابى قال اللهم لا قال فتلبس امير المؤمنين عليه السلام و خرج و قال ادعوا الى ابا عبد الله سلمان الفارسى قال فدخل اليه سلمان الفارسى (ره) فقال يا ابا عبدالله اعرض الحديقة التى غرسها رسول الله لى على التجار قال فدخل سلمان الى السوق و عرض الحديقة فباعها باثنى عشر الف درهم واحضر المال واحضر الاعرابى فاعطاه اربعة آلاف درهم و اربعين درهما نفقة ووقع الخبر الى سؤال المدينة فاجتمعوا و مضى رجل من الانصار الى فاطمة فاخبرها بذلك فقالت آجرك الله فى ممشاك فجلس على عليه السلام و الدراهم مصبوبة بين يديه حتى اجتمع اليه اصحابه فقبض قبضة قبضة و جعل يعطى رجلا رجلا حتى لم يبق معه درهم و احد فلما اتى المنزل قالت له فاطمة (ع) يا بن عم بعت الحائط الذى غرسه لك و الدى قال نعم بخير منه عاجلا و آجلا قالت فاين الثمن قال دفعته الى اعين استحييت ان اذلها بذل المسئلة قبل ان تسالنى قالت فاطمة انا جائعة و ابناى جائعان و لا اشك الا وانك مثلنا فى الجوع لم يكن لنا منه درهم واخذت بطرف ثوب على عليه السلام فقال على يا فاطمة خلينى فقالت لا و الله او يحكم بينى و بينك ابى فهبط جبرئيل على رسول الله فقال يا محمد السلام يقرئك السلام و يقول اقرأ عليا منى السلام وقل لفاطمة ليس لك ان تضربى على يديه و لا تلزمى بثوبه فلما اتى رسول الله صلى الله عليه و آله منزل على عليه السلام و جد فاطمة ملازمة لعلى فقال لها يا بنية مالك ملازمة

در خانه است گوید حسین بن علی ع وارد خانه شد و گفت پدر جان یك اعرابی بر در خانه است و شمارا ضامن در مکه می‌داند علی فرمود ای فاطمه چیزی داری که این اعرابی بخورد ؟ گفت بخدا نه، گوید امیرالمؤمنین جامه بپر کرد و بیرون شد و گفت ابوعبدالله سلمان فارسی را نزد من آرید، سلمان آمد باو فرمود باغیکه رسول خدا برایم کاشته بتجار بفروش سلمان آنرا بدوازده‌هزار درهم فروخت و اعرابی را حاضر کرد و چهار هزار درهمش را باو داد و چهل درهم دیگر هم برای خرج سفر باو داد خبر، بگدایان مدینه رسید و گرد اورا گرفتند مردی از انصار این خبر را بفاطمه رسانید واو فرمود خدا بتو خیر دهد علی پولها را برابر خود ریخت و یارانش جمع شدند و با مشت بآنها تقسیم کرد تا یکدرهم نماند وچون بمنزل آمد فاطمه باو گفت پسر عم باغی را که پدرم برایت کشته بود فروختی ؛ فرمود آری ببهتر از آن در دنیا و آخرت گفت پولش کجا است ؟ فرمود بدیده‌هائی دادم که نخواستم دچار خواری سؤال شوند ، فاطمه گفت من و دو پسرت گرسنه‌ایم و بی شك توهم مانند ما گرسنه ای یك درهمش بما نمیرسید؟ و دامن علی ع را گرفت علی فرمود فاطمه مرا رها کن گفت نه بخدا تا پدرم میان ما وتو حکم باشد .

جبرئیل برسولخدا ص نازل شد و گفت ای محمد خدایت سلام میرساند و میفرماید از من بعلی سلام برسان و بفاطمه بگو حق نداری جلو دست علی را بدامنش بچسبی بگیری چون رسولخدا بمنزل علی آمد دید

لعلى قالت يا ابه باع الحايط الذى غرسته له باثنى عشر الف درهم و لم يحبس لنا منه درهما نشترى به طعاما فقال يا بنية ان جبرئيل يقرئنى من ربى السلام ويقول اقرأ عليا من ربه السلام و امرنى ان اقول لك ليس لك ان تضربى على يديه و لا تلزمى بثوبه قالت فاطمة فانى استغفر الله و لا اعود ابدا قالت فاطمة (ع) فخرج ابى (ع) فى ناحية و زوجى على فى ناحية فما لبثان

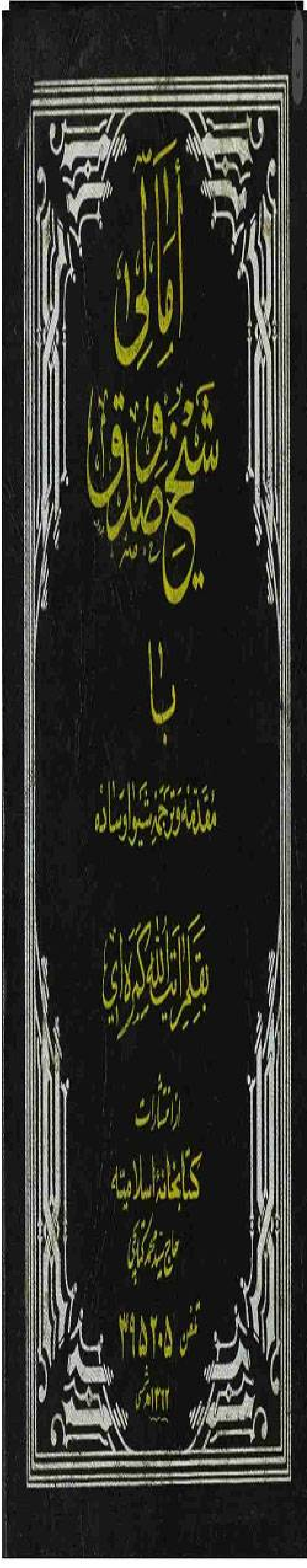

الضمان بمكة على الباب قال فدخل الحسين بن علي عليهما السلام قال يا ابه اعرابي بالباب يزعم انه صاحب الضمان بمكة قال فقال يا فاطمة عندك شيء يأكله الاعرابي قال اللهم لا قال فتلبس امير المؤمنين عليه السلام و خرج و قال ادعوا الى ابا عبد الله سلمان الفارسي قال فدخل اليه سلمان الفارسي (ره) فقال يا ابا عبدالله اعرض الحديقة التي غرسها رسول الله لي على التجار قال فدخل سلمان الى السوق و عرض الحديقة فباعها باثني عشر الف در هم واحضر المال واحضر الاعرابي فاعطاه اربعة آلاف در هم و اربعين در هما نفقة ووقع الخبر الى سؤال المدينة فاجتمعوا و مضى رجل من الانصار الى فاطمة فاخبرها بذلك فقالت آجرك الله في ممشاك فجلس علي عليه السلام و الدراهم مصبوبة بين يديه حتى اجتمع اليه اصحابه فقبض قبضة قبضة و جعل يعطي رجلا رجلا حتى لم يبق معه در هم و احد فلما اتى المنزل قالت له فاطمة (ع) يا بن عم بعت الحائط الذي غرسه لك . الذي قال نعم بخير منه عاجلا و آجلا قالت فاين الثمن قال دفعته الى اعين استحييت ان اذلها بذل المسئلة قبل ان تسالني قالت فاطمة انا جائعة و ابناي جائعان و لا اشك الا وانك مثلنا في الجوع لم يكن لنا منه در هم واخذت بطرف ثوب علي عليه السلام فقال علي يا فاطمة خليني فقالت لا و الله او يحكم بيني و بينك ابي فهبط جبرئيل على رسول الله فقال يا محمد السلام يقرئك السلام و يقول اقرأ عليا مني السلام وقل لفاطمة ليس لك ان تضربي على يديه و لا تلزمي بثوبه فلما اتى رسول الله صلى الله عليه وآله منزل علي عليه السلام وجد فاطمة ملازمة لعلي فقال لها يا بنية مالك ملازمة

در خانه است گوید حسین بن علی ع وارد خانه شد و گفت پدر جان یك اعرابی بر در خانه است و شمارا ضامن در مکه میداند علی فرمود ای فاطمه چیزی داری که این اعرابی بخورد ؟ گفت بخدا نه، گوید امیرالمؤمنین جامه ببر کرد و بیرون شد و گفت ابوعبدالله سلمان فارسی را نزد من آرید، سلمان آمد باو فرمود باغیکه رسول خدا برایم کاشته بتجار بفروش سلمان آنرا بدوازده هزار درهم فروخت و اعرابی را حاضر کرد و چهار هزار درهمش را باو داد و چهل درهم دیگر هم برای خرج سفر باو داد خبر، بگدایان مدینه رسید و گرد اورا گرفتند مردی از انصار این خبر را بفاطمه رسانید واو فرمود خدا بتو خیر دهد علی پولها را برابر خود ریخت و یارانش جمع شدند و با مشت بآنها تقسیم کرد تا یکدرهم نماند وچون بمنزل آمد فاطمه باو گفت پسر عم باغی را که پدرم برایت کشته بود فروختی ؟ فرمود آری ببهتر از آن در دنیا و آخرت گفت پولش کجا است ؟ فرمود بدیدههائی دادم که نخواستم دچار خواری سؤال شوند ، فاطمه گفت من و دو پسرت گرسنهایم و بی شك تو هم مانند ما گرسنه ای یك درهمش بمانمیرسید؟ و دامن علی ع را گرفت علی فرمود فاطمه مرا رها کن گفت نه بخدا تا پدرم میان ما و تو حکم باشد .

جبرئیل برسولخدا ص نازل شد و گفت ای محمد خدایت سلام میرساند و میفرماید از من بعلی سلام برسان و بفاطمه بگو حق نداری جلو دست علی را بدامنش بچسبی بگیری چون رسولخدا بمنزل علی آمد دید

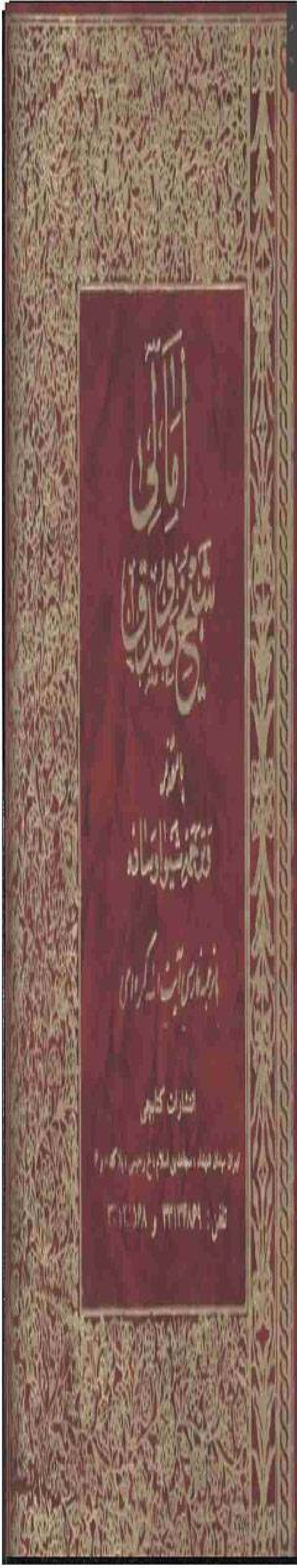

حسن بن علی ﷺ. گفت: چهار گوشه جهان را گرد آوردی. پیش امیرمومنان ﷺ برو و بگو که مرد اعرابی صاحب ضمانت تو در مکه اینک در آستانه خانه توست. حسین ﷺ به خانه درآمد و گفت: ای پدر یک اعرابی آمده و شما را ضمانت گر خویش در شهر مکه می خواند. علی ﷺ فرمود: ای فاطمه ﷺ چیزی در خانه داری که بخورد؟ فرمود: سوگند به خدا که ندارم. آن گاه علی ﷺ جامه پوشید و خارج شد و فرمود: سلمان را پیش من آورید. سلمان که آمد، علی ﷺ فرمود: بوستانی که پیامبر اکرم ﷺ برای من ساخته بود، به فروش برسان. سلمان آن را فروخت و دوازده هزار درهم نزد علی ﷺ آورد. حضرت هشت هزار درهم برای مهریه و خانه به آن اعرابی بخشید. بینوایان مدینه از این ماجرا آگاه شده و گرد علی ﷺ حلقه زدند. یکی از انصار خبر را به فاطمه ﷺ داد. او فرمود: خداوند تو را خیر دهد. علی ﷺ درهم ها را پیش روی نهاد و یاران گرد آمدند. او مشت مشت به آنان داد تا اینکه حتی یک درهم برای او نماند. آنگاه که علی ﷺ به خانه بازگشت، فاطمه گفت: پسر عمو بوستانی را که پدرم برایت مهیا کرده بود، فروختی؟ فرمود: آری. آن را در برابر بوستانی نیکوتر در دنیا و آخرت فروختم. گفت: پس پول آن کو؟ فرمود: به چشمانی بخشیدم که خواری آن را نمی توانستم تحمل کنم. گفت: می‌دانی که من و فرزندان تو گرسنگی می‌کشیم و بی گمان تو هم مثل ما گرسنه هستی. آیا یک درهم آن سهم ما نبود؟ و بعد دامن علی ﷺ را گرفت. علی ﷺ فرمود: فاطمه دامن مرا آزاد کن. او گفت: هرگز تا اینکه پدرم میان من و تو داوری کند. در این هنگام جبرئیل بر پیامبر خدا ﷺ فرود آمد. و گفت: ای محمد پروردگارت درود می‌فرستد

يُقْرِئُكَ السَّلاَمَ وَ يَقُولُ: اقْرَأْ عَلِيّاً مِنِّي السَّلاَمَ وَ قُلْ لِفَاطِمَةَ لَيْسَ لَكِ أَنْ تَضْرِبِي عَلَى يَدَيْهِ وَ لاَ تَلْزَمِي بِثَوْبِهِ فَلَمَّا أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْزِلَ عَلِيٍّ ﷺ وَجَدَ فَاطِمَةَ مُلاَزِمَةً لِعَلِيٍّ؟ فَقَالَ لَهَا: يَا بُنَيَّةِ مَا لَكِ مُلاَزِمَةً لِعَلِيٍّ؟ قَالَتْ: يَا أَبَتِ بَاعَ الْحَائِطَ الَّذِي غَرَسْتَهُ لَهُ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَ لَمْ يَحْبِسْ لَنَا مِنْهُ دِرْهَماً نَشْتَرِي بِهِ طَعَاماً فَقَالَ: يَا بُنَيَّةِ إِنَّ جَبْرَئِيلَ يُقْرِئُنِي مِنْ رَبِّيَ السَّلاَمَ وَ يَقُولُ اقْرَأْ عَلِيّاً مِنْ رَبِّهِ السَّلاَمَ وَ أَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ لَكِ لَيْسَ لَكِ أَنْ تَضْرِبِي عَلَى يَدَيْهِ وَ لاَ تَلْزَمِي بِثَوْبِهِ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَ لاَ أَعُودُ أَبَداً قَالَتْ: فَاطِمَةُ ﷺ فَخَرَجَ أَبِي فِي نَاحِيَةٍ وَ زَوْجِي عَلِيٌّ فِي نَاحِيَةٍ فَمَا لَبِثَ أَنْ أَتَى أَبِي ﷺ وَ مَعَهُ سَبْعَةُ دَرَاهِمَ سُودٍ هَجَرِيَّةٍ فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ أَيْنَ ابْنُ عَمِّي؟ فَقُلْتُ لَهُ: خَرَجَ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ هَاكِ هَذِهِ الدَّرَاهِمَ فَإِذَا جَاءَ ابْنُ عَمِّي فَقُولِي لَهُ يَبْتَاعُ لَكُمْ بِهَا طَعَاماً فَمَا لَبِثْتُ إِلاَّ يَسِيراً حَتَّى جَاءَ عَلِيٌّ ﷺ فَقَالَ رَجَعَ ابْنُ عَمِّي فَإِنِّي أَجِدُ رَائِحَةً طَيِّبَةً قَالَتْ نَعَمْ وَ قَدْ دَفَعَ إِلَيَّ شَيْئاً تَبْتَاعُ لَنَا بِهِ طَعَاماً قَالَ: عَلِيٌّ ﷺ هَاتِيهِ فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ سَبْعَةَ دَرَاهِمَ سُودٍ هَجَرِيَّةٍ: فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيراً طَيِّباً وَ هَذَا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثُمَّ قَالَ: يَا حَسَنُ قُمْ مَعِي فَأَتَيَا

ابو عبداللہؑ جاؤ اور سلمان فارسیؓ کو میرے پاس لے آؤ جب سلمانؓ آئے تو جناب امیرؑ نے سلمانؓ سے کہا کہ اے سلمان وہ باغ جو رسول خداؐ نے میرے لیے بویا تھا اُسے فروخت کرو اور مجھے رقم لا کر دو جناب سلمانؓ نے وہ باغ مدینے کے تاجروں کے ہاتھ بارہ ہزار درھم میں فروخت کر دیا جناب امیرؑ نے اُس اعرابی کو طلب کیا اور چار ہزار درھم اُسے دے دیے اس کے علاوہ چالیس درھم مزید سفر خرچ کے لیے دیئے۔

اسی اثنا میں مدینہ کے فقیروں کو بھی یہ خبر مل گئی کہ جناب امیرؑ نے اپنا باغ فروخت کر دیا ہے اور اُس سے حاصل شدہ رقم وہ راہ خدا میں خرچ کر رہے ہیں، تمام فقرا جناب امیرؑ کی خدمت میں اکٹھے ہو گئے اور جناب امیرؑ نے بقیہ تمام رقم مٹھی مٹھی تمام فقرا میں تقسیم کر دی یہاں تک کہ ایک ایک درھم بھی باقی نہ رہا اُدھر انصار مدینہ نے یہ خبر بی بی فاطمہؑ کو پہنچا دی، جب جناب امیرؑ گھر واپس تشریف لائے تو بی بیؑ نے کہا اے میرے سرتاج کیا آپ نے وہ باغ جو میرے والدؐ نے میرے لیے بویا تھا فروخت کر دیا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے اُسے بہتر دنیا اور بہتر آخرت کی خاطر بیچ دیا ہے بی بیؑ نے پوچھا اُس کی رقم کہاں ہے آپؑ نے جواب دیا وہ میں نے حاجت مندوں میں تقسیم کر دی ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے سوال کریں اور مجھے شرمندگی ہو، بی بی نے جناب امیرؑ کا دامن تھام لیا اور کہا آپؑ سمیت میں اور میرے دونوں بچے بھوکے ہیں جبکہ ہمارے واسطے آپؑ نے اُس (دولت) میں سے ایک درھم بھی نہیں رکھا جناب امیرؑ نے فرمایا فاطمہؑ میرا دامن چھوڑ دو بی بیؑ نے کہا نہیں خدا کی قسم میں اُس وقت تک آپؑ کا دامن نہ چھوڑوں گی جب تک میرے والدؐ تشریف نہ لائیں اور اس بارے میں کچھ ارشاد نہ فرمائیں۔ اُدھر جبرائیلؑ نازل ہوئے اور رسول خداؐ سے کہا اے محمدؐ تیرا خدا تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرا سلام علیؑ تک پہنچا دو اور فاطمہؑ سے کہو کہ تمہیں حق نہیں ہے کہ تم علیؑ کا دامن پکڑو، جناب رسول خداؐ بی بی فاطمہؑ کے ہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ بی بیؑ نے جناب امیرؑ کا دامن پکڑا ہوا ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا بیٹی تم نے علیؑ کا دامن کس لیے پکڑ رکھا ہے بی بیؑ نے فرمایا بابا جان آپؐ نے جو باغ میرے لیے بویا تھا۔ وہ علیؑ نے فروخت کر دیا ہے اور اس کا ایک درھم بھی ہمارے لیے نہیں رکھا کہ اُس سے گھر کے لیے خوراک کا سامان ہی خرید لیں۔ حضورؐ نے فرمایا بیٹی جبرائیلؑ نے میرے رب کی طرف

...ed by www.ziaraat.com

سے مجھے سلام دیا ہے اور کہا ہے کہ میں علیؑ کو اُس کے رب کی طرف سے سلام پہنچا دوں اور مجھے حکم دیا ہے کہ تم سے کہوں کہ تم یہ حق نہیں رکھتی کہ اس (علیؑ) کا دامن پکڑو بی بیؑ نے یہ سن کر کہا میں اپنے اس عمل پر خدا سے مغفرت طلب کرتی ہوں کہ آئندہ اس طرح نہ کروں گی پھر جناب رسول

کردم میان دو کس که محبوبترین اهل زمینند بسوی من.

مؤلّف گوید که: ابن بابویه رحمه الله گفته است که: این حدیث نزد من معتمد نیست، زیرا که علی بن ابیطالب سیّد اوصیاست و فاطمه سیّدهٔ نسا است، و میان این دو بزرگوار مناقشه و منازعه روا نیست[1].

در کتاب علل الشّرایع و بشارة المصطفیٰ و مناقب به سندهای معتبر از ابوذر و ابن عبّاس روایت کرده‌اند که: چون جعفر طیّار در حبشه بود، برای او کنیزی به هدیه فرستادند و قیمت او چهار هزار درهم بود، چون جعفر به مدینه آمد آن کنیزک را برای برادر خود امیرالمؤمنین علیه السلام به هدیه فرستاد، و آن کنیزک خدمت آن حضرت را می‌کرد، روزی حضرت فاطمه علیها السلام به خانه درآمد دید سر علی علیه السلام در دامن آن کنیزک است، چون آن حالت را ملاحظه نمود متغیّر گردید پرسید: آیا کاری کردی با او؟ حضرت امیر فرمودند: نه به خدا سوگند ای دختر محمّد کاری نکردم، الحال آنچه می‌خواهی بگو تا بجا آورم. گفت: می‌خواهم مرا رخصت دهی که به خانهٔ پدرم روم، حضرت امیر فرمود: رخصت دادم، پس فاطمه چادر بر سر کرد و برقع افکند و متوجّه خانهٔ پدر بزرگوار خود گردید. پیش از آنکه فاطمه به خدمت حضرت برسد، جبرئیل از جانب خداوند جلیل بر او نازل شد و گفت: حق تعالیٰ تو را سلام می‌رساند و می‌فرماید: اینک فاطمه به نزد تو می‌آید برای شکایت علی، از او در باب علی چیزی قبول مکن. چون فاطمه علیها السلام داخل شد، حضرت رسول صلی الله علیه و آله فرمود که: به شکایت علی آمده‌ای؟ گفت: بلی به ربّ کعبه، پس فرمود: برگرد بسوی علی و بگو: به رغم انف خود راضیم به آنچه کنی، پس برگشت به خدمت علی علیه السلام و سه مرتبه گفت: به رغم انف خود راضیم به آنچه رضای تو در آن است.

حضرت امیر علیه السلام فرمود: ای فاطمه شکایت مرا کردی به حبیب من و دوست من و یار من رسول الله صلی الله علیه و آله، واسوأتاه از شرمندگی نزد آن حضرت، خدا را گواه می‌گیرم ای فاطمه که این جاریه را آزاد کردم از برای رضای حق تعالیٰ، و چهارصد درهم که از عطای من

(۱) علل الشرایع ۱۵۶.

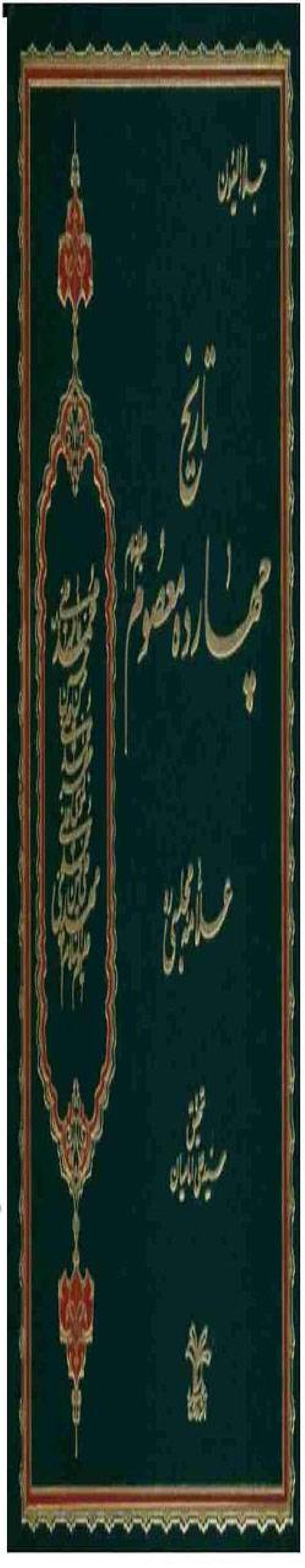

امیرالمؤمنین (ع) درجانب دیگر پس رسولخدا (ص) دست علی را گرفت و بر روی ناف خود گذاشت و دست فاطمه را نیز بر ناف خود گذاشت پیوسته با ایشان سخن میگفت تا درمیان ایشان اصلاح کرد چون بیرون آمد گفت که چگونه شاد نباشم وحال آنکه اصلاح کردم میان دو کس که محبوبترین اهل زمینند بسوی من **مؤلف گوید** که ابن بابویه (ره) گفته است که این حدیث نزد من معتمد نیست زیرا که علی بن ابیطالب سید اوصیاست وفاطمه سیدهٔ نساست ومیان این دو بزرگوار مناقشه ومنازعه روا نیست **در کتاب علل الشرایع** وبشایر المصطفی ومناقب بسندهای معتبر از ابوذر وابن عباس روایتکرده‌اند : چون جعفر طیار درحبشه بود برای او کنیزی بهدیه فرستادند و قیمت او چهارهزاردرهم بود چون جعفر بمدینه آمد آن کنیزك را برای برادرخود علی (ع) بهدیه فرستاد وآن کنیزك خدمت آنحضرت را میکرد روزی حضرت فاطمه بخانه درآمد، دید سرعلی (ع) در دامن آن کنیزك است چون آنحالت را ملاحظه نمود متغیر گردید پرسید آیا کاری کردی بااو حضرت امیر فرمودند: نه بخدا سوگند ای دختر محمد کاری نکردم الحال آنچه میخواهی بگو تا بجاآورم فرمود میخواهم مرا رخصت دهی که بخانه پدرم روم حضرت امیرفرمود رخصت دادم پس فاطمه چادر برسر کرد و برقع افکند ومتوجه خانه پدر بزرگوار خود گردید پیش از آنکه فاطمه بخدمت حضرت برسد جبرئیل ازجانب خداوند جلیل براو نازلشد گفت حقتعالی ترا سلام میرساند ومیفرماید اینك فاطمه بنزد تومیآید برای شکایت علی ازاودرباب علی چیزی قبول مکن چون فاطمه داخل شد رسولخدا (ص) فرمود که بشکایت علی آمدهٔ گفت بلی برب کعبه پس فرمود برگرد بسوی علی وبگو برغم انف خود راضیم بآنچه کنی پس برگشت بخدمت علی (ع) وسه مرتبه گفت برغم انف خود راضیم بآنچه رضای تو در آنست حضرت امیر فرمود ای فاطمه شکایت مراکردی بحبیب من و دوست من ویار من رسول الله واسوأتاه از شرمندگی نزد آنحضرت خدا را گواه میگیرم ایفاطمه که این جاریه را آزادکردم ازبرای رضای حقتعالی و چهار صد درهم که از عطای من زیاده آمده است تصدق میکنم برفقرای مدینه پس جامه و نعلین پوشید ومتوجه خدمت حضرت رسول شد پس باز دیگر جبرئیل نازلشد و گفت یا محمد حقتعالی ترا سلام میرساند ومیفرماید بگوبعلی که بهشت را بتوعطاکردم برای آزادکردن جاریه ازبرای خشنودی فاطمه واختیارجهنم را بتودادم برای چهارصد درهم که تصدق کردی پس داخل بهشت کن هرکرا خواهی برحمت من وهرکراخواهی ازجهنم بیرون آور بعفومن پس درآنوقت علی ع فرمود منم قسمت کننده میان بهشت ودوزخ. **مؤلف گوید** : در کارهای بزرگان دین و مقربان درگاه رب العالمین تفکر نمیباید نمود وهرچه از ایشان رسید در مقام تسلیم وانقیاد میباید بود بسا باشد که این معارضها بحسب ظاهر قسمی نماید ودرواقع مشتمل برمصلحتهای نامتناهی باشد ومیتواند

دو محبوب کے درمیان اصلاح کی، جو محبوب ترین زمین ہیں۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ ابن بابویہؒ نے کہا۔ یہ حدیث میرے نزدیک معتبر و معتمد نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیرؑ سید اوصیاء اور فاطمہؑ سیدۂ نساء ہیں اور ان دو بزرگوار کے درمیان رنجش جائز نہیں۔ کتاب علل الشرائع و بشارت المصطفیٰ و مناقب خوارزمی میں بسند ہائے معتبر ابوذر و ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب جعفر طیار حبشہ میں تھے ان کے لئے ایک کنیز کسی نے ہدیہ بھیجی، جس کی قیمت چار ہزار درہم تھے۔ جب جعفر طیارؓ مدینہ میں آئے، اس کنیز کو بطور ہدیہ اپنے بھائی علی ابن ابی طالب پاس بھیجا۔ اور وہ کنیز جناب امیرؑ کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہؑ گھر میں آئیں دیکھا۔ سر جناب امیرؑ کا اس کنیز کے دامن میں ہے۔ جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی متغیر ہو گئیں۔ اور پوچھا کیا تم نے کوئی تعلق اس کنیز سے کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ قسم بخدا اے دختر محمدؐ میں نے اس کنیز سے کوئی تعلق قائم نہیں کیا۔ اب جو کچھ تمہیں منظور ہو۔ بیان کرو میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہؑ نے چادر سر سے اوڑھی اور اس پر برقع ڈال کر متوجہ خانۂ پدر بزرگوار ہوئیں اور قبل اس کے کہ جناب فاطمہؑ اپنے باپ کی خدمت میں پہونچیں۔ جبرئیل از جانب خداوند جلیل حاضر ہوئے۔ خدمت حضرت رسولؐ میں اور کہا۔ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اس وقت فاطمہؑ تمہارے پاس علیؑ ابن ابی طالب کی شکایت کرنے آتی ہیں۔ تم حق علیؑ میں کوئی شکایت فاطمہؑ کی قبول نہ کرنا۔ جب فاطمہؑ داخل دولت سرائے پدر بزرگوار ہوئیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ہاں برب کعبہ۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ علیؑ پاس پھر جاؤ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔ پس جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ پاس تشریف لائیں اور تین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں۔ جس میں تمہاری رضا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تم میری شکایت میرے دوست میرے حبیب میرے یار رسول خداؐ سے کی ہو تو،

لہ یہ حدیث بھی اجماعی مشینری کی تیار کردہ ہے۔ شوہر کو نیک کاموں خیرات و صدقات سے وہ زوجہ منع کر سکتی ہے۔ جو جاہل ہو، جو اپنے حقوق تک کا بھی علم نہ ہو۔ اور جو یہ جانتی ہے کہ شوہر بیوی کی ہر حرکت کا مالک ہے اگر میں عبادت نافلہ بھی ادا کروں تو اجازت شوہر ہو ورنہ نہیں۔ ایسی زوجہ جبکہ عبادت ادا کرنے کیلئے شرعاً شوہر کی حسب خود محتاج ہے تو اس کو نیک اعمال سے روک کر اس پر اپنا رعب جما کر معاذ اللہ کبھی گنہگار ہونے کے لئے کیسے منع کر سکتی ہے پھر سیدہ فاطمہؑ فاطمہ زہرا دختر رسول جیسی عورت معاذ اللہ۔ بعد رسول حزب اقتدار نے حزب اختلاف اہل بیت اور رسول پاک کی گھر ایسی روایات منسوب کیں تاکہ عزت اہل بیت لوگوں کی نظر میں گر جائے۔ مگر ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت فضا کرے — وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

ڈاکٹر بہر مہدی عفی عنہ

جلاء العیون

جلد اول

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباس، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

مارچ 2001

ہدیہ ۱۰

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، وہ پانچ کلمات یہ ہیں:

یا رب الاولین والآخرین۔ یا ذا القوۃ المتین۔ یا راحم المساکین
یا ارحم الراحمین

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہرا واپس آگئیں

حضرت علیؑ نے پوچھا، اے فاطمہؑ! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آنحضرتؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، میں دنیا کے لیے گئی تھی، آخرت لیکر آئی ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، بیشک تمھارے سامنے خیر ہی خیر ہے۔

(دعوات راوندی)

(۴) جناب فاطمہؑ کو شکایت کہ حضرت علیؑ سب کچھ راہِ خدا میں دیدیتے ہیں

حضرت جعفرؑ بن محمدؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب فاطمہؑ زہرا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! علیؑ تو گھر میں کوئی چیز نہیں چھوڑتے، سب کچھ مساکین کو دیدیتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، فاطمہؑ بیٹی! علیؑ کے کارِ خیر کے معاملات میں بھلا میں کس طرح دخیل ہو سکتا ہوں؟ (جس طرح ہو سکے علیؑ کے ہر معاملہ میں خوش رہنے کی کوشش کیا کرو) کیونکہ علیؑ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے اور میری ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ (مصباح الانوار)

(۵) جناب فاطمہؑ کی حیات میں حضرت علیؑ پر دوسری عورت حرام تھی

ابوبصیر نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام پر جناب فاطمہؑ زہرا کی زندگی میں تمام عورتوں کو حرام کر دیا تھا۔

سائل نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں تھا؟

آپؑ نے فرمایا کہ جناب فاطمہؑ زہرا طاہرہ و مطہرہ تھیں آپ کو حیض نہیں آتا تھا (امالی شیخ مفید)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۳ سوم

بحار الانوار

ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد

در حالات

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوۃ اللہ علیہا

محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۳۳۳۸۲

خاتون جنت سیدہ
فاطمہ زہرا رضی
اللہ عنہ کا راضی
ہونا؟

و می‌کشیدند آنها را به عنف شدید، و مردم جمع شدند در شوارع مدینه و نظر می‌کردند، و حضرت فاطمه ﷺ با زنان بسیار از بنی‌هاشم و غیر ایشان بیرون آمدند و صدای ولوله و شیون بلند شد.

و حضرت فاطمه ﷺ ندا کرد ابو بکر را گفت: خوش زود غارت آوردید بر خانهٔ اهل بیت رسول خدا، به خدا سوگند که با او حرف نخواهم زد تا خدا را ملاقات کنم.

چون علی و زبیر بیعت کردند و این فتنه فرو نشست، ابو بکر آمد و شفاعت کرد از برای عمر و فاطمه از او راضی شد[۱].

و ابن ابی‌الحدید بعد از آنکه این روایات را نقل کرده است گفته است که: صحیح نزد من آن است که فاطمه از دنیا رفت و غضبناک بود بر ابو بکر و عمر و وصیّت کرد که آنها نماز بر او نکنند، و اینها نزد اصحاب ما از جمله گناهان صغیره بود و آمرزیده شدند، اولیٰ آن بود که او را گرامی دارند و رعایت حرمت او بکنند[۲].

و ایضاً ابن ابی‌الحدید گفته است که: من نزد ابو جعفر نقیب استاد خود می‌خواندم آن حدیث را که هبار بن اسود نیزه حوالهٔ هودج زینب دختر رسول‌الله کرد، او ترسید و فرزندی از شکمش سقط شد و بدین سبب حضرت رسول ﷺ در روز فتح مکه خون او را هدر کرد. چون این حدیث را خواندم نقیب گفت: هرگاه رسول خدا ﷺ خون هبار را مباح کرد از برای ترسانیدن زینب و سقط او، ظاهر حال آن است که اگر در حیات می‌بود مباح می‌کرد خون کسی را که فاطمه را ترسانید و فرزند او را هلاک کرد[۳].

ابن ابی‌الحدید گفت: به نقیب گفتم که من این را از تو روایت بکنم که فاطمه را ترسانیدند و فرزند محسن نام از او ساقط شد؟ او تقیه کرد و گفت: صحت و بطلانش را هیچ‌یک از من روایت مکن که من در این باب توقف دارم[۴].

و باز ابی ابی‌الحدید روایت بیعت سقیفه را به همان نحو که سابقاً ذکر کردیم از محمد بن

---

۱. السقیفة وفدک ۷۳؛ شرح نهج البلاغه ابن ابی‌الحدید ۲/ ۵۷.
۲. شرح نهج البلاغه ابن ابی‌الحدید ۶/ ۵۰.
۳ و ۴. شرح نهج البلاغه ابن ابی‌الحدید ۱۴/ ۱۹۲.

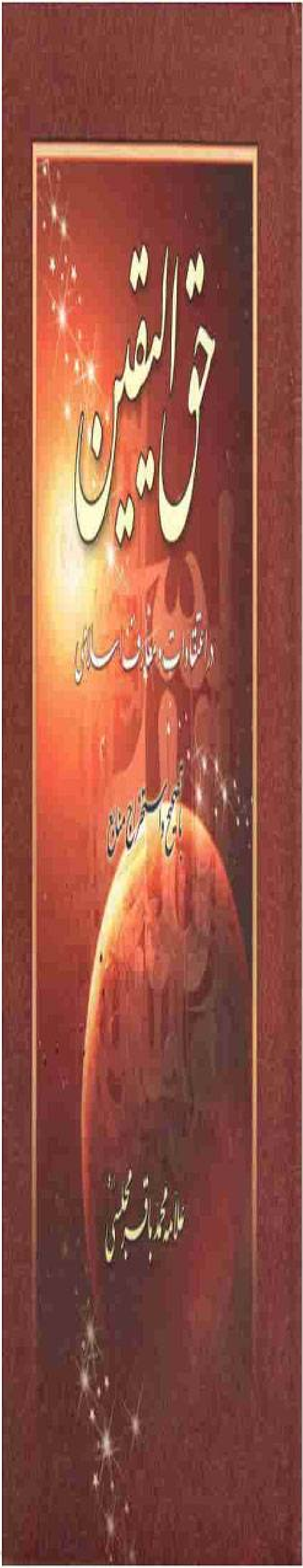

اور علیؑ اور زبیر کو لاؤ تاکہ بیعت کریں۔ الغرض عمر داخل خانہ ہوئے اور خالد دروازہ پر کھڑے ہوئے۔ عمر نے زبیر سے کہا کہ یہ تلوار کیسی ہے کہا اس کو علیؑ کی بیعت کے لیے لایا ہوں۔ مکان میں بہت سے لوگ تھے۔ جیسے مقداد اور تمام بنی ہاشم۔ عمر نے زبیر کی تلوار لے کر پتھر پہ مارا جو اُس گھر میں تھا۔ تلوار توڑ ڈالی اور زبیر کو اُن کا ہاتھ کھینچ کر اُٹھایا اور باہر لائے اور خالد کے سپرد کیا۔ خالد کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ جن کو ابوبکر نے اُن کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ پھر عمر مکان میں داخل ہوئے۔ اور امیر المومنینؑ سے کہا اُٹھو اور چل کر بیعت کرو۔ حضرتؑ نے انکار کیا تو حضرتؑ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور خالد کے ہاتھ میں دیا اور تمام منافقین نے ہجوم کیا اور ان لوگوں کو نہایت سختی سے کھینچا۔ لوگ مدینہ کے راستوں پر جمع تھے اور دیکھ رہے تھے۔ اور جنابِ فاطمہؑ بنی ہاشم وغیرہ کی بہت سی عورتوں کے ساتھ باہر نکلیں اور نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔ جنابِ فاطمہؑ نے ابوبکر کو ندا دی اور کہا کہ خوب خانۂ اہلبیت رسولِ خداؐ کو غارت کر رہے ہو۔ خدا کی قسم میں تم سے ایک حرف بات نہ کروں گی۔ یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کروں۔ جب علیؑ و زبیر نے بیعت کی اور یہ فتنہ ختم ہُوا۔ ابوبکر آئے اور عمر کی سفارش کی اور فاطمۂ اُن سے راضی ہو گئیں۔ ابن ابی الحدید نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فاطمہؑ دُنیا سے گئیں اور ابوبکر و عمر پر غضبناک تھیں اور وصیت کی تھی کہ وہ اُن پر نماز نہ پڑھیں۔ اور یہ سب ہمارے اصحاب کے نزدیک گناہانِ صغیرہ تھے، اور بخش دیئے گئے۔ سب سے بہتر تو یہ تھا کہ وہ لوگ ان کو گرامی رکھتے اور ان کی حرمت کی رعایت کرتے۔ نیز ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ میں اپنے اُستاد ابو جعفر نقیب کے پاس اس حدیث کو پڑھ رہا تھا کہ ہبار بن اسود نے زینب دخترِ رسولؐ کی ہودج پر نیزہ مارا تو وہ ڈریں اور ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اس سبب سے جنابِ رسولِ خداؐ نے فتح مکہ کے دن اُس کا خون ہدر (باطل) کر دیا۔ (یعنی جو شخص اس کو جہاں پائے قتل کر دے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں)۔ جب میں نے یہ حدیث پڑھی تو نقیب نے کہا۔ جبکہ رسولِ خداؐ نے ہبار کا خون مباح کر دیا، فقط زینب کو ڈرانے اور اس باعث اُن کا حمل ساقط ہو جانے کی وجہ سے۔ تو ظاہری صورت یہ ہے کہ اگر آنحضرتؐ زندہ ہوتے تو اُس شخص کا خون بھی مباح کر دیتے جس نے فاطمہؑ کو ڈرایا اور اُن کے فرزند (محسن کو شکم میں) ہلاک کیا۔ ابن ابی الحدید نے کہا میں نے نقیب سے کہا کہ میں آپ سے یہ روایت کروں کہ فاطمہؑ کو ڈرایا اور اُن کے فرزند محسن کو ساقط کیا تو انھوں نے تقیہ کیا اور کہا اس کے صحیح اور غلط ہونے میں کسی ایک کی روایت مجھ سے مت کرنا کیونکہ میں اس معاملہ میں خاموشی اختیار کرتا ہوں۔ پھر ابن ابی الحدید نے بیعت

اُردو ترجمہ
حق الیقین
جلد اوّل
مصنفہ
علامہ سیّد محمد باقر مجلسی علیہ
مترجمہ
جناب سیّد بشارت حسین
ناشر
مجلس علمی اسلامی
(پاکستان)

ثم رجعت إلى بيتها وأقسمت أن لا تكلّم أبا بكر ولتدعون الله عليه .

ولم تزل كذلك حتى حضرتها الوفاة فأوصت أن لا يصلي عليها فصلّى عليها العباس ودفنت ليلاً،وروي انه لما سمع كلامها حمد الله واثنى عليه وصلى على رسوله،ثم قال: يا خيرة النساء وابنة خير الآباء والله ما عدوت رأي رسول الله ﷺ ، ولا عملت إلاّ بأمره ، وإن الرائد لا يكذب أهله قد قلت فأبلغت وأغلظت فأهجرت فغفر الله لنا ولك أما بعد فقد دفعت آلة رسول الله ﷺ ودابته وحذاه إلى علي عليه السلام ، وأما ما سوى ذلك فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول : إنّا معاشر الأنبياء لا نورث ذهباً ولا فضة ولا أرضاً ولا عقاراً ولا داراً ولكنا نورث الإيمان والحكمة والعلم والسنة ، وقد عملت بما أمرني وسمعت . فقالت : إن رسول الله ﷺ قد وهبها لي .

قال : فمن يشهد بذلك . فجاء علي بن أبي طالب وأم أيمن فشهدا لها بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمٰن بن عوف فشهدا أن رسول الله ﷺ يقسمها . فقال أبو بكر : صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علي وصدقت أم أيمن وصدق عمر وصدق عبد الرحمٰن ، وذلك أن لك ما لأبيك كان رسول الله ﷺ يأخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله ، ولك عليّ الله أن أصنع بها كما كان يصنع . فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه به .

وكان يأخذ غلتها فيدفع إليهم منها ما يكفيهم . ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك إلى أن ولّى معاوية فأقطع مروان ثلثها بعد الحسن عليه السلام . ثم خلصت له في خلافته وتداولها أولاده إلى أن انتهت إلى عمر بن عبد العزيز فردّها في خلافته على أولاد فاطمة عليها السلام قالت الشيعة : فكانت أول ظلامة ردّها . وقالت السنة : بل استخلصها في ملكه ثم وهبها لهم . ثم أخذت منهم بعده إلى أن انقضت دولة بني أمية فردها عليهم أبو العباس السفاح . ثم قبضها المنصور. فردها ابنه المهدي. ثم قبضها ولداه موسى وهارون. فلم تزل في ايدي بني العباس الى زمن المأمون فردها اليهم وبقيت الى عهد المتوكل فأقطعها عبد الله بن عمر البازيار، وروي أنه كان فيها إحدى عشرة نخلة غرسها رسول الله ﷺ بيده فكان بنو فاطمة يهدون ثمرها إلى

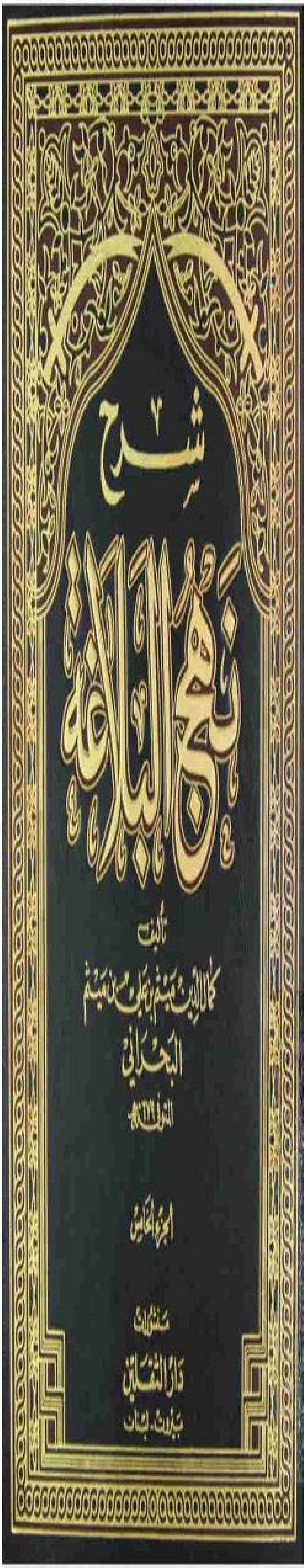

لقد جئت شيئاً فريا فدونكها مخطومة مرحولة. تلقاك يوم حشرك فنعم الحكم الله والزعيم محمد والموعد القيامة، وعند الساعة يخسر المبطلون، ولكل نبأ مستقر وسوف تعلمون من يأتيه عذاب مقيم قال: ثم التفتت إلى قبر أبيها فتمثّلت بقول هند بنت أمامة:

قد كان بعدك أنباء وهنبثة
لو كنت شاهدها لم تكثر الخطب
أبدت رجال لنا نجوى صدورهم
لما قضيت وحالت دونك الترب.
تجهمتنا رجال واستخف بنا
إذ غبت عنّا فنحن اليوم مغتصب

قال فلم ير الناس أكثر باكياً وباكية منهم يومئذ. ثم عدلت إلى مسجد الأنصار، وقالت: يا معشر الأنصار وأعضاد الملة وحضنة الإسلام ما هذه الفترة عن نصرتي، والونية عن معونتي والغميزة في حقي والسنة عن ظلامتي، أما قال رسول الله ﷺ: المرء يحفظ في ولده. سرعان ما أحدثتم، وعجلان ما آتيتم. الآن مات رسول الله ﷺ أمتم دينه. ها إن موته لعمري خطب جليل استوسع وهيه واستنهر فتقه، وفقد راتقه، وأظلمت الأرض له، وخشعت الجبال، وأكدت الآمال. أضيع بعده الحريم وهتكت الحرمة وأزيلت المصونة، وتلك نازلة أعلن بها كتاب الله قبل موته وأنبأكم بها قبل وفاته فقال: وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئاً وسيجزي الله الشاكرين.

أيهاً بني قيلة، أأهضم تراث أبي وأنتم بمرأى ومسمع تبلغكم الدعوة وتشملكم الصوت، وفيكم العدّة والعدد، ولكم الدار والجنن، وأنتم نجبة الله التي انتجب، وخيرة الله التي اختار. فأديتم العرب، وناطحتم الأمم، وكافحتم البهم حتى دارت بكم رحى الإسلام، ودر حلبه وخبت نيران الحرب، وسكنت فورة الشرك، وهدأت دعوة الهرج، واستوثق نظام الدين. أفتأخرتم بعد الإقدام، وجبنتم بعد الشجاعة عن قوم نكثوا أيمانهم من بعد إيمانهم وطعنوا في دينكم. فقاتلوا أئمة الكفر إنهم لا إيمان لهم لعلهم ينتهون. ألا وقد أرى أن قد أخلدتم إلى الخفض وركنتم إلى الدعة وجحدتم الذين ودسعتم الذي سوغتم. وإن تكفروا أنتم ومن في الأرض جميعاً فإن الله غني حميد. ألا وقد قلت ما قلت على معرفة مني بالخذلة التي خامرتكم وخور القنا وضعف اليقين فدونكموها فاحتقبوها مدبرة الظهور ناقبة الخفّ باقية العار موسومة الشنار موصولة بنار الله الموقدة التي تطلع على الأفئدة فبعين الله ما تعملون. وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون.

ثم رجعت إلى بيتها وأقسمت أن لا تكلّم أبا بكر ولتدعونّ الله عليه. ولم تزل كذلك حتى حضرتها الوفاة فأوصت أن لا يصلي عليها فصلّى عليها العباس ودفنت ليلاً، وروي أنه لما سمع كلامها حمد الله وأثنى عليه وصلى على رسوله، ثم قال: يا خيرة النساء وابنة خير الآباء والله ما عدوت رأي رسول الله ﷺ، ولا عملت إلا بأمره، وإن الرائد لا يكذب أهله قد قلت فأبلغت وأغلظت فأهجرت فغفر الله لنا ولك. أما بعد، فقد دفعت آلة رسول الله ﷺ ودابته وحذاءه إلى علي عليه السلام، وأما ما سوى ذلك فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: إنّا معاشر الأنبياء لا نورث ذهباً ولا فضة ولا أرضاً ولا عقاراً ولا داراً ولكنا نورث الإيمان والحكمة والعلم والسنة، وقد عملت بما أمرني وسمعت. فقالت: إن رسول الله ﷺ قد وهبها لي.

قال: فمن يشهد بذلك. فجاء علي بن أبي طالب وأم أيمن فشهدا لها بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف فشهدا أن رسول الله ﷺ يقسمها. فقال أبو بكر: صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علي وصدقت أم أيمن وصدق عمر وصدق عبد الرحمن، وذلك أن لك ما لأبيك كان رسول الله ﷺ يأخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله، ولك عليّ الله أن أصنع بها كما كان يصنع. فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه به.

وكان يأخذ غلتها فيدفع إليهم منها ما يكفيهم. ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك إلى أن ولّي معاوية فأقطع مروان ثلثها بعد الحسن عليه السلام. ثم خلصت له في خلافته وتداولها أولاده إلى أن انتهت إلى عمر بن عبد العزيز

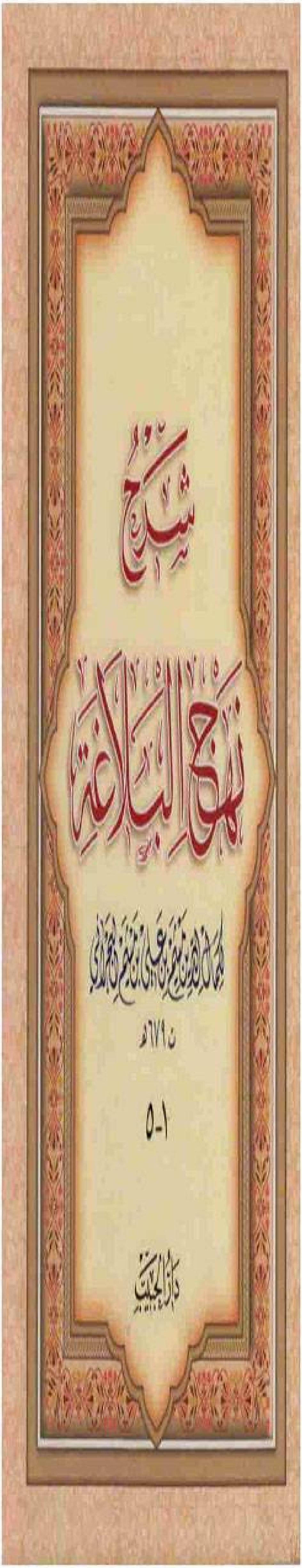

فدک کے مسئلے پر شیعہ سے سوالات

۱۔ فدک مالِ غنیمت میں سے ہے یا مال فے میں سے ؟

۲۔ مال فے کے حقدار کون کون ہیں؟ قرآن سے بتائیں ؟

۳۔ کیا قرآن کے مطابق فدک کی حقدار ایک صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں یا کوئی اور بھی ہے ؟

۴۔ فدک کے حقدار اگر رشتہ دار ہیں تو رشتہ دار میں صرف بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کیوں ؟ باقی رشتہ داروں کا حق کیوں نہیں ؟

۵۔ شیعہ کبھی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زندگی میں فدک لکھ کے دیدیا تھا اور کبھی کہتے ہیں کہ فدک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت تھی سوال یہ ہے کہ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے ؟

۶۔ نبی پاک فدک کا مال کس طرح تقسیم کرتے تھے ؟

۷۔ شیعہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی مالی وراثت ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں صرف فدک تھا یا کچھ اور بھی ؟

۸۔ اگر کچھ اور بھی تھا تو کیا کیا تھا اور اس کے حقدار کون کون تھے ؟

۹۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرے نبی پاک کی ملکیت تھی جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ملی، سوال یہ ہے کہ ان حجروں میں بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق تھا یا نہیں ؟

۱۰۔ اگر ان حجروں میں بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق نہیں تھا تو کس شرعی دلیل سے؟
۱۱۔ اگر حجروں میں بھی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق تھا تو تم شیعہ صرف فدک پر ہی کیوں شور مچاتے ہو؟
۱۲۔ اگر حجروں میں بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق تھا تو فدک میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا حق کیوں نہیں؟
۱۳۔ شرعی طور پر وراثت کے حقدار کون کون ہوتے ہیں اور وہ کس طرح تقسیم ہوتی ہے؟
۱٤ - بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فدک مانگنے خود گئی تھیں یا کسی کو بھیجا تھا؟
۱۵ - سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے محرم تھے یا غیر محرم؟
۱٦۔ اگر محرم تھیں تو کس رشتہ سے؟
۱۷۔ اگر شیعہ یہ کہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نانا تھے تو سوال یہ ہے کہ نانا جیسے محترم رشتہ سے (بقول شیعہ) ناراض ہونا یہاں تک کہ بات ترک کرنا جنازے میں آنے سے روکنا بد دعا کرنا وغیرہ کی کیا شرعی حیثیت ہے؟
۱۸۔ اور اگر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غیر محرم تھے تو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی باپردہ عورت جو اپنے جنازے کو بھی رات کو لے جانی کی وصیت کرے وہ ابو بکر صدیق کے پاس فدک مانگنے اور اس سے مخاطب کیسے ہوئی؟
۱۹۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کیا کہہ کر فدک دینے سے انکار کیا؟

۲۰۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا یہ کہنا کہ "انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی" یہ کہنا صحیح تھا یا نہیں؟

۲۱۔ اگر انبیاءؑ کی وراثت والی بات دوسرے صحابہؓ سے اور خود شیعہ کتابوں سے ثابت ہو تو کیا پھر بھی غلط ہے؟

۲۲۔ کیا بی بی فاطمہؓ نے بھی سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی اس بات کو غلط کہا تھا؟

۲۳ - سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے بی بی فاطمہؓ کو فدک کا مال کس طرح خرچ کرنے کا کہا تھا؟

۲۴۔ کیا فدک کی آمدنی سے سیدنا ابو بکر صدیقؓ بی بی فاطمہؓ یا ان کی اولاد کو خرچہ دیتے تھے؟

۲۵۔ بقول شیعہ کے بی بی فاطمہؓ سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے ناراض ہو گئی تھی، سوال یہ ہے کہ ناراض ہونے کی خبر خود سیدہ نے دی یا کسی اور نے؟

۲۶ - اگر بی بیؓ نے دی تو صحیح سند کے ساتھ ثابت کریں۔

۲۷ - اگر کسی اور نے دی تو اس نے بی بی فاطمہؓ کی بات نقل کی ہے یا اپنی طرف سے بتائی ہے؟

۲۹ - ناراضگی دل کی چیز ہے جب تک ناراض ہونے والا خود نہ بتائے تب تک پتہ نہیں چلتا۔ تو
ناراضگی بی بی فاطمہؓ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت کریں؟

۳۰۔ کیا کسی مسلمان سے ناراض ہونا شریعت میں تین دن سے زیادہ جائز ہے؟

۳۱۔ سیدہ فاطمہؓ کی وفات کے بعد ان کو کفن دفن اور جنازہ کس عورت نے تیار کیا تھا؟

۳۲۔اس عورت کا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا رشتہ تھا؟

۳۳۔ کیا فدک نہ دینے کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے؟

۳۴۔ کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی؟

۳۵۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت آئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ داروں کو فدک دیا کہ نہیں؟

۳۶۔ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ داروں کو فدک دیا تو ثابت کریں؟

۳۷۔اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی فدک نہیں دیا تو ان پر کیا فتویٰ ہے؟

۳۸۔ اگر کوئی رافضی یہ کہے کہ اہلبیت غصب شدہ مال واپس نہیں لیتے تو سوال یہ ہے کہ بقول
تمہارے خلافت بھی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا جو پہلے تین خلفاء نے چھینا تھا، تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کیوں لی؟

۳۹۔ فدک نہ دینے کی وجہ سے شیعہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر کیوں نہیں کرتے؟

ان سوالوں کا جواب شیعہ قرآن اور صحیح احادیث سے دیں۔۔۔

چیلنج

شیعہ لوگوں کے نزدیک باغ فدک کے تنازع کی جڑ اور اصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ باغ ہبہ کر دیا تھا اور سیدہ نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ باغ فدک خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ فرمادیا تھا اور سیدہ نے اس پر قبضہ بھی فرمایا تھا تو شیعہ لوگوں کو میراث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوی کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟ جب چیز ہو ہی اپنے قبضہ و تسلط میں تو پھر میراث کیسی ؟ دعوی کیسا ؟ ہمارا دعوی ہے کہ اس قسم کی تمام روایات بے اصل اور غیر معتبر ہیں۔ ہم دنیائے شیعیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایک ایسی صحیح روایت دکھادیں جس کے رواۃ سب کے سب ثقہ اور سنی المذہب ہوں جس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو باغ فدک ہبہ کرنا اور سیدہ کا اس پر قبضہ کرنا ثابت ہوتا ہو تو ہم منہ مانگا انعام پیش کریں گے۔